بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر

فضیلۃ الشیخ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم

حافظ محمد اسماعیل اسد حفظہ اللہ

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ مچھلی منڈی

نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۷

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

2441

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد سوم

مصنف	علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ
دوسرا ایڈیشن	اگست 2009ء
ناشر	مکتبہ اصحاب الحدیث
قیمت کامل سیٹ	10000
کمپوزنگ و ڈیزائننگ	حافظ عبدالوہاب 0321-416-22-60

ڈسٹری بیوٹرز

مکتبہ اخوت

مچھلی منڈی، اردو بازار، لاہور فون 7235951

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر:12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ الصَّلَاةِ بِمِنًى — باب ہے منیٰ میں نماز پڑھنے کے بیان میں

فائدہ: یعنی چار رکعت نماز کو قصر کر کے پڑھا جائے یا نہیں اور یہ بحث نماز کے قصر کرنے کے بیان میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

١٥٤٥۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهِ.

١٥٤٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی یعنی چار رکعت کے بدلے صرف دو رکعت ہی پڑھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دو ہی رکعت نماز پڑھی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے ابتداء میں دو ہی رکعت نماز پڑھی۔

فائدہ: یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تینوں خلیفوں نے چار رکعت کی نماز قصر کر کے دو رکعت پڑھی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اخیر میں پوری نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ حج کے دنوں میں منیٰ میں چار رکعت کی نماز کو قصر کیا جائے۔ (فتح وفیہ المطابقة للترجمة)

١٥٤٦۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَآمَنُهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ.

١٥٤٦۔ حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھائی اور حالانکہ ہم اس وقت سب وقتوں سے زیادہ تر گنتی میں اور زیادہ تر امن میں تھے۔

فائدہ: خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سے اگر تم کو ڈر ہو کہ ستائیں گے تم کو کافر تو ظاہرا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کافروں کے ستانے کا ڈر

نہ ہوتو نماز کو قصر کرنا درست نہیں جیسے کہ قید ان خفتم الآیۃ اس پر دلالت کرتی ہے تو غرض ابن وہب کی یہ ہے کہ آیت میں خوف کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں پس سفر میں ہر وقت نماز کو قصر کرنا درست ہے خواہ خوف ہو یا نہ ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے نہایت امن کے وقت نماز قصر کی ہے اور مراد منیٰ میں نماز پڑھنا ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۵۴۷۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَفَرَّقَتْ بِكُمُ الطُّرُقُ فَيَا لَيْتَ حَظِّيْ مِنْ أَرْبَعِ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ.

۱۵۴۷۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں نماز پڑھی یعنی چار رکعت نماز قصر کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں پھر جدا جدا ہوئیں تمہاری راہیں یعنی نماز کے قصر کرنے اور پورا پڑھنے میں تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہوا پس کاش حصہ میرا کہ چار رکعتوں سے (کہ عثمان پڑھتے ہیں) دو رکعتیں مقبول ہوتیں پس کاش کہ عثمان رضی اللہ عنہ بھی چار رکعت کی نماز کو قصر کر کے دو رکعت پڑھتے جیسے کہ حضرت ﷺ اور آپ کے یاروں نے پڑھی ہے۔

فائدہ: داؤدی نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے خوف کیا اس سے کہ چار رکعتیں کافی نہ ہوں پس انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تابعداری کی اس واسطے کہ ان کے خلاف کو برا جانا اور اپنے اعتقاد کی خبر دی اور اس کے غیر نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ اگر چار رکعتیں پڑھے گا تو تکلف کرے گا پس کاش کہ وہ چار رکعتیں مقبول ہوں جیسے کہ دو رکعتیں مقبول ہوتیں ہیں اور ظاہر بات یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ قول بطور تفویض الی اللہ کے کہا ہے یعنی ان کے قبول ہونے اور قبول نہ ہونے کو خدا کے سپرد کیا ہے کہ اللہ جانے چار رکعتوں میں سے دو رکعتیں بھی قبول ہوں یا نہ ہوں واسطے نہ واقف ہونے اس کے غیب پر اور شاید کہ خدا اس کی نماز قبول کرے یا نہ سو اس نے تمنا کی کہ میں جو عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ چار رکعتیں پڑھتا ہوں تو ان میں سے میری دو ہی رکعتیں قبول ہو جائیں اگر چہ زیادہ قبول نہ ہوں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسافر کو اختیار ہے کہ خواہ پوری نماز پڑھے یا قصر کرے لیکن دو رکعت کا پڑھنا ضروری ہے اور اس سے کم نہ کرے باوجود اس کے کہ وہ خوف کرتا ہو کہ شاید اس سے کچھ نماز بھی قبول نہ ہو پس حاصل اس کا یہ ہے کہ اس نے کہا کہ میں تو صرف عثمان کی تابعداری کے واسطے پوری نماز پڑھتا ہوں اور کاش کہ چار رکعتوں سے میری دو ہی رکعتیں قبول ہوں اور اس

حدیث کے باقی فائدے پہلے گزر چکے ہیں۔ (فتح) اس سے بھی معلوم ہوا کہ منیٰ میں نماز کو قصر کیا جائے۔ وفیہ المطابقة للترجمة

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

عرفات میں نویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنے کا بیان

١٥٤٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَالِمٌ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ.

١٥٤٨۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا (ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ماں) سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں نے حضرت ﷺ کے روزے کا شک کیا کہ آپ ﷺ روزے سے ہیں یا نہیں سو میں نے حضرت ﷺ کی طرف شربت بھیجا سو آپ ﷺ نے اس کو پیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ عرفات میں حاجی روزہ نہ رکھیں تا کہ اس سے ضعف پیدا نہ ہو واسطے اتباع حضرت ﷺ کے اس لیے کہ آپ ﷺ کی اتباع میں ہی آسانی ہے۔ (تیسیر) وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ إِذَا غَدَا مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ

منیٰ سے عرفات کی طرف جاتے وقت لبیک اور اللہ اکبر کہنے کا بیان

فائدہ: یعنی لبیک اور تکبیر کہنا جائز ہے اور غرض امام بخاری کی اس ترجمے سے رد کرنا ہے اس شخص پر کہ کہتا ہے کہ محرم جب نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو چلے تو لبیک کہنا موقوف کر دے اور اس کی تفصیلی بحث چودہ ابواب کے بعد آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

١٥٤٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ مِنَّا الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

١٥٤٩۔ محمد بن ابی بکر ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس حال میں کہ وہ دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے پوچھا کہ تم اس دن یعنی عرفہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ کس طرح کیا کرتے تھے سو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لبیک کہتا تھا ہم میں سے لبیک کہنے والا سو اس پر کوئی انکار نہ کرتا تھا اور تکبیر کہتا تھا تکبیر کہنے والا سو اس پر کوئی انکار نہ کرتا تھا۔ (ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ اور کچھ لوگ تکبیر کہہ رہے تھے)۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی سلمہ نے کہا کہ عبداللہ کے باپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی

موافق حدیث محمد بن ابی بکر کے اور اس میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ عبداللہ نے کہا ہے عبیداللہ سے کہ عجب ہے واسطے تمہارے کہ تم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کیوں نہیں پوچھا کہ حضرت ﷺ اس دن کیا کرتے تھے اور مراد ابی سلمہ کی اس سے یہ ہے کہ افضل کام پر ثواب حاصل ہوتا ہے اس واسطے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی کو لبیک اور تکبیر میں اختیار ہے خواہ لبیک کہے یا تکبیر اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ان کو اس پر برقرار رکھا، سو اس نے ارادہ کیا کہ حضرت ﷺ کا فعل معلوم کرے تا کہ دونوں کاموں میں سے افضل کام معلوم ہو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا بیان آئے گا۔ (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ نویں ذی الحجہ کی صبح کے دن عرفات کو جاتے وقت لبیک اور تکبیر کہنا دونوں درست ہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور طیبی نے کہا کہ حاجیوں کو اس دن تکبیر کہنی جائز ہے مانند اور اذکار کے لیکن سنت نہیں بلکہ سنت ان کے لیے لبیک کہنا ہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر ماریں یعنی جب اس کو پہلے کنکر ماریں پس اس وقت ہی لبیک کہنا موقوف کریں۔ (ع)

بَابُ التَّهْجِيْرِ بِالرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ

عرفہ کے دن سخت گرمی میں یعنی دوپہر کو جانا یعنی مقام نمرہ سے

فائدہ: اور نمرہ نام ہے ایک پہاڑ کا کہ حرم مکہ کی زمین وہاں تمام ہوتی ہے اور عرفات حل میں ہے اور نمرہ کا کچھ حصہ حرم سے باہر ہے اور زیادہ حرم میں ہے اور عرفات اور حرم کے درمیان ہے۔

۱۵۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ لَّا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَجَآءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَنَا مَعَهٗ يَوْمَ عَرَفَةَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الْحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ قَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْظِرْنِيْ حَتّٰى أُفِيْضَ عَلٰى رَأْسِيْ ثُمَّ أَخْرُجُ فَنَزَلَ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَبِيْ فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ

۱۵۵۰۔ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالمالک بن مروان نے حجاج کی طرف خط لکھا اور حجاج عبدالمالک کی طرف سے مکہ پر حاکم تھا کہ حج کے احکام میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما آئے اور میں ان کے ساتھ تھا عرفہ کے دن جب سورج ڈھلا سو انہوں نے حجاج کے خیمہ کے نزدیک بلند آواز سے کہا: حجاج کہاں ہے سو حجاج باہر آیا اس حال میں کہ اس پر کسنبے والا تہ بند تھا سو اس نے کہا اے ابا عبدالرحمٰن (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) تم کیا کہتے ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو جلدی باہر آ تو حجاج نے کہا کہ اسی وقت باہر آؤں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں حجاج نے کہا کہ مجھ کو تھوڑی سی مہلت دے دو یہاں تک کہ میں اپنے سر پر پانی ڈالوں یعنی غسل کروں پھر باہر آؤں

الْوُقُوْفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ.

سو ابن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اترے اور بیٹھ گئے یہاں تک کہ حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ کے درمیان چلا سو میں (سالم) نے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبے کو چھوٹا کر اور وقوف عرفات کے لیے جلدی کر کہ وہاں چل کر وقوف کریں سو حجاج عبداللہ کی طرف دیکھنے لگا سو جب عبداللہ نے یہ حالت دیکھی تو کہا کہ سالم کی بات درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخت گرمی میں عرفات کو جائے اس واسطے کہ جب سالم نے حجاج کو وقوف عرفات کے لیے جلدی کرنے کو کہا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی تصدیق کی اور نیز حجاج نے کہا کہ اسی وقت باہر آؤں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اسی وقت اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وقوف عرفات کے لیے حاجی غسل کرے اس واسطے کہ حجاج نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہا کہ میرا انتظار کرو اور انہوں نے اس کا انتظار کیا اور یہ مستحب ہے نزدیک اہل علم کے اور موطا امام مالک میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ وقوف عرفات کے لیے عرفہ کی شام کو نہایا کرتے تھے اور طحاوی نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے واسطے اس شخص کے کہ محرم کے واسطے کسمی کپڑے کو جائز کہتا ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے اس طرح کے کہ حجاج بڑے بڑے منکرات سے پرہیز نہ کرتا تھا مانند خونریزی وغیرہ کے پس کسمی کپڑے سے بچنے کا تو کیا ذکر ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو اس لیے منع نہ کیا کہ وہ جانتے تھے کہ یہ نامراد نہیں مانے گا اور نیز یہ بھی جانتے تھے کہ لوگ اس میں اس کی پیروی نہ کریں گے اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ حجت پکڑنی تو ساتھ عدم انکار ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے۔ بس ان کے انکار نہ کرنے سے حجت پکڑیں گے لوگ بیچ اعتقاد جواز کے وقد تقدم الکلام علی مسئلۃ المعصفر فی باب اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حج کا قائم کرنا خلیفوں کے سپرد ہے اور یہ کہ امیر دین کے کام میں اہل علم کے قول پر عمل کرے اور یہ کہ عالموں کو بادشاہوں کے پاس جانا درست ہے۔ اس میں ان پر کچھ عیب نہیں اور یہ کہ شاگرد کو استاد کے ہوتے ہوئے بادشاہ کے پاس فتویٰ دینا درست ہے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا علو علم میں واسطے جاننے کے حجاج کی طرف سماع اس چیز کے کہ اس نے سالم سے سنی اس کے باپ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر انکار نہ کیا اور یہ کہ فاجر گنہگار کو سنتوں کا کہنا درست ہے واسطے نفع لوگوں کے اور یہ کہ جائز ہے احتمال مفسدہ خفیف کا واسطے حاصل کرنے بڑی مصلحت کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حجاج کے پاس گئے اور ان کو حج کے احکام سکھائے اور اس حدیث میں حرص ہے اوپر پھیلانے علم کے واسطے نفع اٹھانے لوگوں کے ساتھ اس کے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے اور یہ کہ سورج ڈھلنے کے وقت عرفہ کی

مسجد کی طرف متوجہ ہونا اور نماز ظہر اور عصر کو اول وقت میں جمع کر کے ادا کرنا سنت ہے۔ اور غسل وغیرہ متعلقات نماز میں مشغول ہونے کے ساتھ تاخیر ہونا مضر نہیں ۔ (فتح)

بَابُ الْوُقُوفِ عَلَى الدَّابَّةِ بِعَرَفَةَ

عرفات میں جانور پر وقوف کرنے کا بیان

١٥٥١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَآئِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَآئِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ فَشَرِبَهٗ.

١٥٥١۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگ عرفہ کے دن اس کے نزدیک حضرت ﷺ کے روزے کے بارے میں جھگڑے یعنی بعض نے کہا کہ آپ ﷺ روزہ دار ہیں اور بعض نے کہا کہ روزہ دار نہیں سو میں نے آپ ﷺ کی طرف دودھ کا پیالہ بھیجا اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر کھڑے تھے سو آپ ﷺ نے اس کو پیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میدانِ عرفات میں سواری پر کھڑے ہونا یعنی ٹھہرنا درست ہے ۔ کہ آپ ﷺ عرفات میں اپنے اونٹ پر کھڑے تھے **وفيه المطابقة للترجمة** اور زیادہ تر صریح حدیث یہ ہے جو مسلم میں ہے کہ آپ سوار ہو کر ٹھہرنے کی جگہ آئے سو ہمیشہ کھڑے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہوا اور اہل علم کو اس میں اختلاف ہے کہ میدانِ عرفات میں پاؤں پر کھڑے ہونا افضل ہے یا سوار ہو کر جمہور کا یہ مذہب ہے کہ سوار ہو کر کھڑے ہونا افضل ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے سوار ہو کر وقوف کیا اور قیاس یہی چاہتا ہے اس واسطے کہ سوار ہونے میں مدد ہوتی ہے زیادہ کوشش کرنے کے لیے ہر دعائیں اور عاجزی میں جو اس وقت مطلوب ہے جیسا کہ انہوں نے اسی طرح روزے کے افطار میں ذکر کیا ہے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ سوار ہونا اسی لیے مستحب ہے کہ لوگ اس کی تعلیم کے محتاج ہوں اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ سواری کی پیٹھ پر کھڑے ہونا درست ہے اور جو حدیث اس باب میں وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے اس پر کہ اس طرح جانور کو دبلا کر ڈالے ۔ (فتح)

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِعَرَفَةَ

عرفات میں دو نمازوں کے جمع کرنے کا بیان

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا حکم بیان نہیں کیا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ جمع مذکور خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو مسافر ہو یہ قول امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ہے وگرنہ امام مالک اور اوزاعی سے روایت ہے کہ عرفات میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا حج کے احکام کی وجہ سے ہے پس ہر شخص کو جمع کرنا جائز ہے خواہ اسی علاقہ کا رہنے والا

ہو یا دوسرے علاقہ کا اور ابن منذر نے ابن زبیر سے روایت کی ہے کہ حج کی سنت سے ہے کہ جب سورج ڈھلے تو امام اول وقت جائے سو لوگوں کو خطبہ سنائے سہ پہر جب خطبہ سے فارغ ہو تو اترے اور ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کر کے پڑھائے اور جو تنہا نماز پڑھے اس کے حق میں اختلاف ہے کما سیاتی۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مَعَ الْإِمَامِ جَمَعَ بَيْنَهُمَا

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ جب ان سے جماعت کی نماز امام کے ساتھ فوت ہو جاتی تو دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے

فائدہ: اور یہی مذہب ہے جمہور کا کہ اگر عرفات میں کوئی حاجی تنہا نماز پڑھے تو بھی دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھے جیسا کہ امام کے ساتھ جمع کر کے پڑھتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عرفات میں دو نمازوں کو جمع کرنا خاص اس شخص کے لیے جائز ہے جو امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھے اور صاحبین اور طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف ہیں اور سب دلیلوں سے زیادہ تر قوی دلیل ان کی یہ فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو نمازوں کے جمع کرنے کی حدیث روایت کی ہے اور باوجود اس کے وہ تنہا بھی جمع کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ جمع کرنا صرف امام کے ساتھ خاص نہیں اور ان کے قواعد سے ایک یہ قاعدہ ہے کہ صحابی جب اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف کرے تو دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کے نزدیک کوئی مخالف دلیل راجح ظاہر ہوئی ہے اس لیے حسن ظن رکھنے کے ساتھ اس کے لیے لائق ہے یہ کہ کہا جائے کہ حکم صرف اس جگہ کے لیے ہے اور یہ عرفات کی نمازوں کے لیے ہے اور البتہ مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کو عشاء کی نماز تک تاخیر کرنا واجب ہے اور اگر اس کو راستہ میں پڑھے یعنی مزدلفہ میں پہنچنے سے پہلے تو نماز کو پھر دوبارہ پڑھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص گویا اس کے جانور کو کوئی عذر ہو تو اس کے لیے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا درست ہے لیکن شفق سرخی کے غائب ہونے کے بعد پڑھے اور مدونہ سے منقول ہے کہ اگر مزدلفہ میں آنے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھے تو نماز کو دوہرائے اور اس طرح اگر شفق سرخی کے غائب ہونے کے بعد اس کو اور عشاء کی نماز کو جمع کرے تو عشاء کو دوہرائے اور اشہب سے روایت ہے کہ اگر شفق ڈوبنے سے پہلے مزدلفہ میں آئے تو جمع کرے اور ابن قاسم نے کہا کہ یہاں تک کہ شفق غائب ہو اور جمہور اہل علم اور شافعیہ کے نزدیک اگر جمع کرے تقدیم یا تاخیر مزدلفہ میں آنے سے پہلے یا بعد میں یا دونوں نمازوں کو جدا جدا پڑھے تو کفایت کرتا ہے لیکن سنت فوت ہو جاتی ہے اور ان کا اختلاف اس پر ختم ہوتا ہے کہ عرفات اور مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا حج کے واسطے ہے یا سفر کے لیے۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ صَدَقَ إِنَّهُمْ كَانُوْا يَجْمَعُوْنَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَفَعَلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَالِمٌ وَهَلْ تَتَّبِعُوْنَ فِي ذٰلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ.

سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق حجاج (علیہ ما یستحقہ) جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے واسطے اترا تو اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تم عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں ٹھہرنے کے لیے کیا کرتے تھے یعنی ظہر اور عصر کی نماز وقوف سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں سو سالم رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو عرفہ کے دن سخت گرمی میں نماز پڑھ یعنی بعد زوال کے سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سالم صحیح کہہ رہے ہیں اس واسطے کہ لوگ ظہر اور عصر کی نماز جمع کیا کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پیروی کرتے ہوئے۔ سو میں نے کہا سالم رضی اللہ عنہ سے (یہ زہری کا قول ہے) کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں نمازوں کو عرفہ میں جمع کیا کرتے تھے سو سالم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نہیں تابعداری کرتے مگر صرف ان کی سنت کی میں یعنی اس طرح نمازیں پڑھنے میں مگر سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی محض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے لیے ان دو نمازوں کو جمع کرتے تھے یا نہیں اس طرح عمل کرنے میں ہمارا اور تمہارا مقصد صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی ہے۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلیفوں کے بعد ۶۳ ہجری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کے خلیفہ ہوئے اور اس وقت شام کے ملک میں عبدالملک بن مروان حاکم تھا سو اس نے حجاج بن یوسف (ایک ظالم مشہور گورنر کا نام ہے) کو امیر بنا کر کے میں بھیجا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی بیعت لے سو حجاج لشکر لے کر کے پر چڑھ آیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے عبدالملک کی بیعت طلب کی اس نے انکار کیا تو آپس میں لڑائی ہوئی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس ظالم نے سولی پر چڑھا دیا اور کے پر قبضہ کر لیا بعد ازاں اسی سال عبدالملک نے حجاج کو حاجیوں کا امیر مقرر کر دیا اور اس کو حکم دیا کہ حج کے تمام افعال میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے افعال اور اقوال کی پیروی کرے پس اس حالت میں

اس نے یہ مسئلہ مذکور بھی پوچھا سو سالم نے اس کو کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو سخت گرمی میں نماز پڑھ سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے کی اس بات سے یہ سمجھا کہ ظہر اور عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھ سو یہ جواب دیا کہ لوگ ان دونوں نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے اور طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ قول اس کا فی السنۃ حال ہے فاعل **یجمعون** سے یعنی جو لوگ سنت پر عمل کرنے میں سخت ہیں اور نہایت درجے میں سنت کا اتباع کرتے ہیں۔ یہ حجاج کو تعریض کے واسطے کہا یعنی تو سنت سے منحرف ہے۔

بَابُ قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

عرفہ کے دن عرفات میں خطبے کو مختصر کرنا

۱۵۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ يَأْتَمَّ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَآءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَأَنَا مَعَهُ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ أَوْ زَالَتْ فَصَاحَ عِنْدَ فُسْطَاطِهِ أَيْنَ هٰذَا فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ الرَّوَاحَ فَقَالَ الْآنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَنْظِرْنِيْ أُفِيْضُ عَلَيَّ مَآءً فَنَزَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَتّٰى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَبِيْ فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ أَنْ تُصِيْبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ صَدَقَ.

۱۵۵۲۔ سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج کی طرف ایک خط لکھا کہ احکام حج میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرے سو جب عرفہ کا دن ہوا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور میں ان کے ساتھ تھا جب سورج ڈھلا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے خیمہ کے قریب آواز دی کہ حجاج تم کہاں ہو؟ سو حجاج ان کی طرف نکلا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو کہا کہ جلدی کرو حجاج نے کہا کہ اسی وقت تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں تو حجاج نے کہا کہ مجھ کو مہلت دے دو تا کہ میں اپنے سر پر پانی ڈال لوں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اترے یہاں تک کہ حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ کے درمیان چلا تو میں نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرے تو خطبے کو مختصر کر اور وقوف عرفات کے لیے جلدی کر یعنی نماز جلدی پڑھ اُس وقت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سالم نے سچ کہا ہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ہمارے عراقی اصحاب نے کہا کہ عرفہ کے دن امام مطلق خطبہ نہ پڑھے اور مدینے اور مغرب والے کہتے ہیں کہ خطبہ پڑھے اور یہی قول جمہور کا اور عراقیوں کا قول محمول ہے اس پر کہ اس خطبے کو نماز کے ساتھ کچھ تعلق نہیں مانند خطبے جمعہ کے اور گویا کہ انہوں نے یہ بات امام مالک کے قول سے لی ہے کہ جس نماز کے لیے خطبہ ہے اس میں قرأت پکار کر پڑھی جائے سو کسی نے ان کو کہا کہ عرفہ کے دن خطبہ پکار کر پڑھا جاتا ہے حالانکہ اس میں قرأت پکار کر نہیں پڑھی جاتی تو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ تو تعلیم احکام کے لیے ہے۔ یعنی اس

سے معلوم ہوا کہ اس کا نماز کے ساتھ کچھ تعلق نہیں۔(فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے خطبے کو مختصر کرنا چاہیے۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ التَّعْجِيلِ إِلَى الْمَوْقِفِ

وَقَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ يُزَادُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَدِيْثُ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّلٰكِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُدْخِلَ فِيْهِ غَيْرَ مُعَادٍ.

میدانِ عرفات میں ٹھہرنے کے لیے جلدی جانے کا بیان

اور ابو عبداللہ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نیز زیادہ کی جاتی ہے اس باب کی یہ حدیث یعنی حدیث مالک کی ابن شہاب سے یعنی جو کہ اس سے پہلے باب میں مذکور ہوئی اس واسطے کہ اس باب کا مسئلہ بھی اس میں پایا جاتا ہے کہ وقوف عرفات کے لیے جلدی کرو لیکن میں نہیں چاہتا کہ اس کتاب میں کوئی حدیث مقرر اور دوبارہ لاؤں۔

فائدہ: بخاری کے اکثر نسخوں میں یہ باب بغیر حدیث کے واقع ہوا ہے۔ اور ابو ذر کی روایت میں یہ باب بالکل ساقط ہے اور بعض میں اس باب کے پیچھے قال ابو عبداللہ (الخ) واقع ہوا ہے جس کے معنی اوپر گزر چکے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصد امام بخاری رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ اس کتاب میں کوئی حدیث مقرر نہ لائی جائے اور جس جگہ تکرار حدیثوں کا واقع ہوا ہے تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تکرار نہیں بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی فائدہ جدیدہ ضرور پایا جاتا ہے۔ یا تو اسناد میں کہ اول معنعن تھا پھر دوسری سند میں سماع ثابت کیا یا دوسری سند میں ایک ایسا راوی ہے کہ پہلے راوی کے علاوہ ہے اور اس سے زیادہ تر حافظ اور اتقن ہے یا متن میں تقیید مہمل ہے یا تفسیر مجمل یا دوسری حدیث میں ایسی زیادتی ہے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور یا ایک جگہ مختصر ہے۔ اور دوسری جگہ تفصیل ہے یا ایک جگہ موصول ہے اور دوسری جگہ معلق اور ایسی جگہ نہایت کم ہے جہاں کہ بے فائدہ مکرر واقع ہو۔ (فتح تیسیر)

بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ

عرفات میں ٹھہرنے کا بیان یعنی اس کے سوا کسی اور جگہ کھڑا نہ ہونا نہ اس سے نیچے اور نہ اُس سے اوپر

۱۵۵۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ كُنْتُ أَطْلُبُ بَعِيْرًا لِّيْ ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِّيْ فَذَهَبْتُ

۱۵۵۲۔ مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنا اونٹ گم پایا سو میں اس کو عرفہ کے دن ڈھونڈنے لگا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں کھڑے دیکھا تو میں نے کہا یعنی تعجب اور انکار کی وجہ سے قسم ہے اللہ کی کہ یہ قریش میں سے ہے سو اس کو اس جگہ یعنی عرفات میں کیا کام ہے۔

أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ هٰذَا وَاللهِ مِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هَا هُنَا.

فائدہ: مطعم رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سبب یہ ہے کہ شیطان نے قریش کو بہکایا ہوا تھا اور ان کو کہا ہوا تھا کہ اگر تم حرم کے سوا کسی اور جگہ کی تعظیم کرو گے تو لوگ تم کو حقیر اور ذلیل جانیں گے اور تمہارے حرم کو کم تر سمجھیں گے سو چاہیے کہ حج اور عمرے میں تم حرم سے باہر نہ نکلو تو قریش اور جو ان کے دین کے تابع تھے مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے واسطے فخر کے لوگوں پر اور کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ ہیں اور اس کے حرم میں رہنے والے ہیں ہم حرم سے باہر نہیں نکلتے اور قریش کے سوا اور سب لوگ عرفات میں ٹھہرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو حکم ہوا کہ عرفات میں وقوف کریں جیسے کہ اور لوگ کرتے ہیں یعنی جیسے قرآن مجید میں ہے کہ پھر لوٹو تم جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور مزدلفہ حرم میں ہے اور عرفات حل میں اور یہ روایت جبیر کی ہجرت سے پہلے کی ہے جس وقت جبیر مسلمان نہ ہوئے تھے اور اس حدیث سے معلوم یہ ہوا کہ مراد آیت ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ میں واپس لوٹنا عرفات سے ہے اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد مزدلفہ سے لوٹنا ہے اس واسطے کہ وہ ذکر کیا گیا ہے ساتھ لفظ ثُمَّ کے بعد حکم کرنے کے ساتھ ذکر کے نزدیک مشعر الحرام کے اور بعض مفسرین نے جواب دیا ہے کہ مشعر الحرام کے نزدیک ذکر کرنے کا حکم عرفات سے واپس لوٹنے کے بعد ہے پس تقدیر یہ ہے کہ جب تم عرفات سے مشعر الحرام کی طرف لوٹو تو اس کے قریب اللہ کو یاد کرو اور چاہیے کہ ہو تمہارا واپس لوٹنا اس جگہ سے جس سے سب لوگ واپس لوٹتے ہیں سوائے قریش کے (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وقوف کی جگہ صرف عرفات ہے اور کسی جگہ میں وقوف کرنا درست نہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

١٥٥٤۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَ النَّاسُ يَطُوفُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ وَكَانَتِ الْحُمْسُ يَحْتَسِبُونَ عَلَى النَّاسِ يُعْطِي الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ يَطُوفُ فِيهَا وَتُعْطِي الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ الثِّيَابَ تَطُوفُ فِيهَا فَمَنْ لَّمْ يُعْطِهِ الْحُمْسُ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا

۱۵۵۴۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ لوگ جاہلیت کے زمانے میں ننگے طواف کیا کرتے تھے مگر حمس اور حمس قریش تھے اور جن کو قریش نے جنا یعنی ان کی لڑکیوں کی اولاد کہ خزاعہ اور بنی کنانہ وغیرہ تھے اور قریش لوگوں پر للہ عطا کرتے تھے یعنی لوگوں کو کپڑے دیتے تھے سو مرد مرد کو کپڑا دیتا تھا کہ وہ اس میں طواف کرتا اور عورت عورت کو کپڑا دیتی تھی کہ وہ اس میں طواف کرتی اور جس کو قریش کپڑا نہ دیتے تھے وہ ننگا ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتا تھا اور سب لوگ عرفات سے طواف افاضہ کے لیے واپس آتے تھے اور قریش

وَكَانَ يُفِيضُ جَمَاعَةُ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَيُفِيضُ الْحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْحُمْسِ ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ قَالَ كَانُوا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوا إِلَى عَرَفَاتٍ.

مزدلفہ سے واپس لوٹتے تھے اور ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باپ عروہ نے مجھ کو عائشہ سے خبر دی کہ یہ آیت قریش کے حق میں اتری ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش مزدلفہ سے واپس لوٹتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ وہ بھی عرفات سے واپس لوٹیں باقی تمام حاجیوں کی طرح۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مخاطب اس آیت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔اور جو لوگ عرفات میں نہ کھڑے ہوتے تھے وہ قریش وغیرہ ہیں اور ضحاک سے روایت ہے کہ مراد ناس سے یہاں ابراہیم علیہ السلام ہیں یا امام مراد ہے اور اس کے غیر سے روایت ہے کہ مراد اس سے آدم علیہ السلام ہیں اور لفظ ثم کا آیت میں ساتھ معنیٰ واد کے ہے یا تاکید کے لیے ہے محض ترتیب کے لیے نہیں (فتح) اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ السَّيْرِ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ

عرفات سے واپس روانہ ہونے کے وقت کا بیان یعنی اس کی صفت کا بیان کہ کس طرح چلے

١٥٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا جَالِسٌ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ فَجْوَةٌ مُتَّسَعٌ وَالْجَمِيعُ فَجَوَاتٌ وَفِجَاءٌ وَكَذٰلِكَ رَكْوَةٌ وَرِكَاءٌ مَنَاصٌ لَيْسَ حِينَ فِرَارٍ.

١٥٥٥۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور حالانکہ میں اس کے قریب ہی بیٹھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کس طرح چلتے تھے جب عرفات سے واپس چلتے تو اس نے کہا کہ درمیانی رفتار سے چلتے تھے یعنی نہ بہت تیز اور نہ بہت آہستہ اور جب کشادہ راستہ پاتے تو بہت تیز چلتے تھے اور ہشام نے کہا کہ نص عنق سے زیادہ ہے یعنی عنق میانہ روی کو کہتے ہیں اور نص اُس سے زیادہ تیز رفتار سے چلنے کو کہتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ فجوہ کے معنیٰ متسع ہیں یعنی فراخ جگہ اور اس کی جمع فجوات اور فجاء آتی ہے اور اس طرح رکوۃ اور رکاء یعنی رکوۃ منفرد ہے اور رکاء اس کی جمع ہے پس یہ نظیر و مثال ہے اس بات کی کہ تائید کے لیے فعلۃ کی جمع فعال کے وزن پر بھی آتی ہے اور مناص کے معنے لیس حین فرار ہیں یعنی لفظ مناص کہ قرآن میں

واقع ہے۔ اس کے معنی بھاگنے کے ہیں اس کے معنی نص
کے نہیں جو اس حدیث میں واقع ہوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان عرفات سے مزدلفہ کی طرف سفر کے وقت رفتار کی کیفیت کا بیان ہے کہ مزدلفہ میں جلدی پہنچ کر مغرب کی نماز پڑھی جائے حالانکہ مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ مزدلفہ میں پڑھنی چاہیے سو دونوں مصلحتوں کو جمع کرے کہ رش کے وقت آرام سے چلے اور رش نہ ہو تو تیز رفتاری سے چلے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سلف صالحین حضرت ﷺ کے حالات کی کیفیت پوچھنے کی بہت حرص وکوشش کرتے تھے تاکہ آپ ﷺ کی پیروی کریں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی اونٹنی کو پاؤں اٹھاتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ مزدلفہ میں آئے سو یہ روایت محمول ہے رش کے وقت کے لیے۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حاجی عرفات سے واپس لوٹے تو میانہ چلے اور جب کشادہ راہ پائے تو جلدی چلے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ النُّزُوْلِ بَيْنَ عَرَفَةَ وَجَمْعٍ
عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنے کا بیان

فائدہ: یعنی قضائے حاجت وغیرہ کے لیے راستہ میں اترنا جائز ہے اور یہ حج کے احکام میں سے نہیں۔ (فتح)

١٥٥٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ إِلَى الشِّعْبِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُصَلِّيْ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ.

١٥٥٦۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ عرفات سے واپس سفر میں تھے تو آپ پہاڑ کے ایک درے کی طرف مڑے سو آپ نے حاجت ادا کی پھر وضو کیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت آپ نماز ادا کرنے والے ہیں یعنی مغرب کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز تیرے آگے ہے یعنی یہاں نہیں مزدلفہ میں چل کر نماز پڑھیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان قضائے حاجت کے لیے اترنا درست وجائز ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

١٥٥٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ غَيْرَ أَنَّهُ يَمُرُّ بِالشِّعْبِ الَّذِيْ أَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٥٥٧۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھتے تھے یعنی عشاء کے وقت میں لیکن ان کا یہ حال تھا کہ پہاڑ کے اس درے سے گزرتے تھے کہ جس سے حضرت ﷺ گزرے وہ اس درے میں داخل ہوتے اور اپنی حاجت ادا کرتے یعنی

وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُ فَيَنْتَفِضُ وَيَتَوَضَّأُ وَلَا يُصَلِّيْ حَتّٰى يُصَلِّيَ بِجَمْعٍ. پاٹخانہ وغیرہ پھر وضو کرتے اور نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ مزدلفہ میں پڑھتے۔

فائدہ: جس درے میں حضرت ﷺ نے قضائے حاجت کی تھی اس میں مغرب کی نماز پڑھنے میں اختلاف ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں نماز پڑھنے والے پر انکار کرتے تھے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں نماز مگر مزدلفہ میں نمازیں ادا کرنا سنت ہے اور یہی منقول ہے کوفیوں سے اور قاسم کے نزدیک دوہرانا نماز کا واجب ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص غلطی سے مزدلفہ سے پہلے پڑھ لے تو کفایت کرتی ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا (فتح) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنا درست و جائز ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٥٥٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِيْ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَآءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوْءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءًا خَفِيْفًا فَقُلْتُ الصَّلَاةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ قَالَ كُرَيْبٌ فَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى بَلَغَ الْجَمْرَةَ.

١٥٥٨۔ اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عرفات سے حضرت ﷺ کے پیچھے سوار ہوا سو جب حضرت ﷺ پہاڑ کے بائیں درے میں پہنچے جو مزدلفہ کے قریب ہے تو اپنی اونٹنی بٹھائی اور اتر کر پیشاب کیا پھر تشریف لائے تو میں نے آپ کے ہاتھ پاؤں پر پانی ڈالا تو آپ نے ہلکا وضو کیا یعنی وضو کے اعضاء کو صرف ایک ایک بار دھویا اور بہ نسبت اکثر عادت تشریف کے کم پانی خرچ کیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا آپ نماز پڑھنے والے ہیں فرمایا نماز آپ کے آگے ہے۔ سو حضرت ﷺ سوار ہوئے یہاں تک کہ مزدلفہ میں آئے سو آپ نے نماز پڑھی پھر مزدلفہ کی رات کی صبح کو فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے پیچھے سوار ہوئے کریب نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو خبر دی فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مسلسل حضرت ﷺ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں یعنی جب جمرہ عقبہ کو پہلے کنکریاں مارے تو اس وقت سے لبیک کہنا بند کر دے۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہوئے تو اس وقت آپ کے ساتھ اسامہ سوار تھے اور جب آپ

مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت آپ کے ساتھ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سوار تھے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو میں دوسرے آدمی سے مدد لینی درست ہے اور اس حدیث میں فقہاء کے لیے تفصیل ہے اس لیے کہ وہ خالی نہیں اس سے کہ یا تو ہوگی پانی مہیا کرنے میں یا وضو کرنے والے پر پانی ڈالنے میں یا اپنے ہاتھ سے اس کے اعضاء دھونے میں سو پہلی صورت جائز ہے اور تیسری مکروہ اگر عذر ہو تو درست ہے اور دوسری صورت میں اختلاف ہے زیادہ ترجیح یہ بات ہے کہ وہ مکروہ نہیں بلکہ خلاف اولیٰ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل یا تو بیان جواز کے لیے تھا اور یا صرف ضرورت کے لیے۔ (فتح)

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّكِينَةِ عِنْدَ الْإِفَاضَةِ وَإِشَارَتِهِ إِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ.

عرفات سے واپسی کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو حکم دیا کہ آرام سے چلو جلدی نہ کرو اور ان کو کوڑے سے اشارہ کیا۔

١٥٥٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ مَوْلَى وَالِبَةَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيدًا وَضَرْبًا وَصَوْتًا لِلْإِبِلِ فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيضَاعِ أَوْضَعُوا أَسْرَعُوا خِلَالَكُمْ مِنَ التَّخَلُّلِ بَيْنَكُمْ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا بَيْنَهُمَا.

١٥٥٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات سے واپس لوٹے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے بہت شور وغل سنا کہ لوگ اونٹوں کو مارتے ہوئے دوڑاتے آتے ہیں سو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو اپنے اوپر آرام اور قرار کو لازم جانو کہ خود دوڑنا اور اپنے اونٹوں کو دوڑانا کوئی خوبی نہیں اور اضعوا کے معنیٰ اسرعوا کے ہیں یعنی اوضعوا کا لفظ جو آیت الاوضعوا خلالکم میں واقع ہوا ہے تو اس کے معنیٰ جلدی کرنے کے ہیں اور لفظ خلالکم التخلل سے مشتق ہے جس کے معنیٰ درمیان کے ہیں اور آیت فجرنا خلالهما میں جو لفظ خلالهما کا واقع ہوا ہے تو اس کے معنیٰ بینهما کے ہیں یعنی درمیان ان کے۔

فائدہ: چونکہ لفظ ایضاع کا قرآن کے لفظ کے مناسب تھا اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اس کی یہاں تفسیر کر دی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات سے مزدلفہ کو تیز رفتاری سے چلنا نیکی نہیں اور مہلب نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تیز چلنے سے اس لیے منع کیا کہ وہ دبلے نہ ہو جائیں۔ (فتح)

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ میں دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو ملا کر پڑھا جائے۔

١٥٦٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ فَنَزَلَ الشِّعْبَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةُ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَجَآءَ الْمُزْدَلِفَةَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيْرَهُ فِيْ مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا.

١٥٦٠۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عرفات سے واپس لوٹے تو پہاڑ کے ایک درے میں اترے اور پیشاب کیا پھر وضو کیا اور وضو کو کامل نہ کیا یعنی ہلکا وضو کیا سو میں نے عرض کی کہ کیا آپ نماز پڑھنے والے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز تیرے آگے ہے۔ پھر مزدلفہ میں آئے اور وضو کو کامل کیا پھر نماز کی تکبیر ہوئی تو آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی پھر ہر شخص نے اپنا اونٹ اپنی جگہ بٹھایا پھر نماز عشاء کی تکبیر ہوئی تو آپ نے نماز پڑھائی اور ان دونوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حاجی مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں ملا کر جمع کر کے پڑھیں **وفیہ المطابقة للترجمة** اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دونوں نمازیں جمع کی جائیں ان کے درمیان کوئی تھوڑا سا کام کر لے تو اس سے جمع میں کوئی نقصان نہیں آتا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں جمع تاخیر درست ہے اور اس پر اجماع ہے لیکن یہ جمع کرنا شافعیہ کے نزدیک سفر کی وجہ سے ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک حج کی وجہ سے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَتَطَوَّعْ

اس شخص کا بیان جو مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھے اور ان کے درمیان نفل نماز نہ پڑھے

١٥٦١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ

١٥٦١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں جمع کیا دونوں میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ تکبیر کہی اور نہ ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز پڑھی اور نہ ان کے بعد۔

وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بِإِقَامَةٍ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلٰى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دو نمازوں کو ملا کر پڑھے تو ان کے درمیان کوئی نفل نماز نہ پڑھے وفیہ المطابقة للترجمة اور مزدلفہ کو جمع اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کے ساتھ جمع ہوئے اور اس کے نزدیک ہوئے اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مزدلفہ کو جمع اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دو نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صفت لائی گئی ہے ساتھ لفظ اہل کے اس لیے کہ لوگ اس میں جمع ہوتے ہیں اور اس میں ٹھہرنے کی وجہ سے اللہ کی طرف قربت چاہتے ہیں اور مزدلفہ کو مزدلفہ اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں لوگ جمع ہوتے ہیں یا منیٰ کے قریب ہوتے ہیں یا اس لیے کہ لوگ اس میں رات کی ہر گھڑی اترتے ہیں یا اس لیے کہ وہ سبب ہے قربت الٰہی کا یا قریب ہونے آدم علیہ السلام کے طرف حوا کی اور یہ جو راوی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کے بعد بھی کوئی نفل نہ پڑھے اور چونکہ مغرب اور عشاء کے درمیان کچھ مہلت نہ تھی اس واسطے تصریح کی کہ آپ نے دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی بخلاف عشاء کی نماز کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپ نے ان کے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھی لیکن اس کے بعد رات کو نفل پڑھے اس واسطے فقہاء کہتے ہیں کہ مغرب اور عشاء کی سنتوں کو موخر کیا جائے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ مزدلفہ میں دو نمازوں کے درمیان نفل نہ پڑھے جائیں اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ سنت ہے کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو ملا کر پڑھا جائے اور جو ان کے درمیان نفل پڑھے اس کی جمع صحیح نہیں لیکن اس اتفاق میں نظر ہے ساتھ فعل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آئے گا۔ (فتح)

۱۵۶۲۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ الْخَطْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

۱۵۶۲۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی درحقیقت وہی حدیث ہے جو اوپر گزر چکی ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ أَذَّنَ وَأَقَامَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا

ان دونوں نمازوں میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور تکبیر کہنے کا بیان یعنی جب حاجی مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھے تو دونوں کے لیے الگ الگ اذان اور تکبیر کہے۔

۱۵۶۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِيْنَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ أَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلّٰى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهٖ فَتَعَشّٰى ثُمَّ أَمَرَ أُرٰى فَأَذَّنَ وَأَقَامَ قَالَ عَمْرٌو لَا أَعْلَمُ الشَّكَّ إِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلَاةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ.

۱۵۶۳۔ ابواسحاق سے روایت ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے سنا کہتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو ہم نماز عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے قریب قریب وقت مزدلفہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو حکم دیا تو اس نے اذان دی اور تکبیر کہی پھر مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر رات کا کھانا منگوایا اور کھایا میں خیال کرتا ہوں کہ پھر عبداللہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اذان اور اقامت دوبارہ کہے مجھ کو یقیناً معلوم نہیں سو اس نے اذان دی پھر تکبیر کہی عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں شک کو مگر زہیر سے پھر عبداللہ نے عشاء کی نماز دو رکعتیں پڑھیں پھر جب صبح نکلی تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گھڑی میں کوئی نماز نہ پڑھتے تھے مگر یہ نماز صبح کی اس مکان مزدلفہ میں اس دن میں کہ دسویں ذی الحجہ کی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دو نمازیں ہیں کہ اپنے وقت سے دیر کی گئیں ایک تو مغرب کی نماز بعد اس کے کہ لوگ مزدلفہ میں پہنچیں دوسری فجر کی نماز جب صبح طلوع صادق ہو پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ یہ کام کرتے تھے جو میں نے کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دو نمازوں کو ملا کر پڑھے تو ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور تکبیر کہے ابن حزم نے کہا کہ میرے نزدیک یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور اگر ثابت ہوتی تو میں اس کا قائل ہوتا پھر اس نے روایت کی یہ حدیث عبدالرزاق سے اس نے ابی بکر بن عیاش سے اس نے ابی اسحاق سے ابواسحاق نے کہا

میں نے اس کا ابن جعفر سے ذکر کیا سو اس نے کہا کہ اس پر ہم اہل بیت تو اس طرح کرتے ہیں ابن حزم نے کہا کہ عمر سے اس کا فعل مروی ہے میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ اسناد صحیح کے پھر تاویل کی اس کی ابن حزم نے ساتھ اس طور کے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ اس دفعہ اس سے جدا ہو گئے تھے تو انہوں نے ان کو جمع کرنے کے لئے اذان دی یعنی وہ اذان انہوں نے نماز کے لیے نہیں دی تھی اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس تاویل کا اور اگر حاصل ہو واسطے اس کے یہ تاویل بیچ حق عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے ہونے اس کے کہ امام جو لوگوں کو حج کرائے تو نہ حاصل ہو گی واسطے اس کے یہ تاویل بیچ حق ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے کہ اگر ان کے ساتھ کچھ آدمی ان کے یاروں سے ہوں تو نہ محتاج ہو گا بیچ جمع کرنے ان کے کے طرف اس شخص کے کہ ان کے لیے اذان دے اور تحقیق پکڑا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے یعنی ہر نماز کے لیے جدا جدا اذان اور تکبیر کہی جائے اور یہی ہے اختیار بخاری رحمہ اللہ کا اور ابن عبدالبر نے احمد بن خالد سے روایت کی ہے کہ وہ تعجب کرتا تھا مالک رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو لیا اور حالانکہ وہ کوفیوں کی روایت سے ہے باوجود اس کے کہ موقوف ہے اور اس نے خود اس کو روایت نہیں کیا اور اہل مدینہ کی روایت کو ترک کیا اور حالانکہ وہ مرفوع ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ میں کوفیوں سے تعجب کرتا ہوں کہ انہوں نے اہل مدینہ کی روایت کو لیا اور وہ یہ ہے کہ دونوں نمازوں کو جمع کیا جائے ساتھ ایک اذان اور ایک اقامت کے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترک کیا باوجود اس کے کہ اس کے برابر کسی کو نہیں جانتے میں کہتا ہوں کہ اُس کا جواب معتبر یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے اس باب میں عمر رضی اللہ عنہ کے فعل پر اعتماد کیا ہے اگرچہ اس کو مؤطا میں روایت نہیں کیا اور اختیار کیا طحاوی نے اس چیز کو جو جابر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں کو جمع کیا ساتھ ایک اذان اور ایک تکبیر کے اور یہی ہے قدیم قول امام شافعی رحمہ اللہ کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور یہی قول ہے ابن ماجشون اور ابن حزم کا اور قوت دی اس کو طحاوی نے ساتھ قیاس کے اوپر جمع کرنے ظہر اور عصر کے عرفات میں اور امام شافعی رحمہ اللہ کا جدید قول یہ ہے کہ دونوں نمازوں کو فقط دونوں تکبیروں کے ساتھ جمع کیا جائے یعنی اور اذان کسی نماز کے لیے نہ دی جائے اور یہی قول ہے ثوری کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر حدیث اسامہ سے جو کہ قریب ہی میں گزر چکی ہے کہ نماز مغرب کی تکبیر ہوئی پھر ہر آدمی نے اپنا اپنا اونٹ اپنی جگہ بٹھایا پھر عشاء کی تکبیر ہوئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ سب صفتیں مروی ہیں روایت کیا اس کو طحاوی وغیرہ نے گویا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے تھی کہ آدمی کو اس مسئلے میں اختیار ہے جس طرح چاہے کرے اور یہی مشہور ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ جو کوئی دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا چاہے اس کو ان کے درمیان نفل نماز پڑھنی درست ہے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان کھانا کھایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فعل میں حجت نہیں اس واسطے کہ اس نے اس کو مرفوع نہیں کہا اور احتمال ہے ان کا قصد جمع کا نہ ہو اور

ظاہر ان کا فعل اسی پر دلالت کرتا ہے واسطے قول ان کے کہ مغرب کی نماز اپنے وقت سے دیر کی گئی ہے پس انہوں نے سمجھا کہ اس مغرب خاص کا وقت بھی یہی ہے اور احتمال ہے کہ ان کا قصد جمع کا ہو اور ان کی یہ رائے ہو کہ دو نمازوں کے درمیان کوئی عمل کرنا ان کے منافی نہیں جب کہ جمع کی نیت رکھتا ہو اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مغرب اپنے وقت سے لیٹ ہوگئی تو مراد اس سے یہ ہے کہ اپنے وقت مقررہ سے لیٹ ہوگئی لیکن یہ جو انہوں نے کہا کہ صبح کی نماز بھی اپنے وقت سے لیٹ ہوگئی تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اس نے صبح صادق کے نکلنے سے پہلے فجر کی نماز پڑھی یعنی اس لیے کہ صبح صادق سے پہلے فجر کی نماز پڑھنی بالاتفاق درست نہیں بلکہ ان کی یہ مراد ہے کہ حضر میں جو وقت اُس کا معمول کے مطابق مقرر تھا اس سے پہلے پڑھی اور نہیں دلیل ہے اس میں واسطے اس شخص کے کہ فجر کی نماز غلس یعنی اول وقت اندھیرے میں پڑھنے کو منع کرتا ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے فجر کی نماز کا غلس میں پڑھنا ثابت ہو چکا ہے کما تقدم فی المواقیت بلکہ مراد اس جگہ یہ ہے کہ جب مؤذن ان کے پاس طلوع فجر کے ساتھ آتا ہے تو وہ فجر کی سنتیں اپنے گھر میں پڑھتے اور پھر نکلتے اور باوجود اس کے صبح کی نماز غلس میں پڑھتے اور اِس پر مزدلفہ میں سو لوگ وہاں جمع تھے اور فجر ان کی آنکھوں کے آگے تھی یعنی سب فجر کی طرف دیکھتے تھے کہ کب نکلتی ہے سو انہوں نے اول وقت میں نماز پڑھی یہاں تک کہ گویا بعض کے نزدیک صبح ظاہر نہ ہوئی تھی اور وہ ظاہر ہے بیچ روایت اسرائیل کے جو آئندہ آتی ہے کہ کہا پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی جب کہ صبح صادق نکلی کوئی کہتا تھا کہ نکلی ہے اور کوئی کہتا تھا کہ نہیں نکلی اور حنفیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ عرفہ اور مزدلفہ کے دن کے سوا اور دن میں دو نمازوں کو جمع نہ کیا جائے واسطے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ غیر وقت میں نماز پڑھی ہو یعنی دو نمازیں یعنی فجر کی نماز اور مغرب کی نماز کہ ان کو غیر وقت میں پڑھا اور جو لوگ ان کے سوا اور دنوں میں بھی درست رکھتے ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یاد نہیں رکھا اور اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے یاد رکھا سو جس نے یاد رکھا اس کا قول حجت ہے نہ یاد رکھنے والے پر اور ثابت ہو چکا ہے جمع کرنا دو نمازوں کا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہم کی حدیث سے وتقدم فی موضعہ بما فیہ کفایۃ اور نیز یہ استدلال مفہوم کے طریق سے ہے اور وہ مفہوم کے قائل نہیں اور جو مفہوم کا قائل ہے تو اس کی شرط یہ ہے کہ منطوق اس کے معارض نہ ہو اور نیز اس کا حصر اپنے ظاہر پر نہیں واسطے اجماع کرنے علماء کے اس پر کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھنا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ بِلَيْلٍ فَيَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُونَ وَيُقَدِّمُ إِذَا غَابَ الْقَمَرُ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اپنے اہل کے ضعیفوں کو یعنی عورتوں اور بچوں کو رات میں وقت سے پہلے روانہ کر دیں یعنی اپنے اترنے کی جگہ سے وہ مزدلفہ

میں ٹھہریں اور دعا کریں اور جب چاند ڈوبے تو منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔

فائدہ: اس رات میں چاند کا ڈوبنا پہلی تہائی رات میں ہوتا ہے پس یہ بیان واسطے رات کے اس واسطے کہ رات عام ہے پس اس قول نے اس کو مقید کیا اور صاحب مغنی نے کہا نہیں جانتا کہ اس میں اختلاف ہے اس مسئلہ کے جواز میں کہ ضعیفوں کو رات میں مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جانا۔ (فتح)

١٥٦٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَدِمُوْا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَرْخَصَ فِيْ أُولٰئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۵۶۴۔ سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے سے پہلے کمزور بچے اور عورتوں کو مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ کر دیتے مشعر حرام نام ہے ایک پہاڑ کا مزدلفہ میں رات کو پس یاد کرتے اللہ کو جو ان کے دل میں آتا پھر روانہ ہوتے طرف منیٰ کے پہلے اس سے کہ ٹھہرے امام مزدلفہ میں اور پہلے اس سے کہ آئے وہ منیٰ میں سو ان میں سے بعض تو فجر کی نماز کے وقت منیٰ میں آتے اور بعض اس کے بعد آتے تھے پھر جب منیٰ میں آتے تو کنکریاں مارتے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے حق میں پہلے جانے کی اجازت دی ہے۔

فائدہ: دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے ابن منذر نے واسطے قول اس شخص کے کہ ضعیفوں کے سوائے اور لوگوں پر مزدلفہ میں رات رہنے کو واجب کہتا ہے اس واسطے کہ جس کو رخصت نہیں ملی اس کا حکم رخصت والے کی طرح نہیں اور کہا کہ جو گمان کرے کہ دونوں برابر ہیں تو لازم ہے اس کو یہ کہ سب لوگوں کے واسطے منیٰ میں رات رہنے کو جائز رکھے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پلانے والوں اور چرواہوں کو اجازت دی یہ کہ منیٰ میں رات کو نہ ٹھہریں اور اگر کوئی کہے کہ رخصت اپنی جگہوں سے تجاوز نہیں کر سکتی تو ہم کہیں گے کہ یہاں بھی نہیں بڑھ سکتی پس چاہیے کہ استعمال کرے اس کو اس جگہ اور نہ اجازت دے کسی کو یہ کہ آگے جائے مزدلفہ سے مگر جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی اور سلف کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو شعبی اور نخعی اور علقمہ نے کہا کہ جو رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس کا حج فوت ہوا اور عطا اور زہری اور قتادہ اور شافعی اور کوفہ والے کہتے ہیں کہ اس پر ایک جانور ذبح کرنا آتا ہے اور کہتے ہیں کہ جو اس میں رات رہے تو اس کو آدھی رات سے پہلے وہاں سے روانہ ہونا درست نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر وہاں

گزرے اور نہ اترے تو اس پر دم آتا ہے اور اگر اترے تو اس پر دم نہیں آتا۔ (فتح)

١٥٦٥۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

١٥٦٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو مزدلفہ سے رات کو بھیجا۔

فائدہ: فائدہ اس حدیث کا معین کرتا ہے ان لوگوں کا جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے اپنے اہل سے۔

١٥٦٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ يَزِيْدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِيْ ضَعَفَةِ أَهْلِهٖ.

١٥٦٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ان لوگوں میں تھا جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت سے پہلے بھیجا مزدلفہ کی رات کو اپنے گھر والوں اور کمزوروں کے ساتھ۔

فائدہ: ضعیفوں سے مراد عورتیں اور بچے ہیں۔ ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے روانہ کر دیا تھا منیٰ کی طرف اور ان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بعد روشن ہونے صبح کے پہلے نکلنے آفتاب کے سوار ہوئے سنت یہی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کو پہلے بھیج دیا تھا تا کہ ایذا نہ پائیں بہ سبب رش کے یہ جائز ہے (ح) اور مطابقت ان حدیثوں کی باب سے ظاہر ہے سوائے اخیر جز ترجمہ کے کہ وہ آئندہ حدیث سے ثابت ہے۔

١٥٦٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ مَوْلٰى أَسْمَاءَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ فَقَامَتْ تُصَلِّيْ فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَمَضَيْنَا حَتّٰى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِيْ

١٥٦٧۔ عبداللہ (جو اسماء کے غلام ہیں) نے کہا کہ اسماء سے روایت ہے کہ وہ رات کو مزدلفہ میں اتریں اور نماز پڑھنے کو کھڑی ہوئیں سو ایک گھڑی تک نماز پڑھتی رہیں پھر کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے کیا چاند ڈوب گیا ہے؟ میں نے کہا نہیں پھر ایک گھڑی نماز پڑھتیں رہیں پھر کہا کہ میرے چھوٹے بیٹے کیا چاند ڈوب گیا ہے میں نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا کہ کوچ کرو سو ہم نے کوچ کیا یہاں تک کہ اس نے منارے کو کنکریاں ماریں پھر پھریں اور فجر کی نماز اپنی جگہ میں پڑھی سو میں نے کہا کہ اے سادی عورت نہیں گمان

مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا هَنْتَاهُ مَا أُرَانَا إِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ يَا بُنَيَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِلظُّعُنِ.

کرتے ہم اپنے ساتھ مگر یہ کہ ہم نے غلس میں نماز پڑھی یعنی غیر وقت متعاد میں سواس نے کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے بے شک حضور ﷺ نے عورتوں کو اجازت دی ہے۔

فائدہ: اور دلیل پکڑی گئی ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ سورج نکلنے سے پہلے کنکریاں مارنی درست ہیں نزدیک اس شخص کے کہ خاص کرتا ہے جلدی کرنے کو واسطے ضعیفوں اور جو نہیں خاص کرتا یعنی بلکہ ہر شخص کو جائز رکھتا ہے اور خلاف کیا ہے اس میں حنفیہ نے سو کہتے ہیں کہ نہ کنکریاں ماری جائیں جمرہ عقبہ مگر بعد نکلنے سورج کے اور طلوع فجر کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے مارے تو جائز ہیں اور اگر صبح صادق سے پہلے کنکریاں مارے تو پھر دوہرائے اور یہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا اور زیادہ کیا ہے اسحاق نے یہ لفظ کہ سورج نکلنے سے پہلے نہ مارے اور یہی قول ہے امام نخعی اور مجاہد اور ثوری کا اور ابوثور کا اور عطاء اور طاؤس اور شعبی اور شافعی کے نزدیک فجر سے پہلے بھی کنکریاں مارنی درست ہیں اور جمہور کی حجت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے اور حجت پکڑی ہے اسحاق نے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت ﷺ نے ابن مطلب کی اولاد سے کتنے ایک لڑکوں کو کہا کہ منارے کو کنکریاں نہ مارنا یہاں تک کہ سورج نکلے اور یہ حدیث حسن ہے روایت کی ہے ابوداؤد نے اور نسائی نے سو جب حضرت ﷺ نے رخصت پانے والوں کو سورج نکلنے سے پہلے کنکریاں مارنے سے منع کر دیا تو جن کو رخصت نہیں ملی ان کو بطریق اولیٰ منع ہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء کی اس حدیث سے حجت پکڑی ہے اور تطبیق ان دونوں میں اس طور سے دی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث استحباب پر محمول ہے اور ابن منذر نے کہا ہے کہ سنت یہ ہے کہ نہ کنکریاں ماری جائیں مگر بعد نکلنے سورج کے جیسا کہ حضرت ﷺ نے کہا اور نہیں جائز ہے مارنا کنکریوں کا پہلے فجر کے اس واسطے کہ فاعل اس کا مخالف سنت ہے اور اگر کوئی اس وقت کنکریاں مارے تو اس پر اعادہ نہیں اس واسطے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو غیر کافی کہا ہو اور مشعر حرام کے وقوف میں اختلاف ہے سو بعض تو یہ کہتے تھے کہ جو مزدلفہ میں گزری اور اس میں نہ اترے تو اس پر دم آتا ہے اور جو وہاں اترے پھر اس سے کسی وقت میں رات سے روانہ ہو جائے تو اس پر دم نہیں اگرچہ امام کے ساتھ وقوف نہ کرے اور مجاہد اور قتادہ اور زہری اور ثوری نے کہا کہ جو اس میں وقوف نہ کرے اس نے حج کو ضائع کیا اور اس پر دم ہے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور احمد اور اسحاق اور ابوثور کا اور عطاء اور اوزاعی نے کہا کہ اس پر مطلق دم نہیں اور وہ تو صرف ایک جگہ ہے جو چاہے وہاں اترے اور جو چاہے نہ اترے اور اس طرح روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے اور ابن خزیمہ وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ مزدلفہ کا وقوف رکن ہے نہیں تمام ہوتا حج مگر ساتھ اس کے اور ابن منذر نے اشارہ کیا ہے طرف راجح ہونے اس کے اور نقل کیا ہے اس کو ابن منذر نے علقمہ اور نخعی سے اور عجیب ہے کہ کہتے ہیں کہ جو مزدلفہ میں نہ ٹھہرے اس کا حج

فوت ہو جاتا ہے اور اپنے احرام کو عمرہ گردانے یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے اور حجت پکڑی ہے امام طحاوی نے ساتھ اس طور کے کہ اللہ نے وقوف مزدلفہ کو ذکر نہیں کیا صرف یہ کہا کہ مشعر حرام کے نزدیک اللہ کو یاد کرو اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ جو بغیر ذکر کے وہاں ٹھہرے تو اس کا حج تمام ہے پس جب ذکر مذکور قرآن میں حج کے ارکان میں سے نہیں ہے تو جس جگہ میں کہ ذکر کیا جاتا ہے وہ بطریق اولیٰ فرض نہ ہوگی اور وقوف مزدلفہ فرض نہ ہونے کی حجت یہ حدیث ہے جو عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حاضر ہو ساتھ ہمارے فجر کی نماز میں مزدلفہ میں اور حالانکہ اس سے پہلی رات کو یا دن کو عرفات میں ٹھہر چکا ہو تو اس کا حج تمام ہوا اور واسطے اجماع کے ان کے کہ اس پر کہ اگر کوئی وہاں رات کو ٹھہرے اور وقوف کرے اور نماز سے سو جائے اور اس کو امام کے ساتھ نہ پائے تو اس کا حج پورا ہوا اور ابن حزم نے حد سے تجاوز کیا پس گمان کیا کہ جو فجر کی نماز مزدلفہ میں امام کے ساتھ نہ پائے اس کا حج فوت ہو جاتا ہے اور ابن قدامہ نے ابن حزم وغیرہ کی مخالفت کا اعتبار نہیں کیا سو اجماع حکایت کیا ہے اس نے کافی ہونے پر اور حنفیہ کے نزدیک اگر مزدلفہ میں نہ ٹھہرے تو اس پر دم آتا ہے جس پر عذر نہ ہو اور ان کے عذروں میں سے ایک عذر لوگوں کا رش اور بھیڑ ہے۔ (فتح)

١٥٦٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ جَمْعٍ وَكَانَتْ ثَقِيْلَةً ثَبِطَةً فَأَذِنَ لَهَا.

١٥٦٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مزدلفہ کی رات کو سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی یعنی منیٰ کو جانے کی اور ان کا جسم بھاری تھا اور بہت دیر سے چل سکتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی۔

١٥٦٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةُ أَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتِ امْرَأَةً بَطِيئَةً فَأَذِنَ لَهَا فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَأَقَمْنَا حَتّٰى أَصْبَحْنَا نَحْنُ ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ فَلَأَنْ أَكُوْنَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

١٥٦٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم مزدلفہ میں اترے سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی یہ کہ مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہو جائے پہلے رش لوگوں کے اور وہ ایک عورت تھی کہ دیر سے چل سکتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی سو وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے روانہ ہو گئیں اور ہم ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہم نے مزدلفہ میں صبح کی پھر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ کو روانہ ہوئے سو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن چاہنا جیسا کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن چاہا

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ مَفْرُوْحٍ بِهٖ.

میرے نزدیک بہت پیارا ہے ہر چیز خوش کرنے والی سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو منیٰ کی طرف پہلے بھیجنا درست ہے، وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَتٰی یُصَلِّی الْفَجْرَ بِجَمْعٍ

مزدلفہ میں فجر کی نماز کس وقت پڑھی جائے؟

۱۵۷۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلَاةً بِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلَاتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ وَصَلَّی الْفَجْرَ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا.

۱۵۷۰۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کوئی نماز بے وقت پڑھی مگر دو نمازوں کہ مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور فجر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی یعنی اپنے معمول کے وقت سے پہلے کہ اُجالے میں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں فجر کی نماز اپنے معمول کے وقت سے پہلے پڑھی جائے وفیه المطابقة للترجمة اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز صبح صادق سے پہلے پڑھی گئی اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول مَارَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً بِغَيْرِ وَقْتِهَا اِلَّا صَلٰوتَيْنِ صریح ہے اس میں کہ دو نمازوں کا غیر وقت میں پڑھنا جائز برابر ہے اور یہ یقیناً معلوم ہے کہ مغرب کی نماز غیر وقت میں واقع ہوئی ہے پس اس طرح ضرور ہے کہ فجر کی نماز بھی اپنے غیر وقت میں ہوئی ہو اور یہ بہت مشکل ہے نیز یہ حصہ بھی شبہ سے خالی نہیں۔ (تیسیر)

۱۵۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰی مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّی الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلَاةٍ وَحْدَهَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَالْعَشَآءُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّی الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُوْلُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ

۱۵۷۱۔ عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکے کو نکلا یعنی حج کے ارادے سے پھر ہم مزدلفہ میں آئے سو عبداللہ نے دو نمازیں پڑھیں یعنی مغرب اور عشاء کی نماز ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور اقامت کہی اور ان کے درمیان رات کا کھانا کھایا پھر فجر کی نماز پڑھی جب کہ صبح نکلی کوئی کہتا تھا کہ صبح نکلی ہے اور کوئی کہتا تھا کہ نہیں نکلی پھر عبداللہ نے کہا کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک دو نمازیں اپنے وقت سے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰى يُعْتِمُوْا وَصَلَاةَ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ وَقَفَ حَتّٰى أَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ لَوْ أَنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَفَاضَ الْآنَ أَصَابَ السُّنَّةَ فَمَا أَدْرِيْ أَقَوْلُهُ كَانَ أَسْرَعَ أَمْ دَفْعُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ.

دیر ہوگئیں ہیں اس مکان میں یعنی مزدلفہ میں مغرب اور عشاء سو نہ آئیں لوگ مزدلفہ میں یہاں تک کہ عشاء کے وقت میں داخل ہوں اور فجر کی نماز اس وقت پڑھیں پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ مزدلفہ میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ فجر روشن ہوئی پھر کہا کہ اگر امیر المومنین یعنی عثمان رضی اللہ عنہ مزدلفہ سے اس وقت باہر آئے تو سنت کو پہنچے یعنی سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ صبح روشن ہونے کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے مشعر الحرام سے نکلے اور منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ برخلاف اہل جاہلیت کے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد مزدلفہ سے نکلتے تھے سو میں نہیں جانتا (یہ قول عبدالرحمٰن کا ہے) کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ سنت یہ ہے جلد تر تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پھر جلد تر تھا یعنی جس وقت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی اس وقت فوراً عثمان مزدلفہ سے نکل آئے اور مطلق کچھ دیر نہ کی سو مسلسل لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

فائدہ: قسطلانی نے کہا ہے کہ فاعل یلبی کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا فاعل بنایا جائے تو بھی کچھ بعید نہیں۔ (تیسیر)

بَابُ مَتٰى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ

حاجی مزدلفہ سے کب نکلے؟ یعنی مشعر الحرام میں ٹھہرنے کے بعد

١٥٧٢۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ يَقُوْلُ شَهِدْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُوْلُوْنَ أَشْرِقْ ثَبِيْرُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ

١٥٧٢۔ عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ میں نے عمر کو دیکھا کہ اس نے مزدلفہ میں نماز پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور کہا کہ مشرکین کا دستور تھا کہ مزدلفہ سے نہ نکلتے تھے یہاں تک کہ سورج نکلتا اور کہتے تھے کہ روشن ہوا ہے ثبیر (ایک پہاڑ کا نام ہے مزدلفہ میں) یعنی چاہیے کہ تجھ پر سورج چڑھے اس واسطے کہ جب تک سورج اس پر نہ چڑھتا تھا تب تک وہ مزدلفہ سے نہ نکلتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور

قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ. سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ باہر نکلے پھر حضرت ﷺ منیٰ میں جمرہ عقبہ کے پاس آئے سورج نکلنے سے پہلے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح روشن ہونے کے وقت مزدلفہ سے نکلنے کی بڑی فضیلت ہے اور طبری نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ مزدلفہ میں نہ ٹھہرے یہاں تک کہ سورج نکلے تو وقوف اس سے فوت ہوا اور ابن منذر نے کہا ہے کہ امام شافعی اور جمہور اہل علم کہتے تھے ساتھ ظاہر ان حدیثوں کے یعنی صبح روشن ہونے کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کو جائے اور امام مالک کی یہ رائے تھی کہ روشن ہونے سے پہلے جائے۔ (فتح)

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيْرِ غَدَاةَ النَّحْرِ حِيْنَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ وَالْاِرْتِدَافِ فِي السَّيْرِ قربانی کے دن کی صبح کو لبیک اور تکبیر کہنی جب کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اور سفر میں کسی کو اپنے پیچھے سوار کرنا۔

فائدہ: باب کی حدیث میں تکبیر کہنے کا ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس طرف کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں تکبیر کا ذکر آیا ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلا تو حضرت ﷺ نے لبیک کہنی نہ چھوڑی یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں مگر اس کے درمیان تکبیر کہتے تھے یعنی کبھی کبھی۔ (فتح) **وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔**

۱۵۷۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْدَفَ الْفَضْلَ فَاَخْبَرَ الْفَضْلُ اَنَّهٗ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ.

۱۵۷۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ سوار کیا سو فضل نے خبر دی کہ حضرت ﷺ مسلسل لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ساتھ کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک کہتا رہے یعنی پس جب جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار چکے تو اس وقت سے لبیک کہنی بند کر دے اور اس کے بعد حلال ہونے میں شروع کرے (یعنی کپڑے وغیرہ پہن لے) اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لبیک کہنا حج کی نشانی ہے اگر تو حاجی ہے تو لبیک کہتا رہے یہاں تک کہ شروع ہو حلال ہونا تیرا اور تیرا حلال ہونا یہ ہے کہ تو جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اس کے بعد حاجی اپنی حجامت کروائے اور قربانی کرنے کے بعد وہ بالکل حلال ہو جائے گا اس کے لیے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا جائز ہو جائے گا اور اسی طرح کی روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ابو حنیفہ اور ثوری اور احمد اور اسحاق اور ان کے

تابعداروں کا کہ ہمیشہ لبیک کہتا رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ جب حاجی حرم میں داخل ہو تو لبیک کہنا بند کر دے اور یہ مذہب ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے لیکن جب مکہ سے عرفات کو نکلتے تھے تو پھر لبیک کہنا شروع کر دیتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جب موقف عرفات کو جائے تو اس وقت سے لبیک کہنا موقوف کرے یہی مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے اور یہی قول ہے مالک رحمہ اللہ کا اور مقید کیا ہے اس نے اس کو عرفہ کے دن زوال کے ساتھ اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث کا اور یہی مروی ہے حسن سے لیکن اس نے کہا کہ جب عرفہ کے دن صبح کی نماز پڑھ لے تو اس وقت سے لبیک کہنا موقوف کردے اور طحاوی نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ جس جس سے عرفہ کے دن لبیک کہنا مروی ہے تو وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ کسی اور ذکر کے ساتھ مشغول رہے نہ اس وجہ سے کہ اس دن لبیک کہنا درست نہیں اور سب حدیثوں کو اس مسئلہ میں جمع کر دیا ہے، واللہ اعلم اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ہی لبیک کہنا موقوف کر دے یا جب سب کنکریاں مار چکے اس وقت سے لبیک کہنا موقوف کرے اول مذہب جمہور کا ہے کہ پہلی کنکری کے ساتھ ہی لبیک کہنا موقوف کر دے اور دوسرا مذہب امام احمد کا اور بعض اصحاب شافعی کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو ابن خزیمہ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات سے واپس لوٹا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں ہر کنکری کے ساتھ لبیک کہتے تھے پھر آخری کنکری کے ساتھ لبیک کہنی موقوف کی ابن خزیمہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح مفسر ہے واسطے حدیث حتی رمی جمرة العقبة یعنی مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ اس کو تمام کیا۔ (فتح)

١٥٧٤۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ الْأَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلٰى مِنًى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

١٥٧٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرفات سے مزدلفہ تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اسامہ سوار تھے پھر آپ نے مزدلفہ سے منیٰ تک اپنے پیچھے فضل کو سوار کر لیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دونوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

بَابُ ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾.

یعنی تو جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ ملا کر حج کے ساتھ یعنی ایک ہی سفر میں پہلے عمرہ بجا لائے اور پھر حج تو اس پر لازم ہے قربانی کرنا جو میسر ہو قربانی اگر وہ قربانی کی طاقت نہ رکھے تو تین دن کے روزے حج کے دنوں میں اور سات دن کے روزے جب تم اپنے گھروں میں واپس پہنچ جاؤ، تو یہ دس پورے ہوئے یہ اس کے لیے ہے جس کے گھر والے نہ ہوں رہتے مسجد حرام کے نزدیک، جو لوگ مکہ کے رہنے والے نہ ہوں۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے ہدی کی تفسیر کرنا ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ جب وہ حج کے احکام بیان کرتے ہوئے منیٰ کے بیان تک پہنچے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ احکام ہدی اور قربانی کے ذکر کریں اس واسطے کہ یہ اکثر منیٰ میں ہوتے ہیں سے ہوتا ہے اور مراد اس سے حج تمتع کرنا حالت امن میں ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ جب تم بے خوف ہو تو جو فائدہ اٹھائے آخر تک اور اس میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس مسئلے میں کہ تمتع محصر (ہر وہ آدمی ہے جو حج کرنے یا عمرہ کرنے کے لیے نکلا ہو اس کو آگے جانے سے منع کر دیا جائے) کے ساتھ خاص نہیں یعنی بلکہ امن کی حالت میں بھی درست ہے اور عروہ نے کہا کہ مراد آیت میں امن بیماری وغیرہ سے ہے اور طبری نے کہا کہ مراد امن خوف سے ہے اس واسطے کہ یہ آیت اتری اس حال میں کہ وہ حدیبیہ میں خوف کرنے والے تھے۔ (فتح) اور تمتع کا بیان پہلے گزر چکا ہے اور متمتع پر جو قربانی آتی ہے تو وہ مکے کے رہنے والوں پر نہیں۔

١٥٧٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْمُتْعَةِ فَأَمَرَنِيْ بِهَا وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْهَدْيِ فَقَالَ فِيْهَا جَزُوْرٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ شَاةٌ أَوْ شِرْكٌ فِيْ دَمٍ قَالَ وَكَأَنَّ نَاسًا كَرِهُوْهَا فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ إِنْسَانًا يُنَادِيْ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ وَمُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ

۱۵۷۵۔ ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تمتع کا حکم پوچھا یعنی حج کے دنوں میں حج سے پہلے عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں سو اس نے مجھے اس کا حکم دیا یعنی درست ہے پھر میں نے اس کو قربانی کا حکم پوچھا کہ اس سے کیا واجب ہے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس میں اونٹ ہے یا گائے یا بکری یا شریک ہونا قربانی میں یعنی اونٹ اور گائے میں کہ وہ سات آدمیوں کی طرف سے درست ہے ابو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا بعض لوگ تمتع کو برا جانتے ہیں یعنی جیسا کہ منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ سے تو

سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ آدَمُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ وَغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَحَجٌّ مَبْرُوْرٌ.

میں سویا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک آدمی پکارتا ہے کہ حج گناہ سے پاک ہے اور عمرہ مقبول ہے تو میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو میں نے اس کو خبر دی سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ اکبر یعنی تعجب ہے کہ یہ خواب موافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ہے اور کہا آدم اور وہب اور غندر نے شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہ عمرہ مقبول ہے اور حج مبرور یعنی ان تین راویوں نے شعبہ سے برخلاف نضر کے روایت کی ہے کہ متعہ کے بدلے عمرہ کا لفظ بولا اور کلام کو مقدم موخر نقل کیا۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ شریک ہوں ہم اونٹ اور گائے میں سات آدمی اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور کا برابر ہے کہ قربانی نفل ہو یا واجب اور یہ امر ہے کہ سب کی نیت تقرب کی ہو یا بعض کی نیت تقرب کی ہو اور بعض کی گوشت کھانے کی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ شرط ہے کہ سب کی نیت قربت کی ہو اور زفر سے بھی اس طرح مروی ہے ساتھ زیادہ کرنے اس بات کے کہ سب کے سب ایک ہوں اور داود اور بعض مالکیہ سے روایت ہے کہ قربانی نفل میں درست ہے اور واجب میں درست نہیں اور مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مطلق درست نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بعض روایتوں میں صرف بکری کا ذکر آیا ہے تو غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر کہ گمان کرتا ہے کہ لفظ ہدی خاص ہے ساتھ اونٹ اور گائے کے پھر جو لوگ قربانی میں شریک ہونے کے قائل ہیں تو ان سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اونٹ اور گائے میں سات سے زیادہ کا شریک ہونا درست نہیں مگر ایک روایت میں سعید بن مسیب سے ہے کہ دس آدمی سے بھی کافی ہے اور یہی قول ہے اسحاق اور ابن خزیمہ کا اور اس قول کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ہے رافع سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا سو دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر گردانیں اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ بکری میں شریک ہونا درست نہیں اور جمہور کے نزدیک متعہ میں بکری کی قربانی بھی جائز ہے اور قاسم اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مااستیسر من الهدی سے مراد صرف اونٹ اور گائے ہے۔ (فتح)

بَابُ رُكُوْبِ الْبُدْنِ
بدن پر سوار ہونے کا بیان

فائدہ: بدن کہتے ہیں اونٹ اور گائے کو اور بعض کہتے ہیں کہ بدن اونٹ کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک شامل ہے اونٹ اور بکری اور گائے کو۔

لِقَوْلِهِ ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ

اور کعبے کی چڑھائی کے اونٹ ٹھہرائے ہیں ہم نے

شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اس میں بھلا ہے سو پڑھو ان پر نام اللہ کا پاؤں باندھ کر پھر گر پڑیں اپنی کروٹوں پر تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے والے کو اور بے قراری کرنے والے کو یعنی سائل کو اور نہ سوال کرنے والے کو اس طرح تمہارے بس میں دیے ہم نے وہ جانور شاید تم شکر گزاری کرو، اللہ کو نہیں پہنچتے ان کے لہو اور گوشت لیکن اس کو پہنچتی ہے تمہاری پرہیز گاری اس نے فرماں بردار کر دیا ان کو واسطے تمہارے کہ اللہ کی بڑھائی بیان کرو اس پر کہ تم اس نے ہدایت دی اور آپ خوشخبری دیں نیکی کرنے والوں کو۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ حاجی کو قربانی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے واسطے عموم اس آیت کے کہ تمہارے لیے اس میں بہتری ہے اور ابراہیم نخعی کے قول کی طرف اشارہ کیا کہ اس نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ جو چاہے سوار ہو اور جو چاہے دودھ دھوئے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ سُمِّيَتِ الْبُدْنَ لِبُدْنِهَا وَالْقَانِعُ السَّائِلُ وَالْمُعْتَرُّ الَّذِي يَعْتَرُّ بِالْبُدْنِ مِنْ غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ وَشَعَآئِرُ اسْتِعْظَامُ الْبُدْنِ وَاسْتِحْسَانُهَا وَالْعَتِيْقُ عِتْقُهُ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَيُقَالُ وَجَبَتْ سَقَطَتْ إِلَى الْأَرْضِ وَمِنْهُ وَجَبَتِ الشَّمْسُ.

اور مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ بدن کا نام بدن اس لیے رکھا گیا کہ اس کا بدن بھاری ہوتا ہے' اور قانع کے معنی سوال کرنے والے کے ہیں' اور معتر وہ شخص ہے کہ بدن کے واسطے دروازوں پر گھومے مال دار اور فقیر سے مانگے اور سوال کرے' اور شعائر اللہ کے معنیٰ ان کی تعظیم کرنا ہے اور موٹا کرنا اور سنوارنا ہے' اور لفظ عتیق کہ آیت ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ میں واقع ہوا ہے اور اس کے معنیٰ آزاد ہونا ہے غلبے ظالموں سے یعنی خانہ کعبہ پر کوئی ظالم قبضہ نہیں کر سکتا' اور لفظ وجبت جو اس آیت میں واقع ہوا ہے اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ گر پڑیں زمین پر اور اسی باب سے یہ قول ہے کہ سورج

زمین پر گرا وقت غروب۔

فائدہ: چونکہ یہ الفاظ اس آیت میں واقع ہوئے تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی تفسیر کر دی۔

۱۵۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الثَّانِيَةِ.

۱۵۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ھدی کا اونٹ ہانک رہا ہے سو فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے اس نے کہا کہ یہ اونٹ ھدی کا ہے یعنی پس میں کیونکر سوار ہوں وہ سمجھا کہ مطلق ھدی پر سوار ہونا درست نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا تجھ کو خرابی ہو یہ دوسری یا تیسری بار میں کہا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ ھدی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے برابر ہے کہ ھدی واجب ہو یا نفل اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ھدی والے سے اس کی تفصیل نہیں پوچھی پس معلوم ہوا کہ سب کا حکم ایک ہے اور یہی قول ہے عروہ بن زبیر کا اور منسوب کیا ہے اس کو ابن منذر نے طرف احمد اور اسحاق کے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے امام نووی نے روضہ میں اور نقل کیا ہے اس کو شرح مہذب میں قفال سے اور ماوردی سے اور نقل کیا ہے اس میں ابی حامد وغیرہ سے کہ اگر حاجت ہو تو سوار ہونا درست ہے وگرنہ نہیں اور رویانی نے کہا کہ بے حاجت جائز رکھنا اس کا نص کے خلاف ہے اور یہی ہے جس کو حکایت کیا ہے ترمذی نے شافعی اور احمد اور اسحاق سے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ شافعی اور مالک اور ابوحنیفہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک بغیر حاجت کے سوار ہونا مطلق مکروہ ہے اور حنفیہ میں سے صاحب ہدایہ نے اس کو مقید کیا ہے ساتھ بے قرار ہونے کے طرف اس کے اور یہی منقول ہے شعبہ سے اور ابن عربی نے مالک سے روایت کی ہے کہ ضرورت کے واسطے سوار ہو اور جب آرام پائے تو اتر جائے اور مقتضی اس شخص کا کہ مقید کرتا ہے اس کو ساتھ ضرورت کے یہ ہے کہ جب ضرورت ختم ہو چکے تو پھر اس پر سوار نہ ہو مگر دوسری ضرورت سے اور دلیل ان تین قیدوں پر اور وہ اضطرار ہے اور دستور کے موافق سوار ہونا اور ختم ہونا رکوب کا ساتھ ختم ہونے ضرورت کے یہ حدیث ہے جو کہ مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ دستور کے موافق قربانی کے اونٹ پر سوار ہو جائے یعنی حاجت سے زیادہ تکلیف مت دے اور یہ سوار ہونا اس وقت درست ہے جب کہ تو اس کی طرف مضطر و مجبور ہو یہاں تک کہ تجھ کو دوسری سواری ملے اس واسطے کے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر دوسری سواری مل جائے تو اس کو چھوڑ دے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ جب تھک جائے تو بقدر آرام پانے کے اس پر سوار ہو اور اس مسئلے میں

پانچواں مذہب بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مطلق درست نہیں نقل کیا ہے اس کو ابن عربی نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اس پر طعن کیا لیکن طحاوی وغیرہ نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ بقدر حاجت کے سوار ہونا درست ہے لیکن اس نے کہا کہ اگر سوار ہونے کے سبب اس سے کچھ نقصان ہو جائے تو اس کا ضامن ہوگا اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا ھدی واجب میں مانند نذر کے اور چھٹا مذہب یہ ہے کہ سوار ہونا واجب ہے یہ مذہب بعض اہل ظاہر کا ہے واسطے دلیل ظاہر امر کے اور نہیں منع ہے قول ساتھ وجوب کے جب کہ معین ہو طریق طرف بچانے آدمی کی ہلاکت سے پھر جائز رکھنے والوں کو اختلاف ہے اس میں کہ اس پر اپنا اسباب لادے یا نہیں جمہور علماء کے نزدیک اس پر اسباب لادنا درست ہے اور امام مالک کہتے ہیں کہ منع ہے اور اس طرح غیر کو بھی اس پر اسباب لادنا درست ہے اور اجماع اس پر کہ اس کو کرایہ نہ دے اور امام طحاوی نے کہا کہ ہمارے اصحاب اور شافعی کے نزدیک اگر اس کا دودھ دھوئے تو اس کو خیرات کر دے اور اگر اس کو پی لے اس کے مول خیرات کر دے اور امام مالک نے کہا کہ اس کا دودھ نہ پیئے اور اگر پیئے تو اس پر تاوان نہیں اور نہ سوار ہو بغیر حاجت کے (فتح) اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی ہو تو یہ کلمہ جھڑک کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تادیبا اس کو کہا واسطے رجوع کرنے اس کے کے باوجود نہ پوشیدہ ہونے حال کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھا ہو کہ وہ جاہلیت کی عادت کے موافق اس پر سوار نہیں ہوتا جیسا کہ سائبہ وغیرہ پر سوار نہ ہوتے تھے سو اس کو جھڑکا، ڈانٹا اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے عناد کی وجہ سے رکوب ترک نہیں کیا تھا اور احتمال ہے کہ اس نے گمان کیا ہے کہ اس کو سوار ہونے میں تاوان دینا پڑے گا یا گنہگار ہوگا اور اجازت تو اس کو صرف مشقت کی وجہ سے ہے سو اس نے حکم کے بجا لانے سے توقف کیا تو جب آپ سخت ناراض ہوئے تو جلدی کی طرف بجا لانے کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ہلاکت کے نزدیک پہنچا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکرار فتوی کا درست ہے اور مستحب ہے جلدی کرنا حکم پر عمل کرنے میں اور جو اس کی طرف جلدی نہ کرے اس کو جھڑکنا درست ہے اور جائز ہے پیدل چلنا بوڑھے کا سفر میں اور یہ کہ جب بڑا کوئی مصلحت کے واسطے دیکھے تو اس کے ارشاد سے منہ نہ پھیرے اور امام بخاری نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے یہ کہ وقف کرنے والے کو اپنے وقف سے نفع اٹھانا درست ہے اور یہ موافق ہے واسطے قول جمہور کے عام وقفوں میں اور خاص وقفوں میں اپنی جان پر وقف کرنا شافعیہ کے نزدیک درست نہیں۔ (فتح)

۱۵۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ

۱۵۷۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ ھدی کا اونٹ ہانک رہا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ یہ

ارْکَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْکَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْکَبْهَا ثَلَاثًا.

قربانی کا جانور ہے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا، تین دفعہ فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کے اونٹ پر سوار ہونا درست ہے۔ وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ

اگر کوئی اپنے ساتھ خانے کعبے کو قربانی لے جائے یعنی حل سے طرف حرم کے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: مہلب نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ارادہ ہے کہ معلوم کرا دے کہ سنت ھدی میں یہ ہے کہ حل سے حرم میں لائے اور اگر حرم سے خریدے تو جس وقت عرفات کو جائے اس کو حرم سے باہر نکالے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ کا اور اگر نہ کرے تو اس پر بدلہ ہے اور یہی قول ہے لیث کا اور جمہور نے کہا کہ اگر اس کے ساتھ عرفات میں کھڑا ہو تو بہتر ہے وگرنہ اس پر بدلہ نہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ سنت نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس واسطے سے حل سے حرم کی طرف قربانی ہانکی تھی کہ آپ کا مکان حرم سے خارج تھا اور یہ سب اونٹ کا ذکر ہے اور اس پر گائے اور بکری کو قیاس کرنا پس یہ ضعیف ہے اسی واسطے امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ نہ ہانکی جائے طرف مکے کے کہ مگر عرفات سے اور جو جگہ اس کے نزدیک ہے۔ (فتح)

١٥٧٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدٰى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدٰى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدٰى

١٥٧٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ اٹھایا حجۃ الوداع میں ساتھ عمرے کے طرف حج کے یعنی داخل کیا عمرے کو حج پر اس طرح سے کہ پہلے حج کا احرام باندھا پھر عمرے کا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے اور ھدی لائے اور اپنے ساتھ لے چلے ذی الحلیفہ سے کہ نام ہے ایک جگہ کا وہیں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا اور شروع کیا سو پہلے عمرے کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا سو حج تمتع کیا لوگوں نے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرے سے طرف حج کے یعنی عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر ادا کیا سو لوگوں میں سے بعض وہ تھے (یعنی جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا) کہ ھدی ساتھ لائے تھے اور بعض ان میں سے وہ تھے کہ ھدی ساتھ نہیں لائے تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے تو لوگوں کو فرمایا یعنی عمرہ کرنے

فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَطَافَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعًا فَرَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ وَعَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

والوں کو کہ جو تم میں سے قربانی ساتھ لایا ہو تو وہ کسی چیز سے حلال نہ ہو کہ اس سے باز رہے یعنی احرام سے نہ نکلے یہاں تک کہ اپنا حج ادا کرے اور جو قربانی نہ ساتھ لایا ہو تو وہ خانے کعبے کا طواف کرے یعنی طواف عمرے کا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور بال کتروائے اور چاہیے کہ احرام کھول دے یعنی عمرے کا احرام اُتار کر حلال ہو جائے یعنی جو چیزیں احرام میں منع ہیں وہ اب حلال ہوئیں پھر چاہیے کہ حج کا احرام باندھے یعنی حرم سے جبکہ نکلے طرف عرفات کے اور قربانی ذبح کرے یعنی قربانی کے دن کہ واجب ہے یہ متمتع کو واسطے شکر گزاری اس نعمت کے کہ ایک سفر میں توفیق ادائے عمرے اور حج کی ہوئے اور جو ھدی نہ پائے تو چاہیے کہ تین دن روزے رکھے بیچ حج کے یعنی حج کے مہینوں میں بعد احرام کے نحر قربانی کے دن سے پہلے اور افضل یہ ہے کہ ساتویں آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کو روزے رکھے اور سات روزے جب پھرے طرف اہل اپنے کے یعنی افعال حج سے فارغ ہو اگرچہ مکے میں ہو پھر جب حضرت ﷺ مکے میں آئے تو خانے کعبے کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا سب چیزوں سے پہلے یعنی جو افعال کہ طواف کے ہیں اور ان میں سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا بعد لبیک کے پھر طواف میں تین بار جلدی چلے یعنی جیسے پہلوان چلتے ہیں کندے ہلا کر اور چار بار اپنی معمولی چال چلے یعنی ایک بار جو خانے کعبے کے گرد پھرتے ہیں اس کو شوط کہتے ہیں پس سات شوط اس طرح کرے اور سات شوط کا ایک طواف ہوتا ہے اور پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے جب کہ اپنا طواف خانے کعبے کے گرد کرے پھر سلام پھیرے یعنی دو

رکعت نماز پڑھنے کے بعد پھر خانے کعبے کے پاس آئے اور پھر صفا پر آئے پھر صفا اور مروہ کے درمیان سات بار چکر لگائے پھر نہ حلال ہو کسی چیز سے کہ اس سے باز رہے تھے یعنی احرام سے نہ نکلے یہاں تک کہ اپنا حج تمام کرے اور قربانی کے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کو اپنی قربانی ذبح کرے یعنی پس اب حلال ہوا ہر چیز سے ساتھ حلق کے سوائے جماع کے اور چلے یعنی منیٰ سے مکے میں آئے پھر خانے کعبے کا طواف کرے یعنی طواف افاضہ جس کو طواف الزیارت بھی کہتے ہیں پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے جس سے باز رہے تھے یعنی اب جماع کرنا بھی حلال ہو گیا اور جو اصحاب میں سے قربانی ساتھ نہ لایا تھا اس نے بھی حضرت ﷺ کی طرف کیا۔

فائدہ: اول گزر چکا ہے کہ پہلے حضرت ﷺ نے حج کا احرام باندھا پھر عمرے کا احرام باندھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپ نے عمرے کا احرام باندھا تھا پھر حج کا اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے صورت احرام کی یعنی جب عمرے کو حج پر داخل کیا تو دونوں کے ساتھ اکٹھی لبیک کہی سو کہی لبیك بعمرۃ وحج اور یہ موافق ہے واسطے حدیث انس کے جو پہلے گزر چکی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا سو احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انکار اس وجہ سے ہو کہ اس نے مطلق کہا کہ حضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان جمع کیا یعنی ابتداء ہی سے دونوں کا احرام اکٹھا باندھا اور معین کرتا ہے اس تاویل کو قول اس کا نفس اس حدیث میں کہ لوگوں نے نفع اٹھایا اس واسطے کہ جنہوں نے تمتع اٹھایا تھا انہوں نے پہلے حج کا احرام باندھا تھا لیکن انہوں نے حج کا احرام عمرے سے نسخ کر دیا یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالا یہاں تک کہ اس کے بعد مکے میں حلال ہوئے پھر اسی سال میں حج کیا اور یہ جو فرمایا کہ بال کتروائے تو یہ دلیل ہے اس پر کہ حلق اور بال کتروانا عبادت ہے اور یہی صحیح بات ہے اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے مباح کرنے حرام کے ہے اور صرف بال کتروانے کا اس واسطے حکم دیا کہ اس کے بال باقی رہیں تا کہ ان کو حج میں منڈوائے اور یہ جو فرمایا کہ جو قربانی نہ پائے تو یہ نہ پانا یا تو اس طور سے ہے کہ قربانی موجود نہ ہو یا اس کا مول اس کے پاس نہ ہو یا مول ہو اور اس سے اور کوئی ضرورت زیادہ ہو یا اس کا مالک بیچ نہیں رہا یا مہنگی مول سے ہاتھ آئے پس نقل کرے طرف روزے کی جیسا کہ قرآن کی نص ہے اور مراد فی الحج سے بعد احرام کے ہے امام نووی نے کہا یہی افضل ہے اور اگر حج کے احرام سے پہلے روزے رکھے تو یہی کفایت کرتے ہیں صحیح مذہب

پر اور اس پر عمرے سے حلال ہونے سے پہلے پس صحیح قول پر کفایت نہیں کرتے امام مالک نے کہا جائز رکھا ہے اس کو نووی اور اصحاب رائے نے اور اس پر اول مذہب پر سو جو مستحب رکھتا ہے روزہ عرفہ کا دن عرفہ کے وہ کہتا ہے کہ ساتویں کو احرام باندھے تا کہ ساتویں آٹھویں اور نویں کو روزہ رکھے اور نہیں تو چھٹی تاریخ کو احرام باندھے تا کہ عرفہ کے دن روزہ افطار کرے اور اگر اس سے روزہ فوت ہو جائے تو اس کو قضا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے ذمہ میں ھدی مستقر رہتی ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور تشریق کے دنوں کے روزوں میں شافعیہ کے دو قول ہیں اظہر یہ ہے کہ جائز نہیں اور صحیح تر دلیل کی روح سے جواز ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مجرد طواف قدوم کے ساتھ آدمی حلال نہیں ہوتا اور اس میں مشروعیت ہے طواف قدوم کے واسطے قارن کے اور رمل بیچ اس کے اگر اس کے پیچھے سعی ہو (فتح) اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ متمتع تھے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ﷺ قارن تھے پس تمتع سے مراد تمتع لغوی ہے یعنی نفع اٹھانا اس واسطے کہ نفع اٹھانا ساتھ حج اور عمرے دونوں کے قرآن میں موجود ہے۔

بَابُ مَنِ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنَ الطَّرِيْقِ

اگر کوئی راستہ سے ھدی خرید لے تو اس کا کیا حکم ہے یعنی برابر ہے کہ حل سے ہو یا حرم سے اس واسطے کہ اپنے شہر سے ھدی کا ساتھ لے جانا شرط نہیں۔

فائدہ: ھدی ساتھ زبر اور سکون دال کے نام ہے اُن جانوروں کا کہ حرم میں ذبح کیے جاتے ہیں واسطے طلب ثواب کے خواہ بکری دُنبہ، بھیڑ ہو یا گائے بھینس وغیرہ اور اونٹ اور ھدی دو قسم ہے واجب اور تطوع یعنی نفل پھر ھدی واجب کی دو قسمیں ہیں ھدی قران اور ھدی تمتع اور ھدی جنایات اور ھدی نذر اور ھدی احصار اور وجہ تسمیہ ھدی کا یہ ہے کہ بندہ اس کو ھدیہ بھیجتا ہے اللہ کی بارگاہ میں اور صرف قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالی سے یہ سبب اس کی۔ (ح)

١٥٧٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لِأَبِيْهِ أَقِمْ فَإِنِّيْ لَا آمَنُهَا أَنْ سَتُصَدُّ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ إِذًا أَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

١٥٧٩۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ نے اپنے باپ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ٹھہرے یعنی اس سال حج کو نہ جانا کہ میں فتنہ سے بے خوف نہیں یہ کہ روکا جائے تو خانہ کعبہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر میں روکا گیا جیسا کہ حضرت ﷺ نے کیا تھا اللہ نے فرمایا کہ تم رسول ﷺ کی اچھی چال چلتے ہو اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنی جان پر عمرے کو واجب کیا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گھر سے عمرے کا احرام باندھا

فَاَنَا اُشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْ اَوْجَبْتُ عَلٰى نَفْسِي الْعُمْرَةَ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنَ الدَّارِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْبَيْدَآءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَقَالَ مَا شَاْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ ثُمَّ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنْ قُدَيْدٍ ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا فَلَمْ يَحِلَّ حَتّٰى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا.

پھر اپنے گھر سے نکلے یہاں تک کہ بیدا (ایک میدان کا نام ہے مزدلفہ میں) پہنچے تو حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھ لیا یعنی قران کیا اور کہا کہ نہیں حال حج اور عمرے کا مگر پھر قدید (ایک جگہ کا نام ہے حل میں) سے قربانی خریدی پھر کے میں آئے سو دونوں کے واسطے صرف ایک طواف کیا پس احرام سے باہر نہ نکلے یہاں تک کہ حج اور عمرے سے اکٹھے حلال ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا درست ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے سو ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا درست ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ وہ افضل ہے میقات سے اور بعض کہتے ہیں کہ جس کا میقات معین ہو اس کے حق میں میقات سے احرام باندھنا افضل ہے نہیں تو اپنے گھر سے احرام باندھے اور شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے کہ کیا میقات سے احرام باندھنا ارجح ہے اور اپنے گھر سے اور رافع نے کہا کہ ان کی تعلیل سے پکڑا جاتا ہے کہ جس کو اپنی جان پر امن ہو اس کے حق میں گھر سے احرام باندھنا افضل ہے نہیں تو میقات سے احرام باندھنا افضل ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ مکروہ جانا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ احرام باندھا جائے خراسان یا کرمان سے (فتح) اور اس سے معلوم ہوا کہ راستہ سے ھدی کا خریدنا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَنْ اَشْعَرَ وَقَلَّدَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ اَحْرَمَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اونٹ کی کوہان کو زخمی کرے اور اس کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالے ذی الحلیفہ میں پھر اس کے بعد احرام باندھے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس سے اشارہ کرنا ہے طرف رد کرنے قول مجاہد کے کہ اس نے کہا ہے کہ اونٹ کی کوہان زخمی نہ کرے یہاں تک کہ احرام باندھے یعنی احرام باندھنے کے بعد اشعار کرے۔ (فتح)

وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِذَا اَهْدٰى مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَلَّدَهٗ وَاَشْعَرَهٗ بِذِي الْحُلَيْفَةِ يَطْعَنُ فِيْ شِقِّ سَنَامِهِ الْاَيْمَنِ بِالشَّفْرَةِ وَوَجْهُهَا قِبَلَ الْقِبْلَةِ بَارِكَةً.

اور نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مدینے سے اپنے ساتھ ھدی لے جاتے تھے تو ذوالحلیفہ میں اس کے گلے میں ہار ڈالتے تھے اور اس کی کوہان کو زخمی کرتے تھے زخم کرتے تھے اس کی کوہان کی داہنی طرف میں ساتھ چھری کے اور اس کا منہ قبلے کی طرف

کرتے اس حال میں کہ وہ بیٹھے ہوتے تھے۔

فائدہ: ظاہر یہ اثر ترجمہ باب کے مطابق نہیں لیکن شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اشعار اور تقلید کے بعد احرام باندھا ہوگا۔

۱۵۸۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فِيْ بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهٖ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ.

۱۵۸۰۔ مسور بن مروان سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے زمانہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اوپر ایک ہزار اصحاب کے ساتھ نکلے یعنی عمرے کے ارادے سے یہاں تک کہ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ھدی کے گلے میں ہار ڈالا اور اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تقلید کی پھر اس کے بعد احرام باندھا۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔ (فتح)

۱۵۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَأَهْدَاهَا فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ أُحِلَّ لَهٗ.

۱۵۸۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھوں سے بٹے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گلے میں ڈالے اور ان کی کوہان کو زخمی کیا اور ان کو خانہ کعبہ کی طرف ھدی کر کے بھیجا یعنی جب نویں سال حج فرض ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا امیر بنا کر مکے میں بھیجا اور ان کے ساتھ ھدی کے اونٹ بھیجے پس نہ حرام ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز کہ حلال ہوئے تھے واسطے ان کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام احرام کے جاری نہ ہوئے اور جو چیزیں کہ احرام میں حرام ہیں مجرد اشعار اور تقلید وغیرہ سے ان پر حرام نہ ہوئیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہو کہ اشعار اور تقلید کے صحیح ہونے میں احرام کا مقدم ہونا شرط نہیں پس معلوم ہوا کہ احرام سے پہلے اشعار کرنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ اونٹ کی کوہان کی داہنی طرف زخم کیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی وہ اونٹ کی کوہان کی داہنی طرف زخم کیا

کرتے تھے اور کبھی بائیں طرف میں زخم کیا کرتے تھے پہلا مذہب امام شافعی اور صاحبین کا ہے اور ایک قول امام احمد کا ہے اور دوسرا مذہب امام مالک کا اور ایک قول احمد کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ احرام سے پہلے اشعار کرتے تھے اور ابن عبدالبر نے استذکار میں مالک سے ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا کہ نہ اشعار کرے ھدی کو مگر نزدیک احرام کے اول اس کے گلے میں ہار ڈالے پھر اس کو اشعار کرے پھر نماز پڑھے پھر احرام باندھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ اشعار کرنا جائز ہے اور اشعار یہ ہے کہ ھدی کے اونٹ کی کوہان کے داہنے کنارے میں زخم کیا جائے اور فائدہ اس کا معلوم کروانا ہے کہ یہ ھدی ہے تا کہ جو محتاج ہو اس کے ساتھ اور یہاں تک کہ اگر غیر کے اونٹوں میں مل جائے تو اس سے جدا ہو سکے یا اگر گم ہو تو پہچانی جائے کہ یہ ھدی ہے یا تھک جانے کے سبب سے قریب مرنے پہنچے یعنی اور پس ذبح ہو جائے تو مسکین اس کو علامت سے پہچانیں اور کھائیں باوجود کہ اس میں نشان شرع کی تعظیم ہے اور غیر کی اس پر ترغیب ہے اور بہت بعید ہے قول اس شخص کا کہ اشعار کو منع کرتا ہے اور حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ مثلہ کے منع ہونے سے پہلے جائز تھا پھر منع ہوا اس واسطے سے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اشعار حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور یہ واقع مثلہ کے منع ہونے سے کچھ زمانہ پیچھے واقع ہوا ہے یعنی پس یہ دعوی الٹ ہے مدعی نسخ ہے۔ **وسیاتی نقل الخلاف فی ذلک بعد باب انشاء اللہ تعالٰی۔** (فتح)

بَابُ فَتْلِ الْقَلَائِدِ لِلْبُدْنِ وَالْبَقَرِ

اونٹ اور گائے کے واسطے ہار بٹنے کا بیان

١٥٨٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ قَالَ إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ.

١٥٨٢۔ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا حال ہے لوگوں کا کہ احرام سے حلال ہو گئے ہیں اور آپ حلال نہیں ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کو تلبید کی اور اپنی ھدی کے گلے میں ہار ڈالا سو میں حلال نہ ہوں گا یہاں تک کہ حج کے احرام سے حلال ہوں یعنی حج سے فارغ ہو کر احرام اتاروں گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کے اونٹ اور گائے کے واسطے ہار بٹنا درست ہے اس واسطے کہ تقلید مستلزم ہے ہار بٹنے کو پہلے اس سے **وفیه المطابقة للترجمة** اور گائے کا ذکر حدیث میں نہیں ہے لیکن احتمال ہے کہ مراد ھدی سے اونٹ اور گائے دونوں ہیں یا گائے بھی اونٹ کے معنی میں ہے (فتح) اور تلبید یہ ہے کہ محرم اپنے سر میں گوند یا خطمی بوٹی لگائے تا کہ بال آپس میں جم جائیں اور غبار نہ بیٹھے اور جوؤں سے محفوظ رہیں۔

١٥٨٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ

١٥٨٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِىْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِّمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

سے ہدی بھیجتے تھے سو میں ان کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹتی تھی پھر نہ پرہیز کرتے کسی چیز سے کہ پرہیز کرتا ہے اس سے محرم۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کے ہار بٹنا درست یا سنت ہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ إِشْعَارِ الْبُدْنِ وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ.

اونٹ کے اشعار کرنے کا بیان اور عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسور رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کے گلے میں ہار ڈالے اور اس کو اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا یعنی صلح حدیبیہ کے سال میں

۱۵۸٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا أَوْ قَلَّدْتُهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلٌّ.

۱۵۸۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے اونٹوں کے ہار بٹے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشعار کیا اور ان کے گلے میں ہار ڈالے یا میں نے ان کے گلے میں ہار ڈالے پھر ان کو خانے کعبے کی طرف ہدی کر کے بھیجا اور آپ مدینے میں ٹھہرے رہے سو نہ حرام ہوئی آپ پر کوئی چیز جو آپ کے لیے حلال تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشعار کرنا درست ہے اور اشعار یہ ہے کہ اونٹ کے بدن میں زخم کرے یہاں تک کہ اس سے خون جاری ہو پھر اس کو پونچھ ڈالے پس یہ نشانی ہے اس پر کہ یہ ہدی ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا سلف اور خلف سے اور طحاوی نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی کراہت نقل کی ہے اور اس کے سوا اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ اشعار کرنا مستحب ہے واسطے تابعداری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ اشعار بہتر ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اشعار خاص ہے ساتھ اس جانور کے کہ اس کے لیے کوہان ہو اور طحاوی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اشعار میں اختیار ہے خواہ کرے یا نہ کرے پس دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ عبادت نہیں لیکن مکروہ نہیں اس واسطے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

فعل سے ثابت ہے اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ اشعار کو مکروہ کہنے کا عذر کہ وہ مثلہ ہے مردود ہے اور باب سے ہے مانند داغنے اور کان پھاڑنے کے تا کہ علامت ہو اور سوائے اس کے وسم اور ختنہ کرنے اور سینگی لگانے کے اور عادت جاری ہے کہ انسان کو اپنے مال پر شفقت ہوتی ہے پس نہیں خوف کیا جاتا جو انہوں نے وہم کیا ہے کہ مبادا زخم سرایت کرے اور ہلاکت کی طرف پہنچائے اور اگر یہ بات ملحوظ ہوتی تو البتہ مکروہ جاننے والا اس کو قید کرے یعنی ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ اور کہتا کہ جو اشعار کہ ہلاکت کی طرف پہنچائے وہ مکروہ ہے اور متقدمین نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ پر بہت طعن کیا اس پر کہ اس نے اشعار کو مطلق مکروہ کہا اور طحاوی نے معانی الآثار میں اس کی مدد کی ہے سو کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے اصل اشعار کو مکروہ نہیں کہا بلکہ اس نے اس اشعار کو مکروہ کہا ہے جس سے اونٹ کے ہلاک ہونے کا خوف ہو مانند سرایت کرنے زخم کے خاص کر چھری کے ساتھ زخم کرنے میں پس ارادہ کی امام نے سد باب کا عام لوگوں سے اس واسطے کہ وہ اس میں حد کی رعایت نہیں کرتے اور جو سنت کا عارف ہو تو اس کے لیے مکروہ نہیں اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے کہ اشعار مکروہ ہے اور اس میں تعقب ہے ابن حزم اور خطابے پر کہ وہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے سوائے اشعار کے مکروہ کہنے کا اور کوئی قائل نہیں اور ابن حزم نے اس مقام پر بڑا مبالغہ کیا ہے اور قائلین اشعار کا اتفاق ہے کہ گائے کا اشعار کرنا بھی درست ہے مگر سعید بن جبیر کے نزدیک درست نہیں اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ بکری کو اشعار نہ کیا جائے اس واسطے کہ اس کے بال اس کے اشعار کی جگہ کو ڈھانپے ہوئے ہیں اور نیز اس واسطے کہ وہ ضعیف ہے اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ اس واسطے کہ اس کی کوہان نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَلَّدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهِ — اپنے ہاتھ سے ہار ڈالنے کا بیان

فائدہ: اور اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ھدی ہانکے اور خود حج کا ارادہ رکھتا ہو سو وہ تو احرام کے وقت اس کو ہار ڈالے اور اشعار کرے اور یا یہ کہ اس کو ہانکے اور خود گھر میں ٹھہرے اور حج کا ارادہ نہ ہو سو اس وقت اس کو اپنے گھر سے ہار ڈالے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے باب کی حدیث سے اور ہار کی چیز کا بیان آئندہ آئے گا اور غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ آپ اس تقلید کے ساتھ عام تھے تا کہ اس کا مابعد اس پر مترتب ہو یعنی آپ کو تقلید کا علم تھا اور باوجود اس کے آپ احرام کی ممنوع چیزوں سے نہ رہے تا کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ آپ نے تقلید کے علم سے پہلے اس کو مباح جانا تھا نہ پیچھے۔ (فتح)

۱۵۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلٰى

۱۵۸۵۔ عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زیاد بن ابی سفیان نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا کہ عبداللہ بن عباس نے کہا ہے کہ جو خانے کعبے کی طرف ھدی بھیجے یعنی اور خود حج کو نہ جائے تو حرام ہو جاتی ہے اس پر وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ مَنْ أَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهُ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِيْ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ.

حاجی پر جس نے حج کا احرام باندھا ہو یہاں تک کہ اس کی ھدی ذبح کی جائے عمرہ رضی اللہ عنہا کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس طرح نہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے گلے میں ڈالے پھر ان کو ھدی کر کے مکے کی طرف بھیجا سو نہ حرام ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز جس کو اللہ نے آپ پر حلال کیا تھا یہاں تک کہ ھدی ذبح کی گئی۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مسئلے میں سب فقہاء کی مخالفت کی ہے اور دلیل پکڑی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور واجب ہے پھرنا طرف روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور شاید کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا ہوگا اور یہ ابن تین کا بڑا قصور ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے ساتھ اکیلا نہیں بلکہ ثابت ہو چکا ہے یہ فعل ایک جماعت صحابہ سے انہیں میں سے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما جیسے کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ابن عمر جب مکے میں ھدی بھیجتے تھے تو باز رہے تھے اس سے کہ باز رہتا ہے اس سے محرم لیکن وہ لبیک نہیں کہتے تھے اور انہیں میں قیس ہیں جیسا کہ سعید بن منصور نے ان سے روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ایک مرد کے حق میں جو مکے میں اونٹ بھیجے یہ کہ باز رہے اس چیز سے کہ باز رہتا ہے اس سے محرم اور یہ اثر منقطع ہے اور ابن منذر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ کہا عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور قیس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور نخعی رحمہ اللہ اور عطا رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ اور اور لوگوں نے کہ جو ھدی بھیجے اور خود نہ جائے تو حرام ہو جاتی ہے اس پر وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے محرم پر اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں نے کہ ھدی بھیجنے کے ساتھ آدمی محرم نہیں ہوتا اور اس طرف گئے ہیں فقہاء شہروں کے اور پہلے لوگوں کی دلیل ایک حدیث ہے جو طحاوی نے روایت کی ہے لیکن وہ ضعیف ہے اور سعید بن مسیب کا یہ مذہب ہے کہ نہ پرہیز کرے کسی چیز سے کہ پرہیز کرتا ہے اس سے محرم مگر جماع سے مزدلفہ کی رات کو ہاں زہری سے یہ روایت آئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے برخلاف امر قرار پایا اور ایک جماعت فقہاء فتوی کا یہ

مذہب ہے کہ جو حج کا ارادہ کرے وہ مجرد تقلید ھدی سے محرم ہو جاتا ہے حکایت کی ابن منذر نے یہ بات ثوری سے اور احمد اور اسحاق سے اور اصحاب رائے نے کہا کہ جو ھدی ہانکے اور خانہ کعبہ کا قصد کرے پھر تقلید کرے تو واجب ہو جاتا ہے اس پر احرام باندھنا اور جمہور نے کہا کہ محض تقلید ھدی سے آدمی محرم نہیں ہوتا اور نہ ہی واجب ہوتی اس پر کوئی چیز (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مکے میں قربانی بھیجے تاکہ دسویں کو منیٰ میں ذبح کی جائے اور خود حج کو نہ جائے بلکہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے تو اس پر احکام حج کے جاری نہیں ہوتے اور جو چیز کہ محرم پر حرام ہوتی ہے وہ اس پر حرام نہیں ہوتی اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوئے ہیں ایک پکڑنا بڑے آدمی کا ایک چیز کو اپنے ہاتھ سے اگرچہ اس کے لیے کوئی شخص ہو جو اس کو کفایت کرے جبکہ وہ امر اہتمام والا ہو خاص کہ وہ چیز اقامت شرائع سے ہو اور یہ کہ نص کے وقت اجتہاد مردود ہے اور یہ کہ اصل حضرت ﷺ کے افعال میں پیروی کرنا ہے یہاں تک کہ خاصہ ہونا ثابت ہو اور یہ کہ بعض علماء کا بعض پر اعتراض کرنا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ تَقْلِيْدِ الْغَنَمِ بکری کے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ امام مالک اور اصحاب رائے نے بکری کے گلے میں ہار ڈالنے سے انکار کیا ہے اور شاید کہ ان کو حدیث نہیں پہنچی اور نہیں پاتے ہم واسطے ان کے کوئی حجت مگر قول بعض کا کہ وہ ہار ڈالنے سے ضعیف ہو جاتی ہے اور یہ دلیل ضعیف ہے اس واسطے کہ مقصود تقلید سے علامت کرنا ہے کہ یہ ھدی ہے تاکہ اس کو کوئی راہزن نہ چھیڑے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کو اشعار نہ کیا جائے اس واسطے کہ وہ اس سے ضعیف ہو جاتی ہے سو اس کے گلے میں وہ چیز ڈالی جائے جو اس کو ضعیف نہ کرے اور حنفیہ کا قول اصل میں یہ ہے کہ بکری ھدی میں سے نہیں پس یہ حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ جو بکری کے ھدی ہونے کا قائل نہیں اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس طرح کے کہ حضرت ﷺ نے ایک بار حج کیا اور اس میں بکری کی ھدی نہیں پہنچی اور میں نہیں جانتا کہ اس دلیل کی وجہ کیا ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے بکری کی ھدی بھیجی اور خود اپنے گھر میں ٹھہرے رہے اور یہ قطعاً آپ کے حج سے پہلے تھا پس نہیں تعارض ہے درمیان فعل اور ترک کے اس واسطے کہ مجرد ترک جواز کے نسخ پر دلالت نہیں کرتا پھر اصحاب میں سے وہ شخص کون ہے جس نے تصریح کی ہے کہ آپ کے حج میں آپ کی ھدیوں میں بکری تھی تاکہ جائز ہو حجت پکڑنی ساتھ اس کے اور عطاء اور عبداللہ اور جعفر وغیرہ کے طریق سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے بکریاں دیکھی کہ آگے جاتیں تھیں اس حال میں کہ ان کے گلے میں ہار تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت ہے اور مراد ساتھ اس کے رد ہے اس شخص پر کہ دعویٰ کرتا ہے اجماع کا اوپر ترک کرنے ھدی بکری کے اور تقلید اس کی کے۔ (فتح)

١٥٨٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً غَنَمًا.

١٥٨٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ﷺ نے بکری کی ھدی بھیجی۔

١٥٨٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ الْغَنَمَ وَيُقِيْمُ فِيْ أَهْلِهِ حَلَالًا.

١٥٨٧۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے لیے ہار بٹتی تھی سو آپ بکری کے گلے میں ڈالتے تھے اور اپنے اہل میں ٹھہرتے تھے اس حال میں کہ حلال ہوتے۔

١٥٨٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا.

١٥٨٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کی بکریوں کے ہار بٹتی تھی سو حضرت ﷺ اس کو ھدی کر کے بھیجتے تھے پھر آپ مدینے میں ٹھہرتے اس حال میں کہ حلال ہوتے۔

١٥٨٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ لِهَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي الْقَلَائِدَ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ.

١٥٨٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کی ھدی کے واسطے ہار بٹے پہلے اس سے کہ احرام باندھیں۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بکری کے گلے میں ہار ڈالنا درست ہے و فيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْقَلَائِدِ مِنَ الْعِهْنِ.

اون سے ہار بٹنے کا بیان۔

فائدہ: امام مالک رحمہ اللہ اور ربیعہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اون سے ہار بٹنا مکروہ ہے بلکہ زمین سے پیدا ہوئی چیز سے ہار بٹے سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے یہ ہے کہ یہ قول مردود ہے ساتھ حدیث باب کی اور ابن تین نے کہا کہ شاید مراد امام مالک رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ وہ اولی ہے اور اون سے جائز ہے۔ (فتح)

۱۵۹۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِي.

۱۵۹۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بٹے ہار میں نے ان کے اون سے جو میرے پاس تھی۔

بَابُ تَقْلِيْدِ النَّعْلِ
جوتے کے ہار ڈالنے کا بیان

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد اس سے جنس جوتے کی ہو اور یہی احتمال ہے کہ ایک جوتی ہو پس اس میں اشارہ ہوگا طرف رد کرنے قول اس شخص کے کہ وہ جوتیوں کا ڈالنا شرط کرتا ہے اور یہ قول ثوری کا ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ ایک جوتی بھی کفایت کرتی ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ جوتا معین نہیں بلکہ جو اس کے قائم مقام ہو جائز ہے پھر حکمت جاتے کے ہار میں یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف سفر کے اور مشقت کی بیچ اس کے اور مستحب ہے کہ دو جوتیاں ڈالے۔ (فتح)

۱۵۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ رَاكِبَهَا يُسَايِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّعْلُ فِيْ عُنُقِهَا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۵۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ اونٹ کو ہانکتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے اس نے کہا کہ یہ ھدی کا اونٹ ہے فرمایا سوار ہو لے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں اس کو اس پر سوار دیکھا اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا تھا اور جوتا اس کی گردن میں تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کے گلے میں ایک جوتا ڈالنا بھی درست ہے یا مستحب ہے کہ ھدی کے گلے میں جوتا ڈالے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْجِلَالِ لِلْبُدْنِ
اونٹوں کے جھولوں کا بیان کہ کہاں خرچ کی جائیں

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا يَشُقُّ مِنَ الْجِلَالِ إِلَّا مَوْضِعَ السَّنَامِ وَإِذَا نَحَرَهَا نَزَعَ جِلَالَهَا مَخَافَةَ أَنْ يُفْسِدَهَا الدَّمُ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ بِهَا.

اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ نہ پھاڑتے جھول سے مگر جگہ کوہان کی کے اشعار کی جگہ ظاہر ہو اور جب اس کو ذبح کرتے تھے تو اس سے جھول اتار لیتے تھے اس خوف سے کہ اس کو لہو خراب نہ کرے پھر اس کو خیرات کر ڈالتے تھے۔

فائدہ: جھول کا خیرات کرنا فرض نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف اس لیے کیا تھا تا کہ جس چیز پر اللہ کا نام پکارا ہے اس میں رجوع نہ کرے اور نہ اس چیز میں کہ اس کی طرف نسبت کی گئی۔

۱۵۹۲۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِي نَحَرْتُ وَبِجُلُوْدِهَا.

۱۵۹۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ خیرات کروں جھولیں ان اونٹوں کی کہ ذبح کیے گئے اور خیرات کروں ان کی کھالیں۔

فائدہ: جو کچھ کہ ان حدیثوں میں ہے استحباب تقلید سے اور اشعار وغیرہ سے سو مقتضی ہے اس کو کہ اظہار تقرب کا ساتھ ھدی کے افضل ہے پوشیدہ کرنے اس کے سے اور بے شک یہ بات ہے کہ فرض کے سوا نیک کام کا پوشیدہ کرنا افضل ہے اس کے ظاہر کرنے سے پس یا تو یہ کہا جائے گا کہ اعمال حج کے ظہور پر مبنی ہیں مانند احرام اور طواف اور وقوف کے پس اسی طرح اشعار اور تقلید کا ظاہر کرنا بھی افضل ہوگا پس خاص کیا جائے گا حج عموم اخفاء سے اور یا کہا جائے گا کہ اشعار اور تقلید سے عمل صالح کا ظاہر کرنا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ جو اس کو ھدی کر کے بھیجتا ہے اس کو ممکن ہے کہ اس کو کسی غیر کے ساتھ بھیجے سو اس کو تقلید اور اشعار کرے اور نہ کہے کہ یہ ھدی فلانے کی ہے پس حاصل ہوگی سنت تقلید کی ساتھ پوشیدہ کرنے عمل کے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اشْتَرٰى هَدْيَهُ مِنَ الطَّرِيْقِ وَقَلَّدَهَا

اگر کوئی راہ سے ھدی خریدے اور اس کے گلے میں ہار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن اس باب میں تقلید کا لفظ زیادہ ہے۔

۱۵۹۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَرَادَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الْحَجَّ

۱۵۹۳۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حج کا اس سال میں کہ قصد کیا حج کا حروریہ نے بیچ عہد ابن زبیر کے سو کسی نے ان سے کہا کہ لوگوں کے درمیان

عَامَ حَجَّةِ الْحَرُوْرِيَّةِ فِيْ عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَّنَخَافُ أَنْ يَّصُدُّوْكَ فَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ إِذًا أَصْنَعَ كَمَا صَنَعَ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً حَتّٰى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَآءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ جَمَعْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَةٍ وَّأَهْدٰى هَدْيًا مُقَلَّدًا اشْتَرَاهُ حَتّٰى قَدِمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَوْمِ النَّحْرِ فَحَلَقَ وَنَحَرَ وَرَاٰى أَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَهُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لڑائی ہونے والی ہے اور ہم ڈرتے ہیں کہ تجھ کو حج اور عمرے سے روکیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تم کو رسول کی اچھی چال چلنی ہے کہ میں اس وقت کروں گا جو حضرت ﷺ نے کیا تھا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرے کو اپنے اوپر واجب کیا یہاں تک کہ جب بیداء میدان میں پہنچے تو کہا کہ نہیں حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک میں تم کو گواہ کرتا ہوں اس پر کہ میں نے حج کو عمرے کے ساتھ جمع کیا اور اپنے ساتھ ھدی ہانکی اس حال میں کہ اس کے گلے میں ہار تھا خریدا اس کو جب کہ مکے میں آئے سو خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان دوڑے اور اس پر کچھ زیادہ نہ کیا اور نہ حلال کی کوئی چیز اس پر کہ حرام تھی قربانی کے دن تک سو سر منڈوایا اور قربانی جمع کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا یعنی اعتقاد کیا کہ تحقیق اس نے ادا کیا طواف حج اور عمرے کا اپنے پہلے طواف سے پھر کہ حضرت ﷺ نے اسی طرح کیا ہے یعنی قارن کے واسطے صرف ایک طواف اور سعی کافی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حروریہ کے حج کے سال مکے کو نکلے اور باب طواف القارن میں ہے کہ جس سال حجاج نے عبداللہ بن زبیر پر چڑھائی کی اس سال ابن عمر رضی اللہ عنہما حج کو نکلے تھے دونو کے درمیان بڑی مخالفت ہے کہ جس سال کہ حروریہ کا حج ۶۴ھ چونسٹھ ہجری میں تھا اور حجاج کا ابن زبیر پر چڑھائی کرنا ۷۳ھ میں پس یا تو یہ محمول ہے اس پر کہ یہ قصہ متعدد ہے اور یا راوی نے حجاج اور اس کے تابعداروں کو حروریہ کہا ہے واسطے صفت جامع کے کہ دونوں کے درمیان پائی جاتی ہے اور خروج کرتا ہے امام بحق پر۔ (فتح)

بَابُ ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقَرَ عَنْ نِسَائِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِنَّ

اگر کوئی مرد اپنی عورتوں کی طرف سے گائے ذبح کرے بدون اذن ان کے کے تو اس کا کیا حکم ہے

۱۵۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ

۱۵۹۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے پانچ دنوں میں کہ ذیقعدہ سے باقی تھے اس حال میں کہ نہ گمان کرتے تھے ہم مگر حج کا یعنی صرف حج کا احرام

اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُهُ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ أَتَتْكَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهِ.

باندھا اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت حج کے مہینوں میں عمرے کو حرام جانتے تھے سو جب ہم مکے سے نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو قربانی ساتھ نہ لایا ہو جب طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے تو احرام اتار کر حلال ہو جائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا سو میں نے کہا کہ یہ گوشت کیا ہے یعنی کہاں سے آیا ہے گوشت لانے والے نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی ذبح کی ہے یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عمرہ کی قاسم سے ذکر کی سو اس نے کہا کہ لائے ہیں عمرہ تیرے پاس اس حدیث کو اس وجہ سے کہ ہے یعنی بغیر تغییر اور تبدیل کے۔

فائدہ: حدیث میں لفظ نحر کا واقع ہوا ہے اور ترجمہ میں لفظ ذبح کا یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حدیث میں نحر کے معنی ذبح کے ہیں اور گائے کو نحر کرنا علماء کے نزدیک جائز ہے لیکن مستحب ان کے نزدیک ذبح ہے اور خلاف کیا ہے حسن بن صالح نے سو کہا کہ مستحب ہے نحر کرنا اس کا اور یہ کہ جو ترجمہ میں کہا کہ بغیر اذن ان کے کے سو یہ ماخوذ ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے استفہام سے کہ یہ گوشت کیا ہے جب کہ اس پر داخل کیا گیا اس واسطے کہ اگر اس کا ذبح کرنا ان کے علم سے ہوتا تو پوچھنے کی طرف محتاج نہ ہوتیں لیکن اس میں شبہ ہے اور اس سے احتمال دفع نہیں ہوتا اس واسطے کی احتمال ہے کہ اس کا ذبح کرنا ان کے اذن اور علم سے ہو لیکن جب گوشت ان کے پاس لایا گیا تو ان کے بزدیک احتمال ہوا کہ یہ شاید وہی گوشت ہو جس سے اذن واقع ہوا ہے یا کوئی اور گوشت ہو پس اس واسطے استفہام کیا ہو لیکن اصل عدم استیذان ہے و فیہ المطابقۃ للترجمۃ اور بعض نے اس حدیث کے ظاہر سے استدلال کیا ہے ساتھ اس کے کہ ھدی اور قربانی میں شریک ہونا جائز ہے اور اس حدیث میں حجت نہیں اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو عمل کہ بدون اذن اور علم کسی غیر کے ہو اس کا ثواب اس غیر کو پہنچتا ہے اور یہ بھی ٹھیک نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اذن لے لیا ہو کما تقدم اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا گوشت ھدی اور قربانی کا۔ (فتح)

بَابُ النَّحْرِ فِيْ مَنْحَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى

منیٰ میں حضرت ﷺ کے قربانی کرنے کی جگہ میں قربانی کرنے کا بیان

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ حضرت ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ جمرہ اولی کے نزدیک ہے جو مسجد کے پاس ہے اور اب وہ جگہ معلوم اور معروف ہے اس کو منحر النبی کہتے ہیں اور اس میں قربانی کرنی افضل ہے غیر سے واسطے قربانی حضرت ﷺ کے کہ یہ قربانی کی جگہ ہے اور منیٰ میں ہر جگہ قربانی کرنی درست ہے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا وہاں قربانی کرنا اتفاقاً واقع ہوا ہے یہ کوئی امر حج کے متعلق نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قربانی نہ کی جائے مگر منیٰ میں اور امام مالک رحمہ اللہ سے محکی ہے کہ حاجی منیٰ میں قربانی کرے اور عمرے والا مکے میں کرے اور جواز میں اختلاف نہیں اگرچہ افضلیت میں خلاف ہے۔ (فتح)

۱۵۹۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ مَنْحَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۵۹۵۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے قربانی کرنے کی جگہ قربانی کرتے تھے۔

۱۵۹۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَبْعَثُ بِهَدْيِهٖ مِنْ جَمْعٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حَتّٰى يُدْخَلَ بِهٖ مَنْحَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ حُجَّاجٍ فِيْهِمُ الْحُرُّ وَالْمَمْلُوْكُ.

۱۵۹۶۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ھدی مزدلفہ سے اخیر رات حاجیوں کے ساتھ بھیجتے تھے کہ جن میں آزاد اور غلام ہوتے تھے یعنی منیٰ کو بھیجتے تھے تاکہ حضرت ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ میں لائی جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حضرت ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ میں قربانی کی جائے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ جو کہا کہ ان میں آزاد اور غلام تھے تو ان کے معنی یہ ہیں کہ یہ شرط نہیں کہ قربانی آزادوں کے ساتھ بھیجی جائے سوائے غلاموں کے یعنی بلکہ غلاموں کے ساتھ بھی قربانی بھیجنی درست ہے۔

بَابُ مَنْ نَحَرَ هَدْيَهٗ بِيَدِهٖ

اپنے ہاتھ سے قربانی کرنے کا بیان

۱۵۹۷۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۵۹۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور ذکر کی حدیث اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ سات اونٹوں کو نحر کیا اس حال میں کہ کھڑے تھے اور مدینے میں دو مینڈوں سینگ

وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا وَّضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ مُخْتَصَرًا.

دار کے ساتھ قربانی کی جن کا رنگ سیاہ اور سفید ملا ہوا تھا ذکر کیا اس حدیث کو اس حال میں کہ اختصار کرنے والا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنے والے کو مستحب ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ نَحْرِ الْإِبِلِ مُقَيَّدَةً

اونٹ کو باندھ کر نحر کرنے کا بیان

۱۵۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَهٗ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُّقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ يُوْنُسَ اَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ.

۱۵۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک مرد کے پاس آئے کہ اس نے اپنا اونٹ بٹھایا تھا اس حال میں کہ اس کو نحر کرتا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو اس کو کھڑا کر اور پاؤں باندھ یعنی بایاں پاؤں یہ سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

فائدہ: نحر کہتے ہیں نیزہ مارنے اونٹ کے سینے میں اور ذبح کہتے ہیں چھری سے گلا کاٹنے کو اور طریقہ نحر کا یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے بایاں زانو رسی سے باندھے اور اس کے سینے میں نیزہ مارے تا کہ خون جاری ہو اور وہ گر پڑے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا مستحب ہے اور حنفیہ کے نزدیک کھڑا کر کے اور بٹھا کر نحر کرنا برابر ہے فضیلت میں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جاہل کو تعلیم کی جائے اور مخالف سنت پر سکوت نہ کی جائے اگرچہ مباح ہو۔ (فتح)

بَابُ نَحْرِ الْبُدْنِ قَائِمَةً

اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَوَآفَّ قِيَامًا

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ﴾ کی تفسیر میں کہا کہ صواف کے معنی قیاماً ہیں یعنی اس حال میں کہ کھڑے ہوں۔

۱۵۹۹۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ

۱۵۹۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نما

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَبَاتَ بِهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَجَعَلَ يُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ فَلَمَّا عَلَا عَلَى الْبَيْدَآءِ لَبّٰى بِهِمَا جَمِيْعًا فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّحِلُّوْا وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا وَّضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ.

ز دو رکعت پڑھیں یعنی عصر کی نماز قصر کی اس واسطے کہ آپ مسافر تھے کہ حج کے ارادے سے مکے کو چلے تھے سو حضرت ﷺ نے ذوالحلیفہ میں رات کاٹی سو جب آپ نے صبح کی تو اپنی سواری پر سوار ہوئے اور تہلیل اور تسبیح کرنے لگے سو جب میدان بیداء میں آئے تو حج اور عمرے دونوں کے ساتھ لبیک کہی پھر جب حضرت ﷺ مکے میں آئے تو حکم کیا اصحاب کو یہ کہ احرام اتار کر حلال ہو جائیں اور حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سات اونٹ نحر کیے اس حال میں کہ کھڑے تھے اور مدینہ میں دو مینڈوں سینگ دار سیاہ اور سفید رنگ کی قربانی کی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

١٦٠٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ بَاتَ حَتّٰى اَصْبَحَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَآءَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ.

١٦٠٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھائیں اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھائیں پھر حضرت ﷺ نے رات گزاری یہاں تک کہ آپ نے صبح کی پھر فجر کی نماز پڑھی پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے یہاں تک کہ جب وہ آپ کے ساتھ بیداء میں برابر ہوئے تو آپ نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابٌ لَا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنَ الْهَدْيِ شَيْئًا

نہ دیا جائے قصاب کو ھدی میں سے کچھ یعنی اس کی مزدوری میں

١٦٠١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ

١٦٠١۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا مجھ کو حضرت ﷺ نے (یعنی تا کہ) میں آپ کے ھدی کے اونٹوں کی خبر گیری

مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَى الْبُدْنِ فَأَمَرَنِيْ فَقَسَمْتُ لُحُوْمَهَا ثُمَّ أَمَرَنِيْ فَقَسَمْتُ جِلَالَهَا وَجُلُوْدَهَا قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُوْمَ عَلَى الْبُدْنِ وَلَا أُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِيْ جِزَارَتِهَا.

کروں سو میں ان کی خبر گیری کے واسطے کھڑا ہوا سو حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے سو میں نے ان کا گوشت تقسیم کی پھر آپ نے مجھ کو حکم کیا سو میں نے جل ان کی جھولیں اور کھالیں مسکینوں میں تقسیم کیں اور نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے یہ کہ خبر گیری کروں میں آپ کے اونٹوں کی اور نہ دوں میں ان پر کوئی چیز ان کی مزدوری میں۔

فائدہ: مراد اونٹوں سے وہ اونٹ ہیں کہ حضرت ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے ساتھ مکہ لے گئے تھے اور وہ سب سو اونٹ تھے ان میں سے تریسٹھ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے تھے اور باقی اونٹوں کو ذبح کرنے کا حکم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو ذبح کیا اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قصاب کو اس کی مزدوری میں مطلق کوئی چیز نہ دی جائے لیکن یہ مراد نہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ قصاب کو ھدی سے کوئی چیز نہ دی جائے بلکہ اس کو اپنے مال سے مزدوری دے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ باوجود یہ کہ اس کا بھی ظاہر مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر قصاب کو مزدوری کے عوض میں ھدی سے کچھ چیز دے تو یہ درست نہیں یعنی اور اگر اس کو ھدی میں سے کچھ للہ دے تو یہ درست ہے۔ (فتح)

بَابٌ يُتَصَدَّقُ بِجُلُوْدِ الْهَدْيِ

ہدی کی کھال للہ خیرات کی جائے اور بیچی نہ جائے۔

١٦٠٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيُّ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ لَيْلٰى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهِ وَأَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ

١٦٠٢۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے یہ کہ آپ کے اونٹوں کی خبر گیری کریں اور ان کی سب چیزیں للہ بانٹ دیں (یعنی مسکینوں پر) گوشت بھی اور پوست بھی اور جھولیں بھی اور نہ دیں ان کی مزدوری ان میں سے کوئی چیز۔

كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطِيَ فِيْ جِزَارَتِهَا شَيْئًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ھدی کی جھولوں کو مسکینوں پر للہ بانٹ دیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قصاب کو اجرت کے بدلے ھدی میں کچھ دینا درست نہیں لیکن اگر اس کو اپنے پاس سے پوری مزدوری دے دے پھر اس کے بعد اس کو کوئی چیز ھدی میں سے بطور خیرات کے دے تو درست ہے جبکہ فقیر ہو اور بعض نے کہا کہ اگر اس کو مزدوری کے عوض ھدی میں کچھ دے تو یہ درست نہیں لیکن اگر بطور صدقہ اور ہدیہ کے دے تو یہ درست ہے لیکن شارع کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منع ہے تاکہ اجرت میں مسامحت واقع نہ ہو واسطے اس چیز کے کہ قصاب نے لی پس رجوع کرے گی طرف معاوضہ کے قرطبی نے کہا کہ ھدی میں سے قصاب کی اجرت دینی کسی کے نزدیک جائز نہیں لیکن حسن بصری اور عبداللہ بن عبید کے نزدیک جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ ھدی کی کھال کا بیچنا درست نہیں اور قرطبی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ ھدی کی کھال اور جھول کا بیچنا درست نہیں اس پر کہ وہ گوشت پر معطوف ہیں اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ ھدی کے گوشت کا بیچنا درست نہیں پس اس طرح اسکی کھال اور جھول کا بیچنا بھی درست نہ ہوگا اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابوثور کے نزدیک جائز ہے اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے کہتے ہیں کہ اس کا مول قربانی کے مصرف میں خرچ کیا جائے اور استدلال کیا ہے ابوثور نے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اس کے ساتھ نفع اٹھانا جائز ہے اور جس چیز کے ساتھ نفع اٹھانا جائز ہے اس کا بیچنا بھی جائز ہے اور معاوضہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے سب کا اتفاق ہے اس پر کہ ھدی تطوع کا گوشت کھانا جائز ہے اور اس کے گوشت کے جائز ہونے سے اس کا بیچنا لازم نہیں آتا اور زیادہ تر قوی اس کے قول کے رد میں یہ حدیث ہے جو کہ احمد رحمہ اللہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ قربانی اور ھدی کا گوشت نہ بیچو اور صرف کرو اور کھاؤ اور ان کی کھالوں سے نفع اٹھاؤ اور ان کو نہ بیچو۔ (فتح)

بَابٌ يُتَصَدَّقُ بِجِلَالِ الْبُدْنِ.

ہدی اونٹوں کی جھولیں خیرات کی جائیں۔

١٦٠٣ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِيْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ بَدَنَةٍ فَأَمَرَنِيْ بِلُحُوْمِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ أَمَرَنِيْ بِجِلَالِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ

١٦٠٣ـ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو اونٹ ھدی لائے سو حکم کیا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گوشت بانٹنے کا سو میں نے اس کو مسکینوں میں بانٹا پھر ان کی جھولوں کا مجھ کو بانٹنے کا مجھ کو حکم کیا سو میں نے ان کو بھی بانٹا پھر ان کی کھالوں کا حکم کیا میں نے ان کو بھی بانٹا۔

بِجُلُوْدِهَا فَقَسَمْتُهَا.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ھدی کی جھول کو خیرات کیا جائے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے کئی اور فائدے بھی ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ ھدی کا ہانکنا اور اس کے ذبح میں دوسرے کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ کہ اس کہ اجرت لینی اور خبر گیری کرنی اور اس میں شریک ہونا درست ہے اور یہ کہ جس پر کوئی چیز للہ واجب ہو پس واسطے اس کے ہی خلاص کرنا اس کا اور اس کی نظیر کھیتی ہے کہ عشر دیا جاتا ہے اور جو مسکینوں پر خرچ کرے وہ اس میں محبوب نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾.

اس آیت کا بیان کہ اور جب معین کر دیا ہم نے ابراہیم کو ٹھکانا خانے کعبے کا یہ کہ شریک نہ کر ساتھ میرے کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پاؤں چلتے اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آتے ہوں دور دراز علاقوں سے پہنچیں اپنے بھلے کی جگہ پر پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپائے مویشی کے (یعنی جو کہ ھدی لائے ہیں) جو اس نے دیے ہیں ان کو سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو اس قول تک کہ وہ اس کو بہتر ہے اپنے رب کے پاس۔

فائدہ: مراد اس آیت سے یہاں یہ لفظ ہے کہ کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاج کو اسی واسطے ترجمہ میں عطف ڈالا ہے اس پر ساتھ اس قول کے۔

بَابُ مَا يَأْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا يَتَصَدَّقُ.

اور بیان ہے اس چیز کا کہ کھائی جائے ھدی میں سے اور اس چیز کا کہ صدقہ کیا جائے ساتھ اس کے یعنی آیت میں کس گوشت کا کھانا مراد ہے۔

وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا يُؤْكَلُ مِنْ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ کھایا جائے اس جانور سے کہ محرم شکار حرم کے علاقہ میں ذبح کرے

جَزَآءِ الصَّيْدِ وَالنَّذْرِ وَيُؤْكَلُ مِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ

اور نہ نذر کے جانور سے اور کھائی جائے وہ چیز کہ سوائے ان دونوں کے ہے یعنی قربانی اور ہدی سے۔

فائدہ: محرم کو شکار کرنا درست نہیں اور اگر کوئی محرم کسی جانور کو شکار کرے تو اس پر اس کے بدلے اس کے برابر جانور ذبح کرنا آتا ہے پھر جو جانور اس کے بدلے ذبح کرے تو مالک کو اس میں سے کھانا درست نہیں اور اسی طرح نذر کے جانور سے بھی کھانا درست نہیں بلکہ واجب ہے کہ اُس کو کو خیرات کر دے اور یہ ایک قول ہے امام احمد رحمہ اللہ کا اور امام مالک رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے زیادہ کی ہے یہ بات کہ مگر فدیہ آئے گا اور امام احمد رحمہ اللہ کی دوسری روایت یہ ہے کہ نہ کھایا جائے مگر نفلی قربانی اور تمتع اور قران سے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا برابر ان کے اصل کے کہ دم تمتع اور قران کا دم شکرانے کا ہے نہ دم قصور کا۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَآءٌ يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ مِنَ الْمُتْعَةِ

یعنی اور عطاء نے کہا کہ مالک خود کھائے اور غیر کو کھلائے جانور متعہ سے

فائدہ: ان دونوں اثروں سے معلوم ہوا کہ آیت میں اس جانور کا کھانا مراد ہے جو ھدی اور قربانی کا ہو وہ جانور مراد نہیں جو شکار مارنے کے بدلے ذبح کیا جائے یا نذر کے واسطے ذبح کیا جائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٠٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَآءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ حَتّٰى جِئْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَا.

١٦٠٤۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ تھے ہم نہ کھاتے گوشت اپنی قربانیوں کا زیادہ تین دن سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اجازت دی سو فرمایا کہ کھاؤ اور ذخیرہ کرو سو ہم نے کھایا اور ذخیرہ کیا میں نے عطاء سے کہا (یہ قول ابن جریج کا ہے) کہ کیا جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے اس نے کہا کہ نہیں۔

فائدہ: ایک سال بہت سخت قحط پڑا تھا کہ مدینہ باہر کے رہنے والوں سے بھر گیا تھا اس سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا گوشت لوگوں کے پاس ہو تقسیم کر دیں جمع نہ کر رکھیں آئندہ سال جب حاجت نہ رہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی کہ جب تک جی چاہے ذخیرہ کر رکھو اور کھاتے رہو اس سے معلوم ہوا کہ مالک کو قربانی کا گوشت کھانا درست ہے۔

١٦٠٥۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ

١٦٠٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نکلے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ دنوں میں کہ باقی تھے ذیقعدہ سے اور

حَدَّثَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَّكَّةَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَحِلُّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقِيْلَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهٖ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ أَتَتْكَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ.

نہ گمان کرتے تھے مگر حج کا یہاں تک کہ جب ہم مکے سے نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو قربانی ساتھ لایا ہو وہ خانے کعبے کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے حلال ہو جائے اور احرام اتار ڈالے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے سو کسی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی ذبح کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالک کو قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے اور یہ دونوں حدیثیں بیان ہیں واسطے آیت کے۔

بَابُ الذَّبْحِ قَبْلَ الْحَلْقِ

سر منڈانے سے پہلے قربانی کرنے کا بیان یعنی سنت ہے کہ قربانی سر منڈانے سے پہلے ذبح کرے

١٦٠٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ زَاذَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَّذْبَحَ وَنَحْوِهٖ فَقَالَ لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ.

١٦٠٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اگر کوئی قربانی کرنے سے پہلے سر منڈائے یا مانند اس کی کرے یعنی طواف زیارت کنکر یاں مارنے سے پہلے کرے تو اس کو کیا حکم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں کچھ ڈر نہیں۔

١٦٠٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

١٦٠٧۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے طواف زیارت کر لیا فرمایا کہ کچھ حرج نہیں اس نے کہا کہ میں

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحِيْمِ الرَّازِيُّ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنِي ابْنُ خُثَيْمٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَفَّانُ أُرَاهُ عَنْ وُهَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَعَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے سر منڈوایا پہلے ذبح کرنے کے فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں اس نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کی پہلے کنکریاں مارنے سے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی سر منڈانے سے پہلے ذبح کرے اس واسطے کہ اس مرد کا حضرت ﷺ سے پوچھنا دلالت کرتا ہے اس پر کہ سائل جانتا تھا کہ حکم اس کے برعکس ہے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (فتح) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو یہاں بہت طریقوں سے روایت کیا ہے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ یہ حدیث بہت طریقوں سے ثابت ہے۔ (فتح)

١٦٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ

١٦٠٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا اور کہا کہ میں نے زوال آفتاب کے بعد کنکریاں ماریں سو فرمایا کہ کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈایا فرمایا کوئی حرج نہیں۔

قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ قَالَ لَا حَرَجَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل کنکریاں مارنے میں یہ ہے کہ دن کا وقت ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی سر منڈوانے سے پہلے ذبح کرے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۶۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ انْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَاءِ بَنِي قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتّٰى خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُهُ لَهُ فَقَالَ إِنْ نَّأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَّأْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

۱۶۰۹۔ ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ بطحا (ایک جگہ کا نام ہے پاس منیٰ کے) میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے حج کیا ہے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ تو نے کس چیز کا احرام باندھا میں نے کہا کہ میں نے لبیک کہی احرام کی مانند احرام حضرت ﷺ کے یعنی میں نے اس طرح احرام کی نیت کی کہ میں نے احرام باندھا مانند احرام حضرت ﷺ کے اور لبیک کہی میں نے مانند لبیک حضرت ﷺ کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا چل اور خانے کعبے کا طواف کر اور صفا مروہ کے درمیان سعی کر پھر میں بنی قیس کی عورتوں میں سے ایک عورت کے پاس آیا سو اس نے میرے سر کے بال کھولے اور جوئیں نکالیں یعنی میں نے احرام اتار ڈالا (شاید اس کے ساتھ قربانی نہ ہوگی) پھر میں نے حج کا احرام باندھا اور میں لوگوں کو اس کے ساتھ فتوی دیتا تھا تا خلافت عمر رضی اللہ عنہ تک سو میں نے یہ حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم قرآن کو پکڑیں تو وہ تو ہم کو حکم دیتا ہے ساتھ تمام کرنے حج کے اور نہ نکلنے کے احرام سابق سے یعنی آیت ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ﴾ اور اگر ہم حضرت ﷺ کی سنت کو لیں تو آپ احرام سے حلال نہیں ہوئے یہاں تک کہ ھدی اپنے حلال ہونے کی جگہ پہنچے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی سر منڈوانے سے پہلے ذبح کرے اس واسطے کہ ھدی کا اپنے حلال ہونے کی جگہ میں پہنچنا دلالت کرتا ہے اوپر ذبح ہونے ھدی کے سو اگر حلق ذبح پر متقدم ہوتا تو حلال ہوتے پہلے

پہنچنے ھدی کے اپنی جگہ کو اور یہی اصل ہے اور وہ مقدم کرنا ذبح کا حلق پر اور اس پر ذبح کو حلق سے پیچھے کرنا پس یہ رخصت ہے کما سیاتی اور جاننا چاہیے کہ حج میں قربانی کے چار عمل ہیں ایک کنکریاں مارنا ہے دوسرا قربانی ذبح کرنا ہے اور تیسرا سر منڈوانا ہے اور چوتھا طواف کرنا ہے اور ان کو اس ترتیب سے ادا کرنا سنت ہے واجب نہیں پس اگر ایک دوسرے سے مقدم مؤخر ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں ۔ (فتح وتیسیر)

بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَحَلَقَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ احرام باندھنے کے وقت اپنے سر کو تلبید کرے یعنی گوند یا کسی اور چیز سے اپنے سر کے بالوں کو جما دے تا کہ غبار وغیرہ سے محفوظ رہیں اور احرام اتارنے کے بعد اپنا سر منڈائے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی اس شخص کے حق میں کہ تلبید کرے کہ کیا احرام اتارنے کے بعد اس پر سر کا منڈوانا معین ہے یا نہیں سو ابن بطال نے جمہور سے نقل کیا ہے کہ یہ بات اس کے حق میں متعین ہے کہ بال منڈائے یہاں تک کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی منقول ہے اور اہل رائے کہتے ہیں کہ یہ متعین نہیں اگر چاہے تو بال کتروائے اور یہ جدید قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور نہیں واسطے پہلے کے کوئی دلیل صریح۔ (فتح)

١٦١٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ.

١٦١٠۔ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُس نے کہا کہ یا حضرت! کیا حال ہے لوگوں کا کہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے ہیں اور آپ اپنے عمرے سے حلال نہیں ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کی تلبید کی اور اپنی ھدی کے گلے میں ہار ڈالے سو میں احرام سے حلال نہ ہوں گا یہاں تک کہ قربانی ذبح کروں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام باندھنے کے وقت سر کو تلبید کرنی سنت ہے وفیه المطابقة للترجمة لیکن اس میں حلق کا ذکر نہیں مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے معلوم ہے کہ آپ نے اپنے حج میں اپنے سر کو منڈوایا اور یہ بات ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں صریح وارد ہو چکی ہے جیسا کہ آئندہ باب میں آتا ہے اور ابن بطال نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعد نقل کیا ہے اس واسطے کہ وہ ترجمہ کے مطابق ہے اور میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ یہ ضرور نہیں کہ ترجمہ کے سب مسئلے حدیث باب میں پائے جائیں بلکہ اگر ایک بھی پایا جائے تو کافی ہے مترجم کہتا ہے کہ چونکہ آئندہ باب میں حلق کا بیان موجود ہے تو شاید اسی وجہ سے یہاں اس کی دلیل بیان نہیں کی۔

بَابُ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيْرِ عِنْدَ الْإِحْلَالِ

احرام سے حلال ہونے کے وقت بال منڈوانے اور کتروانے کا بیان

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھایا ہے ساتھ اس ترجمہ کے کہ حلق عبادت ہے حج کی عبادتوں میں سے واسطے قول اس کے کہ احرام کے وقت حلق کرے یعنی عندالاحرام کی قید دلالت کرتی ہے اس پر کہ حلق عبادت ہے والا قید کی کوئی وجہ نہیں اور نہیں حلق نفس حلال ہوتا اور گویا کہ اس نے استدلال کیا اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فاعل کے واسطے دعا کی اور دعا مشعر ہے ساتھ ثواب کے اور ثواب نہیں ہوتا مگر عبادت پر نہ کہ مباح امر پر اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلق کو تقصیر پر فضیلت دینا مشعر ہے ساتھ عبادت ہونے کے اس کے اس واسطے کہ مباح چیزیں ایک دوسرے سے کم وبیش نہیں ہوتیں اور یہی ہے قول جمہور کا کہ حلق عبادت ہے مگر ایک روایت ضعیف شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ حرام چیز کا مباح جانتا ہے یعنی جو چیزیں احرام میں حرام تھیں اب حلال ہوئیں اور یہی منقول ہے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اور یہی منقول ہے بعض مالکیہ سے۔ (فتح)

١٦١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِيْ حَمْزَةَ قَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ حَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهِ.

١٦١١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں سر منڈایا یعنی وقت حلال ہونے کے احرام سے بعد ادا کرنے سب افعال حج کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حج سے حلال ہونے کے وقت اپنا سر منڈوائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ.

١٦١٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کے واسطے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت مانگیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کے واسطے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت کی دعا مانگیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت فرما اور لیث نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحمت کرے سر منڈوانے والوں کو ایک بار یہ کلمہ فرمایا یا دو بار

یعنی لیث کو شک ہے کہ حضرت ﷺ نے تنہا سر منڈوانے والوں کے واسطے ایک بار دعا کی یا دو بار اور اکثر راویوں کا اتفاق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت پر ہے کہ آپ نے دو بار صرف سر منڈوانے والوں کے واسطے مغفرت کی دعا مانگی اور تیسری بار بال کتروانے والوں کو بھی اس میں داخل کیا اور عبیداللہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ نافع نے کہ آپ نے چوتھی بار بال کتروانے والوں کو اس میں داخل کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام سے حلال ہونے کے وقت سر کے بال منڈوانے اور کتروانے دونوں طرح درست ہیں اور یہ کہ حلق حج کے افعال میں سے ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن سر منڈوانا افضل ہے بال کتروانے سے۔

١٦١٣۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ.

١٦١٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کی اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اور بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت مانگیے حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کی اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت کی دعا مانگیے حضرت ﷺ نے تین بار یہی کلمہ فرمایا پھر چوتھی بار فرمایا کہ الٰہی! اور بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام سے حلال ہوتے وقت سر منڈوانا افضل ہے بال کتروانے سے اور یہ کہ حلق حج کے افعال میں سے ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے اور بھی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ بال کتروانے کفایت کرتے ہیں حلق سے اور اس پر سب کا اجماع ہے مگر جو حسن سے روایت ہے کہ اول حج میں حلق متعین ہے یعنی اور دوسرے میں نہیں اور حسن سے اس سے بر خلاف بھی ثابت ہو چکا ہے کہ اگر تو چاہے تو حلق کرے اور چاہے تو تقصیر کرے اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب آدمی پہلا حج کرے تو سر منڈوائے اور اگر دوسرا حج کرے تو پھر اختیار ہے کہ چاہے سر منڈوائے اور چاہے بال کتروائے پھر اس نے کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اسی طرح کرتے تھے اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ مستحب ہے لازم نہیں ہاں مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک محل تعین

حلق اور تقصیر کا یہ ہے کہ محرم نے اپنے سر کی تلبید نہ کی ہو یا چوٹیاں نہ گوندی ہوں اور یا بالوں کا جوڑا نہ باندھا ہو اور یہی قول ہے ثوری رحمہ اللہ اور جمہور کا اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور ان کو جدید قول حنفیہ کے موافق ہے حلق متعین نہیں مگر یہ کہ نذر مانی ہو یا اُس کے بال چھوٹے ہوں کہ ان کا کترانا ممکن نہ ہو یا اس کے بال نہ ہوں سو اپنے سر پر استرا پھیرے اور یہ کہ حلق تقصیر سے افضل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ابلغ ہے عبادت میں اور زیادہ تر ظاہر ہے خضوع اور ذلت میں اور زیادہ تر دلالت کرنے والا ہے صدق نیت پر اور جو بال کتروائے اس کی جان پر کچھ زینت باقی رہتی ہے بخلاف سر منڈوانے والے کے کہ وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس نے صرف اللہ کے واسطے یہ زینت ترک کی ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف مجرد ہونے کی اس واسطے صلحاء نے مستحب رکھا ہے اس کو کہ آدمی تو سر کے بال منڈوا ڈالے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر مشروع ہونے حلق تمام سر کے اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک سارے سر کا منڈوانا واجب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور کوفے والے کہتے ہیں کہ مستحب ہے اور بعض سر کا منڈوانا بھی ان کے نزدیک کافی ہے اور اس میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کافی ہے لیکن ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک آدھا سر کافی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اقل اس چیز کا کہ اس کا منڈوانا واجب ہے تین بال ہیں اور ان کے بعض اصحاب کا ایک یہ قول ہے کہ ایک بال بھی کافی ہے اور کتروانے کا حکم بھی سر کے منڈوانے کی طرح ہے پس افضل یہ ہے کہ سارے سر کو کتروائے لیکن مستحب یہ ہے کہ انگلیوں کے سروں سے کم نہ ہو اور اگر اس سے کم کرے تو یہ بھی کافی ہے یہ نزدیک شافعیہ کے ہے اور وہ ان کے غیر کے نزدیک حلق پر مرتب ہے اور یہ سب احکام مردوں کے حق میں ہیں اور ایں پر عورتیں سو مشروع ان کے حق میں بال کتروانے ہیں بالاجماع اور ابو داود میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں عورتوں پر سر منڈوانا لیکن ان پر تو صرف بال کتروانے ہیں اور ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ عورت اپنا سر منڈوائے اور جمہور شافعیہ کہتے ہیں کہ عورت اگر سر منڈوائے تو کفایت کرتا ہے لیکن مکروہ اور قاضی ابو طیب اور حسین نے کہا کہ جائز نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے دعا واسطے اس شخص کے جو مشروع کام کرے اور جو راجح فعل کرے اس کے واسطے مکرر دعا کرے اور تنبیہ کرنا ہے ساتھ تکرار دعا کے اوپر راجح ہونے فعل کے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا دعا کا واسطے جائز فعل کرنے والے کے اگرچہ مرجوح ہو اور یہ دعا آپ نے حجۃ الوداع کے دن کی اور اسی طرح صلح حدیبیہ کے دن بھی یہ دعا کی۔ (فتح)

١٦١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ حَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى

۱۶۱۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے سر منڈوایا یعنی حج میں اور بعضوں نے بال کتروائے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَائِفَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ.

۱۶۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ.

۱۶۱۵۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے سر کے بال قینچی سے کترے۔

فائدہ: ثابت ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے حج میں بال نہیں کتروائے بلکہ سر منڈوایا تھا پس یہ بال کتروانا حضرت ﷺ کا عمرے میں تھا۔ (فتح)

بَابُ تَقْصِيْرِ الْمُتَمَتِّعِ بَعْدَ الْعُمْرَةِ

تمتع کرنے والے کا عمرہ ادا کرنے کے بعد بال کتروانا یعنی اس سے حلال ہونے کے وقت

۱۶۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَّطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحِلُّوْا وَيَحْلِقُوْا أَوْ يُقَصِّرُوْا.

۱۶۱۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مکے میں تشریف لائے یعنی دن حجۃ الوداع کے تو اپنے اصحاب کو حکم فرمایا یہ کہ خانے کعبے کا طواف کریں اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑیں اور پھر حلال ہو جائیں اور سر منڈوائیں یا بال کتروائیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ متمتع کو اختیار ہے کہ عمرہ ادا کرنے کے بعد خواہ حلق کرے یا بال کتروائے اور وہ اس تفصیل سے ہے جو ہم نے پہلے بیان کی کہ اگر بال لمبے ہوں تو حلق افضل ہے نہیں تو بال کتروانے افضل ہیں تاکہ حلق حج میں واقع ہو۔ (فتح)

بَابُ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

قربانی کے دن طواف زیارت کرنے کا بیان

فائدہ: یہ طواف فرض ہے اور اس کو طواف افاضہ اور طواف صدر اور طواف رکن بھی کہتے ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَخَّرَ النَّبِيُّ

ابو زبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت ﷺ نے طواف زیارت کو نحر کے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَارَةَ إِلَى اللَّيْلِ

دن رات تک تاخیر کیا

فائدہ: یعنی جائز رکھا تاخیر طواف زیارت کو رات تک یعنی اس کو رات تک تاخیر کرنا جائز ہے یا تو سب کے لیے یا صرف عورتوں کے لیے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے طواف زیارت نحر کے دن کیا پھر مکے میں یا منیٰ میں نماز پڑھی اور طیبی نے کہا کہ اول وقت اس کا نزدیک شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے عید کی آدھی رات کے بعد ہے اور دوسروں کے نزدیک بعد نکلنے فجر عید کے دن ہے اور آخر وقت اس کا جب طواف کرے جائز ہے لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے کہ ایام نحر میں ہو اور اگر اس نے تاخیر کیا تو لازم آئے گا اس پر دم یعنی جانور ذبح کرنا (ع) اور فتح الباری میں کہا کہ معنیٰ اس کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے طواف زیارت رات کو کیا اور یہ حدیث مخالف ہے واسطے اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے دن کو طواف زیارت کیا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے بعد ابی حسان کی حدیث اس واسطے بیان کی ہے کہ اس کے ساتھ حدیثوں میں تطبیق دی جائے سو جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نحر کے پہلے دن پر محمول ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث نحر کے باقی دنوں پر محمول ہے یعنی باقی دنوں میں رات کو طواف کرتے تھے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُوْرُ الْبَيْتَ أَيَّامَ مِنًى

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت ﷺ منیٰ کے دنوں میں خانے کعبے کا طواف کرتے تھے

۱۶۱۷۔ وَقَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا ثُمَّ يَقِيْلُ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنًى يَعْنِيْ يَوْمَ النَّحْرِ وَرَفَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ.

۱۶۱۷۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے ایک طواف کیا یعنی طواف زیارت پھر سوئے اور پھر منیٰ میں میں آئے یعنی قربانی کے دن۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ فعل کیا ہے۔

فائدہ: اور یہ نص ہے اس میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قیلولہ کے بعد منیٰ کی طرف رجوع کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکے میں طواف کے واسطے اس سے پہلے گئے ہوں گے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

۱۶۱۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ

۱۶۱۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا سو ہم نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا سو صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا سو حضرت ﷺ نے اس سے صحبت

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَضْنَا يَوْمَ النَّحْرِ فَحَاضَتْ صَفِيَّةُ فَأَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا مَا يُرِيْدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا حَائِضٌ قَالَ حَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اخْرُجُوْا وَيُذْكَرُ عَنِ الْقَاسِمِ وَعُرْوَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَفَاضَتْ صَفِيَّةُ يَوْمَ النَّحْرِ.

کا ارادہ کیا سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ حائضہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے ہم کو روکا اور بیویوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس نے قربانی کے دن طواف زیارت کر لیا تھا فرمایا تو پھر مکے سے نکلو۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا اس سے معلوم ہوا کہ طواف زیارت قربانی کے دن کیا جائے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ إِذَا رَمٰى بَعْدَ مَا أَمْسٰى أَوْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَّذْبَحَ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا

اگر کوئی زوال کے بعد کنکریاں مارے یا قربانی ذبح کرنے کے بعد سر منڈوائے بھول کر یا نادانستہ یعنی نہیں جانتا کہ حلق ذبح کے بعد ہے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں کوئی حکم بیان نہیں کیا کہ درست ہے یا نہیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ حکم ساتھ رفع حرج کے مقید ہے ساتھ جاہل یا بھولنے والے کے پس احتمال ہے کہ یہ حکم انہی دونوں کے ساتھ خاص ہو یا اس طرف اشارہ ہے کہ نفی حرج کے وجوب قضا یا کفارہ کے رفع کو مستلزم نہیں اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے کما سیاتی۔ (فتح)

١٦١٩۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيْمِ وَالتَّأْخِيْرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ.

١٦١٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سے کہا گیا یعنی آپ ﷺ سے پوچھا گیا حکم ذبح اور حلق اور رمی کا اور آگے پیچھے کرنے کا بعض افعال حج کا بعض سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر زوال کے بعد کنکریاں مارے تو اس میں کوئی گناہ نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور بھول اور نادانی کا حدیث میں ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس

طرف کہ اس کے بعض طریق میں ناسی اور جاہل کا ذکر آچکا ہے کما سیاتی بیانہ۔ (فتح)

۱۶۲۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فَيَقُوْلُ لَا حَرَجَ فَسَأَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ وَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ.

۱۶۲۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قربانی کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان حکموں کے بارے میں پوچھے جاتے تھے سو فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں سو ایک مرد نے آپ کو پوچھا کہ میں نے سر منڈوایا پہلے قربانی ذبح کرنے سے فرمایا کہ اب ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا کہ میں نے کنکریاں ماریں بعد زوال کے فرمایا کچھ حرج نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی زوال کے بعد کنکر مارے تو اس میں کچھ حرج نہیں، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ الْفُتْيَا عَلَى الدَّابَّةِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ
منارے کے نزدیک سواری پر فتوی دینے کا بیان

فائدہ: یہ باب کتاب العلم میں پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن اس میں یہ لفظ ہے کہ باب الفتیا وھو واقف علی الدابۃ وغیرھا اور اس قسم کا ایک اور باب بھی گزر چکا ہے اور تینوں بابوں میں صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے اس قسم کے باب اس کتاب میں بہت کم ہیں (فتح) اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تکرار بے فائدہ نہیں بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہے۔ کما ھو بیانہ۔

۱۶۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَجَعَلُوْا يَسْأَلُوْنَهٗ فَقَالَ رَجُلٌ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

۱۶۲۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے سو لوگ آپ سے مسئلے پوچھنے لگے سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ جانتا تھا سو میں نے سر منڈوایا پہلے ذبح کرنے کے فرمایا کہ اب ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا کہ میں نہ جانتا تھا سو میں نے قربانی ذبح کی پہلے کنکریاں مارنے کے فرمایا کہ اب کنکر مار لے اور کچھ حرج نہیں اور نہ پوچھے گئے اس دن کسی چیز سے کہ آگے کی گئی یا پیچھے کی گئی مگر کہ فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مناری کے نزدیک سواری پر فتوی دینا جائز ہے اور اس حدیث کے ایک

طریق میں سواری کا ذکر بھی آچکا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ آپ نے خطبے میں فرمایا تھا جو کہ نحر کے دن مشروع ہے واسطے تعلیم افعال حج کے اور یہ حقیقتاً خطبہ ہے یا مجازاً نہیں اور جمرہ کے پاس کھڑا ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے اس وقت کنکر مارے ہوں پس شاید یہ خطبہ آپ نے طواف زیارت اور منیٰ کی طرف پھرنے کے بعد پڑھا ہوگا اور نحر کے دن کی عبادت بالاتفاق چار چیزیں ہیں اول جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے پھر قربانی ذبح کرنی پھر حلق کرنا یا بال کترانا پھر طواف زیارت کرنا اور سب علماء کا اتفاق ہے اس ترتیب کے مطلوب ہونے پر مگر ابن جہیم نے قارن کو اس سے خاص کیا ہے سو کہا کہ وہ طواف زیارت کے بعد سر منڈوائے اور رد کیا ہے اس پر امام نووی نے ساتھ اجماع کے پھر بعض افعال کے بعض پر مقدم کرنے میں اختلاف ہے سو اجماع ہے سب کا اس پر کہ ایک کا دوسرے پر کافی ہے لیکن بعض جگہ میں جانور کے ذبح کرنے میں اختلاف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور اس سے ثابت نہیں ہے جو ایک کو دوسرے پر مقدم کرے اس پر دم ہے اور یہی قول ہے سعید بن جبیر کا اور قتادہ اور حسن اور نخعی اور اصحاب رائے کا لیکن نخعی اور اصحاب رائے صرف بعض جگہوں میں کہتے ہیں کما سیاتی اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ اور جمہور سلف اور علماء اور فقہاء حدیث کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے اور دم واجب نہیں واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سائل کو کہ کچھ حرج نہیں پس وہ ظاہر ہے اس میں کہ کچھ چیز لازم نہیں نہ گناہ اور نہ فدیہ اس واسطے کہ ضیق کا نام دونوں کو شامل ہے اور طحاوی نے کہا کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کو دوسرے پر مقدم کرنا درست ہے لیکن احتمال ہے کہ نفی حرج سے مراد نفی گناہ ہو یعنی اس فعل میں گناہ نہیں اور وہ اسی طرح ہے اس شخص کے لیے جو ناسی ہو یا جاہل اور جو جان بوجھ کر مخالفت کرے تو اس پر فدیہ واجب ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ فدیہ کا واجب ہونا دلیل کا محتاج ہے یعنی اس پر کوئی دلیل نہیں اور اگر فدیہ واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس وقت بیان فرماتے اس واسطے کہ وہ حاجت کا وقت تھا اور حاجت کے وقت سے تاخیر بیان کی جائز نہیں اور طبری نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرج کو ساقط نہیں کیا مگر کہ فعل کو جائز رکھا اس واسطے کہ اگر کافی نہ ہوتا تو اس کو دوہرانے کا حکم فرماتے اس واسطے کہ جاہل اور نسیان نہیں دور کرتے مرد سے حکم کو جو اس کو حج میں لازم ہو جیسا کہ اگر کوئی رمی وغیرہ کو ترک کرے اس واسطے کہ نہیں گنہگار ہوتا ساتھ ترک اس کی نادانی سے یا بھول کر لیکن واجب ہوتا ہے اس پر اعادہ اور عجب ہے اس شخص سے کہ نفی حرج سے فقط نفی اسم مراد لیتا ہے پھر خاص کرتا ہے اس کو ساتھ بعض امور کے سوائے بعض کے پس اگر ترتیب واجب ہو کہ اس کے ترک سے دم واجب آتا ہو تو پھر چاہیے کہ سب میں واجب ہو پس کیا وجہ ہے تخصیص بعض کی سوائے بعض کے باوجود یہ کہ شارع نے سب کو نفی حرج کے ساتھ عام حکم کیا ہے اور اس پر حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جو اوپر گزر چکا ہے کہ جو کسی چیز کو مقدم موخر کرے اس پر دم ہے اور وہ ایک راوی ہے حدیث لاحرج کا سو اس سے معلوم ہوا کہ نفی حرج سے فقط نفی گناہ ہے اور اس کا

جواب یہ ہے کہ یہ قول ضعیف ہے اور یہ تقدیر صحت جو اس قول کے ساتھ دلیل پکڑی اس کو لازم آتا ہے کہ واجب کہے دم کو ہر چیز میں چار چیزوں مذکورہ سے خاص کرے اس کو ساتھ حلق کے قبل ذبح کے یا قبل رمی کے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رمی اور ذبح پر حلق کا مقدم کرنا منع ہے اس واسطے کہ اس وقت ہوگا پہلے وجود دو تحللوں کے اور واسطے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہے قول مانند اس کی اور یہ دونوں قول اس پر مبنی ہیں کہ حلق عبادت ہے یا حرام کا حلال کرنا ہے پس اگر ہم کہیں کہ وہ ایک عبادت ہے تو حلق کا رمی وغیرہ پر مقدم کرنا درست ہوگا اس واسطے کہ وہ اسباب تحلل سے ہوگا اور اگر ہم کہیں کہ حرام کا حلال کرنا ہے تو نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ایک چیز کی عبادت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اسباب حلال ہونے کے سے ہو اس واسطے کہ نسک وہ ہے کہ اس پر ثواب ملے اور یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ ان کے نزدیک حلق نسک ہے اور کہتے ہیں کہ رمی پر مقدم نہ کیا جائے اور اوزاعی نے کہا کہ اگر رمی سے پہلے طواف زیارت کرے تو جانور ذبح کرے اور نخعی وغیرہ کا یہ قول ہے کہ ذبح سب چیزوں پر مقدم کیا جائے واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہ منڈوائے سر اپنے یہاں تک کہ پہنچے ہدی اپنے حلال ہونے کی جگہ پر پس جو کوئی ذبح سے پہلے سر منڈوائے وہ جانور ذبح کرے اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد پہنچنا اس کا ہے اس جگہ کہ اس کا ذبح ہونا وہاں درست ہے اور وہ حاصل ہو چکا ہے اور اگر **حتی تبلغ الهدی محله** کے بدلے **لا تحلقوا حتی تنحروا** ہوتا تو اس کا مطب پورا ہوتا اور جو اس حدیث میں آیا ہے کہ اس مرد نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا تو اس سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ یہ رخصت خاص ہے ساتھ ناسی اور جاہل کے نہ اس کے واسطے جو جان بوجھ کر آگے پیچھے کرے یہی منقول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور بعض شافعیہ نے اس کو یہ جواب دیا ہے کہ اگر ترتیب واجب نہ ہوتی تو پھر بھول چوک سے ساقط نہ ہوتی جیسا کہ سعی اور طواف کے درمیان ترتیب واجب ہے اس واسطے کہ اگر طواف سے پہلے سعی کرے تو واجب ہے دوہرانا سعی کا اور جو اسامہ کی حدیث میں واقع ہے تو وہ محمول ہے اس شخص پر کہ طواف قدوم کے بعد سعی کرے پھر طواف زیارت کرے اس واسطے کہ اس پر صادق آتا ہے کہ اس نے طواف سے پہلے سعی کی یعنی طواف رکن ہے اور نہیں قائل ہوا ساتھ حدیث اسامہ کے کوئی مگر احمد رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ پس وہ کہتے ہیں کہ اگر حاجی طواف قدوم وغیرہ نہ کرے اور طواف زیارت سے پہلے سعی کرے تو اس کو کفایت کرتی ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول دلیل کی رو سے قوی ہے یعنی یہ حکم خاص ہے ساتھ جاہل اور ناسی کے اس واسطے کہ دلیل دلالت کرتی ہے اس پر کہ حج کے احکام میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری واجب ہے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ سیکھو مجھ سے طریقے حج اپنے کے اور یہ حدیثیں رخصت دیتی ہیں بیچ مقدم کرنے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس سے تاخیر اس کی اور تحقیق مقرون کی گئی ہے ساتھ قول سائل کے کہ میں نہیں جانتا تھا پس خاص ہوگا اس حالت کے اور عمد کی حالت میں وجو

ب اتباع باقی رہے گا اور نیز جب حکم ایک ایسی صفت پر مرتب ہو کہ اس کا اعتبار کرنا ممکن ہو تو نہیں جائز ہے پھینکنا اس کا اور نہیں شک ہے اس میں کہ عدم شعور ایک وصف ہے مناسب ہے واسطے عدم مواخذ کے اور معلق کیا گیا ہے ساتھ اس کے حکم پس نہیں ممکن پھینکنا ساتھ الحاق عمد کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ اس کے مساوی نہیں اور راوی کا یہ قول کہ نہ پوچھے گئے حضرت ﷺ کسی چیز سے الخ تو یہ مطلق ہے بہ نسبت حال سائل کے اور مطلق بعینہ کسی خاص فرد پر دلالت نہیں کرتا پس نہ باقی رہے گا حجت حالت عمد میں۔ (فتح)

١٦٢٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ وَأَشْبَاهَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

١٦٢٢۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حاضر ہوئے حضرت ﷺ کے پاس اس حال میں کہ حضرت ﷺ قربانی کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے سو ایک مرد آپ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ میں جانتا تھا کہ فلاں امر فلاں سے پہلے ہے یعنی ذبح رمی سے پہلے ہے سو پہلے نے کہا کہ میں نے سر منڈوایا پہلے ذبح کرنے کے یعنی جیسا کہ مجھ کو معلوم تھا اور دوسرے نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کی پہلے کنکر مارنے کے اور لوگوں نے بھی اس کی مانند کہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ گناہ نہیں ان سب امروں کے واسطے آپ ﷺ نے یہی فرمایا۔

فائدہ: مجموع ان حدیثوں سے کچھ صورتیں ثابت ہوتی ہیں اور کچھ صورتیں راویوں نے ذکر نہیں کیں یا تو واسطے اختصار کے اور یا واسطے نہ واقع ہونے کے اور تقسیم کی یہ سب صورتیں چوبیس تک پہنچتی ہیں ان میں سے ایک صورت متفق علیہا ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ حاجت کے واسطے سواری پر بیٹھنا درست ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کے افعال کی تابعداری کرنا واجب ہے کہ جن لوگوں نے خلاف کیا تھا جب انہوں نے جانا تو آپ سے پوچھا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے استدلال کیا ہے اس پر کہ اگر کوئی کسی چیز پر قسم کھائے پھر بھول کر اس کو کرے تو اس پر کوئی تاوان نہیں۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر کھڑے ہوئے پس ذکر کی ساری حدیث۔

شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ عِیْسَى بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَتِهٖ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ

بَابُ الْخُطْبَةِ أَيَّامَ مِنًى
منیٰ کے دنوں میں خطبہ پڑھنے کا بیان

فائدہ: یعنی جائز ہے بخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز نہیں اور باب کی حدیثیں اس میں صریح ہیں مگر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ اس میں تقیید خطبہ کی ہے ساتھ عرفات کے اور جواب دیا ہے اس سے ابن منیر نے کما سیاتی اور منیٰ کے دن چار ہیں ایک دن قربانی کا یعنی دسویں ذی الحجہ کا اور تین دن بعد اسکے یعنی گیارھویں، بارھویں، تیرھویں اور حدیثوں میں قربانی کے دن کے سوا اور کسی دن کی تصریح نہیں سو شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ باب کی حدیثوں کے بعض طریق میں تشریق کے دنوں کا ذکر موجود ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے اور اسی طرح ابو داود میں بھی ایام تشریق کی تصریح آچکی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قربانی کے دن حاجیوں کے واسطے خطبہ نہیں اور جو حدیث میں مذکور ہے وہ بطور عام نصیحتوں کے ہے نہ یہ کہ وہ حج کی نشانیوں میں سے ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا یہ کہ بیان کرے کہ راوی نے اس کا نام خطبہ رکھا جیسا کہ عرفات کے خطبے کا نام خطبہ رکھا اور عرفات کے خطبے پر سب کا اتفاق ہے تو گویا کہ اس نے مختلف فیہ کو متفق علیہ کے ساتھ ملحق کیا۔ (فتح)

١٦٢٢۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَیُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا يَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَیُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَیُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ

١٦٢٣۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید قربانی کے دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ اے لوگو یہ کون سا دن ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ دن حرام ہے یعنی اس میں کسی طرح کی زیادتی کرنی درست نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے لوگوں نے کہا کہ یہ شہر حرام ہے یعنی مکہ کہ اس میں کسی طرح کی زیادتی درست نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے لوگوں نے کہا کہ یہ مہینہ حرام ہے یعنی ذوالحجہ فرمایا کہ بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تم پر

دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فَأَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهٗ إِلٰى أُمَّتِهٖ فَلْيُبْلِغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کی حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہاری بستی میں یعنی جیسے کے میں اور ذوالحجہ کے مہینے میں عرفہ کا دن حرام ہے اس میں کسی طرح کی زیادتی درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو حرام جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق خون کرنا اور مال کا چھیننا درست نہیں سو حضرت ﷺ نے یہ کلمہ کئی بار دوہرایا پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ الٰہی کیا میں نے تیرا حکم پہنچایا الٰہی کیا میں نے تیرا حکم پہنچایا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بے شک وصیت ہے حضرت ﷺ کی طرف اپنی امت کے اور وہ یہ ہے کہ اور چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں نہ پلٹ جانا پیچھے میرے کافر ہو کر کہ بعض تمہارا بعض کی گردن مارے یعنی خون کو حلال جانے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ذوالحجہ کے چھ دن پے در پے ہیں کہ ان کے واسطے نام ہیں آٹھویں کا نام یوم الترویہ ہے اور نویں کا نام عرفہ ہے اور دسویں کا نام یوم نحر ہے اور گیارھویں کا نام قر ہے اور بارھویں کا نام نفر اول ہے اور تیرھویں کا نام نفر ثانی ہے۔ (فتح)

١٦٢٤۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ تَابَعَهٗ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو.

۱۶۲۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا عرفات میں خطبہ پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات میں خطبہ پڑھنا سنت ہے اور یوم نحر کا خطبہ اس کے ساتھ ملحق ہے۔

١٦٢٥۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ

۱۶۲۵۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قربانی کے دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن

قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ وَرَجُلٌ اَفْضَلُ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَیْسَ یَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ اَلَیْسَ ذُو الْحَجَّةِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَیْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاِنَّ دِمَآئَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا اِلٰی یَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں سو آپ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے سوا اس کا کچھ اور نام رکھیں گے فرمایا کیا قربانی کا دن نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں سو آپ نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ نام رکھیں گے اس کا ساتھ غیر نام اس کے کے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ تر جانتے ہیں سو آپ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے سوا اس کا اور نام رکھیں گے فرمایا کہ کیا یہ شہر حرام نہیں؟ یعنی مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا سو بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہے تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں اس دن تک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی قیامت تک اس کی حرمت باقی ہے خبردار! کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچایا لوگوں نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی گواہ رہنا اور چاہیے کہ پہنچائے حاضر غائب کو اس واسطے کہ بہت پہنچایا گیا زیادہ تر یاد رکھنے والا سننے والے سے سو نہ پلٹ جانا پیچھے وفات میری کے کافر ہو کر کہ بعض تمہارا بعض کی گردن مارے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نحر کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر جواز اٹھانے حدیث کے اسکو جو اس کے معنی نہ سمجھے اور نہ فقہ اس کی جب ضبط کرے جو چیز کہ بیان کیا جائے اور جائز ہے اس کو اہل علم کہنا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک تو علم کا پہنچانا فرض کفایہ ہے اور کبھی بعض لوگوں کے حق میں متعین ہوتا ہے اور یہ کہ جائز ہے بیان کرنا مثل کا اور الحاق کرنا نظیر کا

ساتھ نظیر کے تا کہ سننے والے کو خوب ظاہر ہو اور حرمت دم اور مال اور عرض کو حرمت یوم اور شہر اور مہینے کے ساتھ تشبیہ اس واسطے دی کہ مخاطب لوگ اس کی حرمت کو ہتک کرنا جائز نہ رکھتے تھے بلکہ اس کے فاعل پر سخت عیب کرتے تھے اور اس حدیث میں ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے جواب میں کہا کہ اللہ ورسولہ اعلم اور دوسری حدیث میں آیا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ قربانی کا دن سوان میں تطبیق اس طور سے ہے کہ تفویض کی پھر جب آپ نے سکوت فرمایا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے مطلوب کے ساتھ جواب دیا۔ (فتح) یا آپ نے دوبارہ پوچھا ہوگا پہلی بار لوگوں نے اللہ کی طرف تفویض کی اور دوسری بار اصل جواب دیا۔

١٦٢٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَقَالَ فَإِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا وَقَالَ هِشَامُ بْنُ الْغَازِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ حَجَّ بِهٰذَا وَقَالَ هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ وَوَدَّعَ النَّاسَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ حَجَّةُ الْوَدَاعِ.

١٦٢٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ دیا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہیں؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں فرمایا کہ بے شک یہ دن حرام ہے کیا تم جانتے ہو کہ یہ شہر کون سا ہے؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں فرمایا یہ شہر حرام ہے یعنی مکہ کہ اس میں لڑائی وغیرہ حرام ہے پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں فرمایا کہ یہ مہینہ حرام ہے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیے تم پر تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہے تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اس حج میں جس کو آپ نے کہا اس حال میں کہ ملتبس تھے ساتھ ان کلموں کے اور فرمایا کہ یہ دن حج اکبر کا ہے یعنی قربانی کا دن حج اکبر ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے کہ الٰہی گواہ رہنا اور لوگوں کو وداع کیا سو لوگوں نے کہا کہ یہ حج وداع کا ہے یعنی مشہور ہونا اس حج کو ساتھ حج وداع کے اسی سبب سے ہے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے اور یہی قول امام شافعی رحمہ اللہ اور اس کے تابعداروں کا اور حنفیہ اور مالکیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے کہتے ہیں کہ حج کے تین خطبے ہیں ایک ساتویں ذوالحجہ کو اور ایک عرفہ کے دن اور ایک گیارہویں کو منیٰ میں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے مگر یہ کہ اس نے ثانی نحر کے بدلے ثالث نحر کا دن کہا ہے یعنی بارہویں کو اس واسطے کہ وہ دن اول نفر کا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے چوتھا خطبہ قربانی کے دن زیادہ کیا اور کہا کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہے تا کہ اس دن کے عمل رمی اور ذبح اور حلق اور طواف سیکھیں اور طحاوی نے امام شافعی رحمہ اللہ پر اعتراض کیا ہے کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا حج کے متعلق نہیں اس واسطے کہ اس میں حج کا کوئی کام ذکر نہیں ہوا اس میں تو صرف عام وصیتیں مذکور ہیں اور یہ بات کسی نے نقل نہیں کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کوئی چیز قربانی کے دن کے متعلق سکھائی ہو تو ہم نے معلوم کیا کہ وہ خطبہ کے لیے نہ تھا اور ابن قصار نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ صرف اس لیے کیا تھا تا کہ تبلیغ کریں اس چیز کا کہ ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واسطے کثرت خلق کے کہ دنیا کے پرلے کناروں سے جمع ہوئے تھے سو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس نے گمان کیا کہ آپ خطبہ پڑھتے ہیں اور یہ جو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہے تا کہ اسباب حلال ہونے کے جو مذکور ہیں سیکھیں تو یہ بات متعین نہیں اس واسطے کہ ممکن ہے کہ امام ان کو وہ احکام عرفہ کے دن سکھا دے اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مذکورہ میں تنبیہ کی اس پر کہ قربانی کا دن بڑی تعظیم والا ہے اور ذوالحجہ کا مہینہ بھی بڑی تعظیم والا ہے اور مکہ معظمہ بھی بڑی تعظیم والا ہے اور اصحاب مذکور نے اس کا نام خطبہ رکھا ہے سو ان کے غیر کی تاویل کی طرف التفات نہ کیا جائے گا اور یہ جو ابن قصار نے کہا کہ عرفہ کے دن لوگوں کو یہ احکام سکھانے ممکن ہیں تو اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ وہ گیارہویں کو خطبہ جائز رکھتا ہے اور حالانکہ ممکن تھا کہ یہ احکام ان کو عرفہ کے دن سکھائے جاتے بلکہ ممکن تھا کہ تمام حج کے اعمال آٹھویں کو سکھائے جاتے لیکن چونکہ ہر دن کے اعمال جدا جدا تھے تو مشروع ہوئے تجدید تعلیم کے باعتبار تجدید اسباب کے اور بے شک زہری نے بیان کیا ہے اور حالانکہ وہ اپنے زمانہ کا عالم ہے کہ قربانی کے دن کا خطبہ گیارہویں کو نقل کیا گیا اور یہ کام بنی امیہ کے امیروں کا ہے یعنی سنت یہ ہے کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھا جائے نہ گیارہویں کو لیکن امیر مشغول ہوئے اور اس کو گیارہویں کے دن میں نقل کیا اور یہ جو طحاوی نے کہا کہ منقول نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حلال ہونے کے اسباب میں سے کوئی چیز سکھائی ہو تو یہ اس کی نفی نہیں کرتا کہ نفس الامر میں اس سے کوئی چیز واقع ہوئی ہو بلکہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ثابت ہو چکا ہے **کما تقدم فی الباب الذی قبلہ** کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ قربانی کے دن خطبہ پڑھتے تھے اور اس میں ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض افعال حج کے بعض پر مقدم کرنے سے پوچھے گئے پھر طحاوی کو کس طرح جائز ہے کہ اس کی مطلق نفی کرے باوجود یہ کہ اس

نے خود عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے اور نیز ایک روایت میں ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت لوگوں سے کہا کہ سیکھو مجھ سے احکام حج اپنے کے اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے لوگوں کو وعظ کیا تھا پھر ان کو تعلیم میں حوالہ دیا کہ میرے افعال سیکھو اور نیز طحاوی کی تاویل کو رد کرتی ہے یہ بات کہ آپ نے یہ خطبہ بعینہ عرفہ کے دن پڑھا جیسا کہ ابن ماجہ وغیرہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن فرمایا اس حال میں کہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ آخر حدیث تک یعنی پس اگر یہ خطبہ جائز نہیں تو عرفہ کا خطبہ بھی جائز نہیں (فتح) اور اس باب میں ان حدیثوں کے سوائے اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے بھی حدیثیں ثابت ہو چکی ہیں جن میں صریح موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن میں خطبہ پڑھا جو کہ فتح الباری میں مذکور ہے۔

بَابُ هَلْ يَبِيْتُ أَصْحَابُ السِّقَايَةِ أَوْ غَيْرُهُمْ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى

کیا اصحاب سقایہ (جو مکہ میں پانی پلاتے ہیں وغیرہ) منیٰ کی راتوں کو مکے میں رہیں یا نہیں

فائدہ: اس کا جواب حدیثوں میں موجود ہے کہ سقایتی اور غیرہم سے مراد وہ شخص ہے کہ اس کو عذر ہو بیماری یا شغل سے مانند لکڑیوں والوں اور چرواہوں سے۔ (فتح)

۱۶۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ

۱۶۲۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تا کہ منیٰ کی راتوں میں مکے میں رہیں واسطے خدمت سبیل اپنی کے یعنی تا کہ لوگوں کو پانی پلائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی۔

أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ
وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ وَأَبُوْ ضَمْرَةَ.

فائدہ: طواف زیارت کے بعد زمزم کا پانی پینا مستحب ہے اس زمانے میں کتنے حوض زم زم کے پانی سے بھرے رہتے تھے اور حضرت ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ اس کے داروغہ تھے اور ان کے نائب کئی تھے لوگوں کو پانی پلاتے تھے جن راتوں میں کہ منیٰ میں رہتے ہیں یعنی گیارہویں بارہویں تیرہویں کو ان میں عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی کہ اگر حکم ہو تو میں مکے میں رہوں واسطے خدمت پانی پلانے کے حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اس سے معلوم ہوا کہ منیٰ میں رات کو رہنا یعنی راتوں معلوم میں واجب ہے اور وہ حج کی عبادتوں میں سے ہے اس واسطے کہ تعبیر ساتھ رخصت کے تقاضہ کرتی ہے اس کو کہ اس کا مقابل واجب ہے اور اذن علت مذکورہ کے واسطے واقع ہوا ہے اور اگر علت مذکورہ نہ پائی جائے تو اجازت حاصل نہ ہوگی اور یہی قول ہے جمہور کا کہ منیٰ میں رات کو رہنا واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہے اور یہی ایک قول ہے امام احمد رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ کا اور دم کا واجب ہونا مبنی ہے اس اختلاف پر اور نہیں حاصل ہوتا رات رہنا مگر ساتھ اکثر رات کے یعنی اور اگر آدھی رات سے کم رہے تو یہ معتبر نہیں پھر بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی آل بھی ان میں داخل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی قوم بھی اس میں داخل ہے اور وہ بنی ہاشم ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جو سقایہ کا محتاج ہو اس کو درست ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم عباس رضی اللہ عنہ کے سقایہ کے ساتھ خاص ہے یہاں تک کہ اگر کسی غیر کے واسطے سقایہ بنایا جائے تو اس کے مالک کو اس کے واسطے مکے میں رات رہنے کی اجازت نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے اور یہی قول صحیح ہے دونوں جگہوں میں اور اس کی علت تیار کرنا پانی کا ہے واسطے پینے والوں کے اور کیا یہ حکم صرف پانی کے ساتھ خاص ہے یا ملحق ہے ساتھ اس کے جو اسکے معنی میں ہے مانند کھانے وغیرہ کی یہ محل احتمال کا ہے اور یقین کیا ہے شافعیہ نے ساتھ لاحق کرنے اس شخص کے جس کے پاس مال ہو اور اس کے تلف ہونے کا خوف کرتا ہے یا کسی کام کے فوت ہونے کا خوف کرتا ہے یا بیمار ہو اور اس کی خبر گیری کرتا ہے ساتھ اہل سقایہ کے جیسا کہ جزم کیا ہے جمہور نے ساتھ لاحق کرنے چرواہوں کے فقط اور یہی قول ہے احمد رحمہ اللہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے یعنی یہ حکم خاص ہے ساتھ اہل سقایہ اور چرواہوں کے اور مشہور احمد رحمہ اللہ سے یہ قول ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ خاص ہیں ساتھ اس حکم کے اور اس پر اختصار کیا ہے صاحب مغنی نے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ واجب ہے دم مذکورات میں سوائے چرواہوں کے کہتے ہیں کہ جو بے عذر منی میں رات نہ رہے واجب ہے اس پر دم ہر رات سے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہر رات کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر رات کے بدلے ایک درہم خیرات کرے اور تین راتوں کے بدلے دم ہے اور یہی ایک

روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی چیز واجب نہیں اور یہی قول مشہور ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور اس حدیث میں اذن لینا ہے امیروں اور بڑے لوگوں سے اس چیز میں کہ عارض ہو مصالح اور احکام سے اور یہ کہ مصلحت کے وقت اس کو اذن دیا جائے۔ (فتح)

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ
کنکر پھینکنے کا بیان

فائدہ: یعنی اس کے وقت کا یا اس کے حکم کا اور ہمیں اس میں اختلاف ہے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اگر ترک کرے تو اس کا قصور دم سے پورا ہو جاتا ہے اور مالکیہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے پس ان کے نزدیک بھی پورا ہو جائے گا اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے رکن ہیں ان کے ترک سے حج باطل ہو جاتا ہے اور اس کے مقابل ان کے بعض کا قول ہے کہ وہ تو صرف تکبیر کی حفاظت کے واسطے مشروع ہے اور اگر اس کو ترک کرے اور تکبیر کہے تو یہ کافی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ جَابِرٌ رَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَرَمَى بَعْدَ ذٰلِكَ بَعْدَ الزَّوَالِ.

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کنکریاں ماریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن نحر کے چاشت کے وقت اور قربانی کے دن بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے بعد کنکر مارے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی قربانی کے دن چاشت کے وقت کنکر مارے اور اس کے بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے بعد کنکر مارے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور وقت اس کا زوال سے غروب آفتاب تک ہے اور مستحب یہ ہے کہ ظہر کی نماز سے پہلے کنکر پھینکے۔

۱۶۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَتٰى أَرْمِي الْجِمَارَ قَالَ إِذَا رَمٰى إِمَامُكَ فَارْمِهْ فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ قَالَ كُنَّا نَتَحَيَّنُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا.

۱۶۲۸۔ وبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں مناروں پر کب کنکریاں پھینکوں۔

فائدہ: یعنی گیارہویں بارہویں ذوالحجہ کو فرمایا کہ جب تیرا امام پھینکے یعنی جو حج کا امیر ہے تو اس وقت پھینک یعنی رمی میں اس کی پیروی کر کہ وہ بہ نسبت تیری زیادہ جانتا ہے وقت رمی کو سو میں ان سے پھر یہ مسئلہ پوچھا یعنی میں نے رمی کے وقت کی تحقیق چاہی سو فرمایا کہ ہم انتظار کیا کرتے تھے یعنی وقت رمی کا سو جب دوپہر ڈھلتی تو ہم رمی کرتے تھے یعنی کنکر پھینکتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی کے بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے پیچھے کنکر مارے اور یہی قول ہے جمہور کا اور عطاء اور طاؤس نے کہا کہ زوال سے پہلے کنکر مارنے مطلق درست

نہیں اور حنفیہ نے اجازت دی ہے اس میں کہ نفر کے دن زوال سے پہلے کنکر مارنے درست ہیں اور اسحاق نے کہا کہ اگر زوال سے پہلے کنکر مارے تو دوہرائے مگر تشریق کے تیسرے دن میں زوال سے پہلے کافی ہے۔ (فتح)

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِىْ
نالے کے اندر سے کنکر مارنے کا بیان

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف رد کرنے اس چیز کے جو ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ مناروں کو کنکر مارتے تھے تو بلند ہوتے تھے لیکن اس کے اور باب کی حدیث کے درمیان جمع کرنا ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ جس کو نالے کے اندر سے کنکر مارے جاتے ہیں وہ جمرہ عقبہ ہے اس واسطے کہ وہ نالے کے نزدیک ہے بخلاف دونوں اخیر جمروں کے یعنی ان کو اوپر کی طرف کنکر مارے جاتے ہیں۔ (فتح)

١٦٢٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِىْ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ وَالَّذِىْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهٗ هٰذَا مَقَامُ الَّذِىْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهٰذَا.

١٦٢٩۔ عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نالے کے اندر سے کنکر مارے سو میں نے کہا کہ اے ابا عبدالرحمٰن (یہ کنیت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کی بے شک لوگ نالے کے اوپر سے جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے ہیں سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ اس کے سوا کوئی لائق بندگی کے نہیں یہ جگہ اس شخص کے کھڑے ہونے کی ہے جس پر سورہ بقرہ اتری یعنی حضرت ﷺ کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمرہ عقبہ کو نالے کے اندر سے کنکر مارے جائیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ
مناروں پر سات سات کنکر مارنے کا بیان

ذَكَرَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی سات سات بار کنکر مارنے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے روایت کیا ہے

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی اور ترجمہ میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس چیز کی کہ قتادہ رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نہیں پرواہ کرتا کہ مناروں پر چھ کنکر ماروں یا سات اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے انکار کیا۔ (فتح)

١٦٣٠۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ

١٦٣٠۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جمرہ کبریٰ کے پاس پہنچے جس کو جمرہ عقبہ بھی کہتے ہیں اور تینوں جمروں سے

الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ انْتَهٰى إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهِ وَرَمٰى بِسَبْعٍ وَقَالَ هٰكَذَا رَمَى الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اخیر ہے خانے کعبے کو اپنے بائیں کیا اور منیٰ کو اپنے دائیں کیا اور سات کنکر مارے اور کہا کہ اسی طرح کنکر مارے ہیں اس نے جس پر سورہ بقرہ اتری یعنی حضرت ﷺ نے ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی مناروں پر سات سات کنکر مارے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس میں اختلاف ہے مجاہد سے روایت ہے کہ جو چھ کنکر مارے اس کو کوئی چیز نہیں لیکن کوئی خیرات کرے اور مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو سات سے کم کنکر مارے تو اس کا تدارک فوت ہو جاتا ہے پورا کرے اس کو ساتھ خون کے اور شافعیہ سے ہے کہ ہر کنکر کے ترک میں ایک مد اناج دے اور دو کے بدلے دو دے اور تین میں تین اور تین سے زیادہ میں دم ہے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ اگر تینوں مناروں کے نصف سے کم ترک کرے تو ایک صاع اناج دے نہیں تو دم ہے۔

بَابُ مَنْ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ

اگر کوئی جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اور خانے کعبے کو اپنے بائیں کرے تو جائز ہے

۱۶۳۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَآهُ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْكُبْرٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَقَامُ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ.

۱۶۳۱۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے جمرہ عقبہ کو سات کنکر مارے سو خانے کعبے کو اپنے بائیں کیا اور منیٰ کو اپنے دائیں کیا پھر کہا کہ یہ جگہ ہے اس شخص کے کھڑے ہونے کی جس پر سورہ بقرہ اتری۔

فائدہ: کہتے ہیں یہ صورت مندوب ہے جمرہ عقبہ کی رمی میں قربانی کے دن لیکن تشریق کے دنوں میں پس نالے کے اوپر سے کنکر مارے اور جمرہ عقبہ اور جمروں سے چار چیزوں کے ساتھ ممتاز ہے ایک یہ کہ یہ مخصوص ہے ساتھ دن نحر کے دوم یہ کہ اس کی رمی چاشت کے وقت ہے سوم یہ کہ نالے کے اندر سے ہے چہارم یہ کہ اس کے پاس نہیں ٹھہرتے اور دعا نہیں کرتے ہیں بخلاف دوسرے جمروں کے کہ ان کے پاس بہت دیر تک کھڑے رہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور جمرہ عقبہ کو جمرہ کبریٰ بھی کہتے ہیں اور وہ منیٰ میں داخل نہیں بلکہ وہ حد ہے منیٰ کی کعبے کی

طرف سے اور اس جگہ حضرت ﷺ سے انصار نے بیعت کی تھی ہجرت پر اور جمرہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت پتھر جمع ہوں نام رکھا گیا اس کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہاں لوگ جمع ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو شیطان پیش آیا تو انہوں نے اس کو کنکر مارا تو اس نے ان کے آگے جلدی کی۔ (فتح)

بَابُ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے یعنی روایت کی یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے

۱۶۳۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ السُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا آلُ عِمْرَانَ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا النِّسَآءُ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِيْنَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ حَتّٰى إِذَا حَاذَى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا فَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هَا هُنَا وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ قَامَ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۶۳۲۔ اعمش سے روایت ہے کہ میں نے حجاج بن یوسف (ایک ظالم مشہور کا نام ہے) سے سنا کہ منبر پر کہتا تھا کہ وہ سورہ کہ ذکر کی جاتی ہے اس میں بقرہ اور وہ سورہ کہ ذکر کی جاتی ہے اس میں آل عمران اور وہ سورہ کہ ذکر کی جاتی ہے اس میں نساء یعنی سورہ کو بقرہ وغیرہ کی طرف اضافت اور نسبت کرنے کو جائز نہ رکھتا تھا سو میں نے یہ قول اس کا ابراہیم نخعی سے ذکر کیا یعنی واسطے طلب صواب کے سو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرحمٰن بن یزید نے کہ وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب کہ اس نے جمرہ عقبہ کو کنکر مارے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نالے کے اندر آئے یہاں تک کہ جب درخت کے مقابل ہوئے یعنی جو کہ پہلے وہاں تھا تو اس کے پاس چوڑائی کی طرف سے آئے اور اس کے برابر ہوئے سو سات کنکر مارے اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے تھے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس جگہ سے قسم ہے اس ذات کی کہ اس کے سوائے کوئی لائق عبادت کے نہیں کھڑا ہوا وہ شخص جس پر سورہ بقرہ اتری یعنی اکابر اصحاب سے یہ نسبت ثابت ہے پس حجاج کے قول کا کچھ اعتبار نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرط ہے کہ ہر کنکر جدا جدا مارے واسطے قول اس کے کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے اور عطاء رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ

کہتے ہیں کہ اگر سب کو ایک بار مارے تو یہ بھی کفایت کرتا ہے اور اس میں تکبیر ہے ہر نزدیک کنکر مارنے کے اور اجماع ہے اس پر کہ اگر تکبیر نہ کہے تو اس پر کوئی چیز نہیں اور جمہور کہتے ہیں کہ کنکر مارنے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جمرہ کی طرف منہ کرے اور قبلے کی طرف پیٹھ کرے اور بعض کہتے ہیں کہ قبلے کی طرف منہ کرے اور جمرہ کو دائیں کرے اور اجماع ہے اس پر سب کا کہ جس جگہ سے کنکر مارے درست ہیں برابر ہے کہ اس کو سامنے کرے یا اس کو اپنے دائیں کرے یا اس کو اپنے بائیں کرے یا اس کے اوپر سے کنکر مارے یا نیچے سے یا درمیان سے اور اختلاف افضل ہونے میں ہے (فتح) اور اعمش راوی کی یہ غرض نہیں کہ حجاج سے روایت کرے اور یا نہ حجاج اس کے لائق تھا بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ قصہ حکایت کر کے حجاج کی خطا بیان کرے۔

بَابُ مَنْ رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ

جو جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اس کے پاس کھڑا نہ ہو اس کا بیان

قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت کی یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: یہ حدیث آئندہ باب میں موصول آئے گی۔

بَابُ إِذَا رَمَى الْجَمْرَتَيْنِ يَقُوْمُ وَيُسْهِلُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

یعنی جب دونوں جمروں کو رمی کرے تو قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور نرم زمین میں آئے یعنی نالے میں

١٦٣٣۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يُسْهِلَ فَيَقُوْمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطٰى ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْتَهِلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقُوْمُ طَوِيْلًا ثُمَّ يَرْمِيْ جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ

١٦٣٣۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے وہ رمی کرتے منارے کو جو منیٰ کے نزدیک ہے اور مکے سے دور ہے ساتھ سات کنکروں کے ہر کنکر کے پیچھے تکبیر کہتے تھے پھر آگے بڑھتے یہاں تک کہ نرم زمین میں آتے یعنی نالے کے اندر سو قبلے کے سامنے کھڑے ہوتے سو بہت دیر تک کھڑے رہتے اور دعا کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر جمرہ وسطیٰ کو رمی کرتے پھر اس کے بائیں طرف چلتے اور نرم زمین میں آتے اور قبلے کے سامنے منہ کر کے کھڑے ہوتے پھر دعا کرتے اور ہاتھ اٹھاتے اور بہت دیر تک کھڑے رہتے پھر نالے کے اندر سے جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے پھر پھرتے اور کہتے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

دیکھا کہ اسی طرح کیا کرتے تھے جیسا کہ میں نے کیا۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی واسطے دونوں بابوں کے ظاہر ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ جَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطٰى

جمرہ اولی اور جمرہ وسطی کے پاس ہاتھ اٹھانے کا بیان

فائدہ: جمرات تین ہیں جمرہ اولی اور جمرہ وسطی اور جمرہ عقبہ عید کے دن تو فقط جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے ہیں اور گیارہویں بارھویں اور تیرھویں کو تینوں پر مارتے ہیں اوران پر کنکر مارنے واجب ہیں (ح) اور جمرہ کہتے ہیں منارے کواور وہاں تین منارے مذکور ہیں جن پر کنکریاں مارتے ہیں۔

١٦٣٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ ثُمَّ يُكَبِّرُ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلًا فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْوُسْطٰى كَذٰلِكَ فَيَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلًا فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا وَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

١٦٣٤۔ ترجمہ اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمرہ اولی اور جمرہ وسطی کے پاس ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں وفيه المطابقة للترجمة ابن قدامہ نے کہا کہ میں کسی کو اس مسئلے میں مخالف نہیں جانتا مگر جو امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے ترک رفع یدین سے وقت دعا کے بعد رمی جمار کے سوا ابن منذر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ منارے کے پاس دعا کے

وقت ہاتھ اٹھانے کا کسی نے انکار کیا ہو مگر جو امام مالک رحمہ اللہ سے محکی ہے اور ابن منیر نے اس کو رد کیا ہے ساتھ اس طرح کے کہ اگر ہاتھ اٹھانے سنت ثابت ہوتی تو اہل مدینہ پر پوشیدہ نہ رہتی اور اس نے غفلت کی اس چیز سے کہ روایت کی علماء اہل مدینہ نے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے اپنے زمانے میں اور ان کے بیٹے سالم نے جو فقہاء سبعہ اہل مدینہ میں سے ایک ہے اور اس سے راوی ابن شہاب نے جو مدینہ کا عالم ہے پس اگر یہ لوگ مدینہ کے عالم نہیں تو پھر اور کون ہے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ

پہلے دو مناروں کے نزدیک دعا کرنے کا بیان اور مقدار کا بیان

وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ تَلِيْ مَسْجِدَ مِنًى يَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ثُمَّ تَقَدَّمَ أَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ وَكَانَ يُطِيْلُ الْوُقُوْفَ ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ الْيَسَارِ مِمَّا يَلِي الْوَادِيَ فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ مِثْلَ هٰذَا عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کنکر مارتے جمرہ کو جو مسجد منیٰ کے پاس ہے تو اس کو سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے پھر آگے بڑھتے اور قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور تھے دراز کرتے کھڑے ہونے کو یعنی بہت دیر تک کھڑے ہوتے تھے پھر دوسرے جمرہ کے پاس آتے اور اس کو سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے پھر بائیں طرف اترتے اس جگہ سے جو نالے کے پاس ہے سو قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے اس حال میں کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے پھر اس منارے کے پاس آتے جو عقبہ کے پاس ہے سو اس کو بھی سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے پھر پھرتے اور اس کے پاس کھڑے ہوتے زہری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا مثل اس کی اپنے باپ سے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ کام کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہنی مشروع اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ جو اس کو

ترک کرے اس پر کوئی چیز واجب نہیں مگر ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کھانا کھلائے اور اگر جانور ذبح کرے تو بہت خوب ہے اور اجماع ہے استقبال قبلہ پر بعد رمی کے اور بہت دیر کھڑے رہنے کے اور اندازہ اس کا مقدار پڑھنے سورہ بقرہ کا ہے اور یہ کہ رمی کی جگہ سے دور رہے وقت کھڑے ہونے کے واسطے دعا کے تا کہ اس کو کسی کا کنکر نہ لگے اور یہ کہ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے مشروع ہیں اور یہ کہ جمرہ عقبہ کے پاس دعا نہ کرے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کنکر مارنے والے کا حال مشی اور رکوب میں ذکر نہیں کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جمروں کی طرف چلتے تھے منہ کر کے اور پیٹھ دے کر اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سوار ہوتے تھے مگر ضرورت سے۔ (فتح)

بَابُ الطِّيْبِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ وَالْحَلْقِ قَبْلَ الْإِفَاضَةِ

مناروں پر کنکر مارنے اور سر منڈوانے کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگانے کا بیان

١٦٣٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُوْلُ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ حِيْنَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِيْنَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ يَطُوْفَ وَبَسَطَتْ يَدَيْهَا.

١٦٣٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ان دونوں ہاتھوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی جب کہ آپ نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا یعنی احرام سے پہلے اور آپ کے حلال ہونے کے واسطے جب کہ آپ احرام سے حلال ہوئے پہلے اس سے کہ طواف زیارت کریں اور پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں ہاتھ کھولے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر خوشبو لگانے کی صورت بیان کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمی جمار اور حلق کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگانی درست ہے اس واسطے کہ جب آپ مزدلفہ سے پھرے تو عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھیں اور ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ہمیشہ سوار رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے پس معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگانا رمی کے بعد واقع ہوا ہے لیکن حلق کا طواف زیارت سے پہلے کرنا پس اس واسطے ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرنے سے پھرے تو منی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈوایا اور یہ مسئلہ حدیث باب سے ماخوذ ہے خوشبو ملنے سے اس واسطے کہ خوشبو نہیں لگائی جاتی مگر بعد حلال ہونے کے ساتھ دو امروں کے تین امروں سے رمی اور حلق اور طواف سے سو اگر رمی کے بعد حلق نہ کرتے تو خوشبو نہ لگاتے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ خوشبو وغیرہ احرام کی ممنوع چیزوں کو پہلے تحلل کے بعد جائز رکھتا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اس کو منع کرتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ

طواف وداع کا بیان یعنی جو کہ حج کی سب عبادتوں سے فارغ ہونے کے بعد کرتے ہیں

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ طواف وداع واجب ہے لازم آتا ہے اس کے ترک سے دم صحیح قول پر نزدیک ہمارے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ سنت ہے اس کے ترک سے کوئی چیز نہیں آتی۔ (فتح)

١٦٣٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَآئِضِ.

١٦٣٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم ہوا یہ کہ ہو آخر وقت ان کا ساتھ خانے کعبے کے یعنی طواف کرے مگر یہ کہ وہ موقوف کیا گیا یعنی طواف وداع عورت حائضہ سے۔

فائدہ: اس طواف کو طواف وداع بھی کہتے ہیں اور طواف صدر بھی کہتے ہیں یعنی اس واسطے کہ مکے سے رجوع کے وقت کرتے ہیں اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ طواف وداع واجب ہے اس واسطے کہ اس کے واسطے امر مؤکد وارد ہے اور اس واسطے کہ حائض کے حق میں تخفیف کے ساتھ تعبیر ہوا ہے اور تخفیف نہیں ہوتی امر مؤکد سے۔ (فتح)

١٦٣٧۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ تَابَعَهُ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ خَالِدٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٦٣٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی پھر محصب میں تھوڑا سا سوئے پھر سوار ہو کر خانے کعبے کی طرف گئے اور خانے کعبے کا طواف کیا یعنی طواف وداع۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حاجی طواف وداع کرے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ

اگر طواف زیارت کے بعد عورت کو حیض آئے تو کیا اس پر طواف وداع واجب ہے یا ساقط ہو جاتا ہے اور جب

واجب ہو تو کیا دم سے پورا ہو جاتا ہے یا نہیں؟

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ شہروں کے عام فقہاء کا یہ مذہب ہے کہ نہیں حائض عورت پر (جو طواف زیارت کر چکی ہو) طواف وداع اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حائض پر طواف وداع واجب ہے اگرچہ طواف زیارت کر چکی ہو۔ (فتح)

۱۶۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوْا إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ قَالَ فَلَا إِذًا.

۱۶۳۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کو حائض ہوا سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت ہم کو روکنے والی ہے سو لوگوں نے کہا کہ بے شک اس نے طواف زیارت کر لیا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اب ہم کو روک نہیں سکتی یعنی اس واسطے کہ جو طواف اس پر واجب تھا اس نے وہ کر لیا ہے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے طواف زیارت کیا سو صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے صحبت کا ارادہ کیا سو میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ حائض سے ہے اور یہ مشکل ہے اس واسطے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفیہ رضی اللہ عنہا کا طواف زیارت کرنا معلوم تھا تو آپ نے کیوں نہ فرمایا کہ کیا وہ ہم کو روکنے والی ہے اور اگر آپ کو معلوم نہیں تھا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے صحبت کا ارادہ کیوں کیا پہلی تحلل ثانی کے اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت کا ارادہ نہ کیا تھا مگر بعد اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طواف زیارت کے واسطے اذن چاہا اور آپ نے ان کو اذن دیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ وہ حلال ہو چکی ہے سو جب آپ کو کہا گیا کہ وہ حیض سے ہے تو جائز رکھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہ شاید حیض اس کو پہلے سے واقع ہوا ہو یہاں تک کہ طواف زیارت سے بھی اس کو منع کیا ہو سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات معلوم کرنی چاہی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کروایا کہ اس نے ان کے ساتھ طواف زیارت کر لیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف زائل ہوا (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ طواف وداع معذور سے ساقط ہے جب کہ اس نے طواف زیارت کر لیا ہو۔

وفيه المطابقة للترجمة

۱۶۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ سَأَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ

۱۶۳۹۔ عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی عورت طواف زیارت کرے اور پھر حائض ہو جائے تو وہ نکلے یا نہیں یعنی اپنے وطن کو سو

امْرَاَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ تَنْفِرُ قَالُوْا لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَيْدٍ قَالَ إِذَا قَدِمْتُمُ الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلُوْا فَقَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلُوْا فَكَانَ فِيمَنْ سَأَلُوْا أُمُّ سُلَيْمٍ فَذَكَرَتْ حَدِيْثَ صَفِيَّةَ رَوَاهُ خَالِدٌ وَقَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ وہ عورت نکلے یعنی اپنے وطن کو کوچ کرے اہل مدینہ نے کہا کہ ہم تیرے قول کو نہیں پکڑتے اور زید بن ثابت کا قول نہیں چھوڑتے کہ اس نے کہا وہ عورت نہ کوچ کرے یہاں تک کہ طواف وداع کرے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب تم مدینے میں آؤ تو اہل مدینہ سے یہ مسئلہ پوچھنا سو وہ مدینے میں آئے اور لوگوں سے پوچھا اور جن لوگوں سے انہوں نے پوچھا ان میں ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں سو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی یعنی جو مذکور ہو چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ کوچ کر اور طواف وداع ضروری نہیں ۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ طواف وداع حائض سے ساقط ہے ۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٤٠۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعْدُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ.

١٦٤٠۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عورت حائض طواف زیارت کر لے تو اس کو اجازت ہے کہ وطن کو کوچ کرے طاؤس نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ نہ نکلے کے سے پھر میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے بعد سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو رخصت دی ہے کہ بغیر طواف وداع کے کوچ کریں ۔

١٦٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَطَافَ مَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ نِسَآئِهِ وَأَصْحَابِهِ وَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ

١٦٤١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یعنی سال حجۃ الوداع کے اور نہ گمان کرتے تھے مگر حج کو اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت حج کے مہینوں میں عمرہ جائز نہ سمجھتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں تشریف لائے سو خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور احرام سے حلال نہ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی تھی اور طواف کیا اس نے جو تھا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے اور جس کے ساتھ قربانی نہ تھی

يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَحَاضَتْ هِيَ فَنَسَكْنَا مَنَاسِكَنَا مِنْ حَجِّنَا فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ لَيْلَةَ النَّفْرِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّ أَصْحَابِكَ يَرْجِعُ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ غَيْرِيْ قَالَ مَا كُنْتِ تَطُوْفِيْنَ بِالْبَيْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا قُلْتُ لَا قَالَ فَاخْرُجِيْ مَعَ أَخِيْكِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهِلِّيْ بِعُمْرَةٍ وَمَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَخَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَحَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرٰى حَلْقٰى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا أَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَلَا بَأْسَ انْفِرِيْ فَلَقِيْتُهُ مُصْعِدًا عَلٰى أَهْلِ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ قُلْتُ لَا تَابَعَهُ جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ فِيْ قَوْلِهِ لَا.

وہ احرام سے حلال ہوا سو عائشہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو ہم نے اپنے حج کی سب عبادتیں ادا کیں سو جب محصب کی رات ہوئی یعنی جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محصب میں اترے کہ کوچ کی رات تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب رضی اللہ عنہم حج اور عمرے دونوں کے ساتھ واپس لوٹیں گے اور میں صرف حج کے ساتھ پھروں گی کہ میں نے عمرہ نہیں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جن راتوں میں ہم آئے ہیں تو نے ان میں طواف نہیں کیا میں نے کہا کہ نہیں سو فرمایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم کی طرف جا اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کر اور تیرے وعدے کی جگہ فلاں فلاں ہے کہ وہاں مجھ کو آملو سو میں عبدالرحمٰن کے ساتھ تنعیم کو نکلی سو میں نے عمرے کا احرام باندھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اللہ ہلاک کرے اور زخمی کرے (یہ کلمہ جھڑک کا ہے اس سے بد دعا مراد نہیں) کہ تو ہم کو کوچ سے روکنے والی ہے کیا تو نے قربانی کے دن طواف زیارت نہ کیا تھا اس نے کہا کیوں نہیں تو فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں کوچ کر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ پر اوپر سے آتے تھے اور میں نیچے سے جاتی تھی یا میں اوپر سے جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے سے آتے تھے (یہ شک راوی کا ہے)

فائدہ: نفر کے معنی کوچ کرنے کے ہیں منیٰ سے طرف مدینہ کی ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ طواف زیارت رکن ہے اور یہ کہ طہارت شرط ہے واسطے صحت طواف کے اور یہ کہ طواف وداع واجب ہے۔ کما تقدم

بَابُ مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْأَبْطَحِ

منیٰ سے کوچ کے دن ابطح میں عصر کی نماز پڑھنے کا بیان

فائدہ: ابطح اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں کہ جہاں سنگ ریزے ہوتے ہیں اور اب نام ہے ایک جگہ معین کا متصل منیٰ کے اور اس کو ابطح اور محصب اور خیف بستی کنانہ بھی کہتے ہیں اور حد اس کی دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے مقبری تک۔ (فتح وغیرہ)

١٦٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ.

١٦٤٢۔ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ خبر دی مجھ کو ساتھ اس چیز کے کہ تو نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھویں ذوالحجہ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منیٰ میں پھر میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کے دن یعنی تیرھویں ذوالحجہ کو عصر کی نماز کہاں پڑھی اس نے کہا ابطح میں کر جو تیرے امیر کرتے ہیں یعنی ان کی مخالفت نہ کر کہ باعث فتنہ انگیزی کا ہو اور یہ کہ امر ضروری بھی نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کے دن عصر کی نماز ابطح میں پڑھی۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٤٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُتَعَالِ بْنُ طَالِبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ.

١٦٤٣۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی پھر تھوڑا سا محصب میں سوئے پھر خانے کعبے کی طرف سوار ہوئے اور کعبے کا طواف کیا یعنی طواف وداع۔

فائدہ: یہ حدیث بھی ترجمہ باب میں ظاہر ہے۔

بَابُ الْمُحَصَّبِ

میدان محصب میں اترنے کا بیان کہ اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: ابن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے مستحب ہونے میں اختلاف ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ وہ حج کی عبادتوں میں سے نہیں (فتح)

١٦٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

١٦٤٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہ تھے یہ محصب منزل کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اترتے مگر اس واسطے کہ اس میں

قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلٌ يَنْزِلُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُوْنَ أَسْمَحَ لِخُرُوْجِهٖ يَعْنِيْ بِالْأَبْطَحِ.

اترنا بہت آسان تھا واسطے نکلنے حضرت ﷺ کے یعنی ابطح میں اس لیے اترتے تھے تا کہ وہاں اپنا اسباب چھوڑ جائیں اور مکے میں جا کر طواف وداع کریں پھر جب وہاں سے نکل کر مدینے کو آنے لگیں تو نکلنا آسان ہو یا اس واسطے کہ سب لوگ اس میں جمع ہو جائیں اور برابر ہو اس میں آہستہ چلنے والا اور میانہ چلنے والا اور مدینہ کو سب اکٹھے کوچ کریں۔

۱۶۴۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيْبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۶۴۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محصب میں اترنا کچھ چیز نہیں یعنی حج کی عبادتوں میں سے نہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ تو صرف ایک منزل ہے کہ حضرت ﷺ وہاں اترے یعنی وہاں کا اترنا اتفاقی تھا نہ بطور مسنون کے

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ محصب میں اترنا حج کی عبادتوں میں سے نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن جب حضرت ﷺ وہاں اترے تو وہاں کا اترنا مستحب ہوا واسطے اتباع تقریر حضرت ﷺ کے اور خلفاء نے بھی آپ کے بعد یہ کام کیا ہے اور حاصل یہ کہ جس نے سنت کی نفی کی ہے مانند ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کی مراد یہ ہے کہ یہ حج کی عبادتوں میں داخل نہیں پس اس کے ترک سے کوئی چیز لازم نہیں آتی اور جس نے اس کو ثابت کیا ہے مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تو اس نے داخل کیا ہے اس کو آپ ﷺ کے افعال کی عموم پیروی میں نہ بطور الزام کے اور چاروں نمازوں کا وہاں پڑھنا اور کچھ رات ٹھہرنا مستحب ہے۔ (فتح)

بَابُ النُّزُوْلِ بِذِي طُوًى قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ وَالنُّزُوْلِ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ إِذَا رَجَعَ مِنْ مَّكَّةَ.

مکے میں داخل ہونے سے پہلے ذی طوی میں اترنے کا بیان اور اترنا اس بطحا میں جو ذوالحلیفہ میں ہے جب کہ مکے سے پھرے یعنی مدینے میں داخل ہونے سے پہلے وہاں اترے۔

فائدہ: اور مقصود اس ترجمہ سے اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت ﷺ کی منزلوں کی جگہ اترنے میں آپ کی پیروی کرنا محصب کے ساتھ خاص نہیں اور کلام دخول مکہ پر ابتداء حج میں گزر چکی ہے اور بطحا ذوالحلیفہ میں اترنا صریح ہے باب کی حدیث میں۔ (فتح)

۱۶۴۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا

۱۶۴۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رات گزارتے

أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَبِيتُ بِذِي طُوًى بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا لَمْ يُنِخْ نَاقَتَهُ إِلَّا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَأْتِي الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ فَيَبْدَأُ بِهِ ثُمَّ يَطُوفُ سَبْعًا ثَلَاثًا سَعْيًا وَأَرْبَعًا مَشْيًا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَنْطَلِقُ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَيَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ إِذَا صَدَرَ عَنِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنِيخُ بِهَا.

تھے ذی طوی میں کہ درمیان دو پہاڑوں کے ہے پھر داخل ہوتے مکہ میں یہ پہاڑی مکہ سے بلندی کی طرف ہے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکے میں حج یا عمرے کو آتے تو اپنی اونٹنی نہ بٹھاتے مگر نزدیک دروازے مسجد حرام کے پھر مسجد حرام کے اندر داخل ہوتے پس سیاہ رکن کے پاس کہ اس میں حجر اسود ہے آتے سو اس رکن سے شروع کرتے پھر سات بار طواف کرتے تین بار جلد چلتے اور چار بار معمولی چال چلتے پھر طواف سے پھرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر چلتے پہلے اس سے کہ اپنے اترنے کی جگہ کی طرف پھریں پس صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج اور عمرے سے پھرتے تھے تو بٹھاتے تھے اونٹنی بطحا میں جو ذی الحلیفہ میں ہے جس میں کہ حضرت ﷺ اونٹنی بٹھایا کرتے تھے۔

فائدہ: اس جگہ کا اترنا بھی حج کی عبادتوں میں سے نہیں ہے اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

١٦٤٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ سُئِلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ الْمُحَصَّبِ فَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ نَزَلَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُصَلِّي بِهَا يَعْنِي الْمُحَصَّبَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ أَحْسِبُهُ قَالَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ خَالِدٌ لَا أَشُكُّ فِي الْعِشَاءِ وَيَهْجَعُ هَجْعَةً وَيَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٦٤٧۔ خالد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبیداللہ کو کسی نے محصب میں اترنے کا حکم پوچھا سو حدیث بیان کی عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے نافع رحمہ اللہ سے کہ نزول فرمایا اس میں حضرت ﷺ نے اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما محصب میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے تھے راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ نافع رحمہ اللہ نے کہا اور مغرب کی نماز بھی پڑھتے تھے خالد رحمہ اللہ نے کہا کہ میں عشاء کی نماز میں شک نہیں کرتا یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عشاء کی نماز بے شک وہاں پڑھی اور تھوڑا سا سوتے تھے اور ذکر کرتے کہ حضرت ﷺ نے اسی طرح کیا ہے۔

فائدہ: شاید محصب سے مراد وہ محصب ہے جو ذی الحلیفہ میں ہے پس معلوم ہوا کہ جب حاجی مکے سے مدینے کو

پھرے تو سنت ہے کہ محصب میں اترے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ مَنْ نَزَلَ بِذِیْ طُوًی إِذَا رَجَعَ مِنْ مَکَّةَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اترے ذی طوی میں جب کہ پھرے مکے سے

فائدہ: ذی طوی ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے اندر حرم کے اور ذی طوی میں اترنا اور رات رہنے کا بیان صبح تک واسطے اس شخص کے کہ مکے میں داخل ہونے کا ارادہ کرے ابتداء حج میں گزر چکا ہے اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ جو حج کر کے مکے سے پھرے اس کو بھی وہاں رات رہنا مشروع ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِیْسٰی حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ کَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِیْ طُوًی حَتّٰی إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ وَإِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِیْ طُوًی وَبَاتَ بِهَا حَتّٰی یُصْبِحَ وَکَانَ یَذْکُرُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ مدینے سے مکے کو آتے تھے ذی طوی میں رات رہتے تھے یہاں تک کہ جب صبح کرتے تھے تو مکے میں داخل ہوتے تھے اور جب حج کر کے مکے سے کوچ کرتے تھے تو ذی طوی میں گزرتے تھے اور وہاں رات رہتے تھے یہاں تک کہ صبح کرتے اور ذکر کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ کام کرتے تھے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ذی طوی میں اترنا بھی حج کی عبادتوں میں سے نہیں میں کہتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی جگہوں کو اس واسطے پکڑا جاتا ہے کہ اس میں آپ کی پیروی کی جائے اس واسطے کہ آپ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں تو وہاں اترنا چاہیے۔ (فتح)

بَابُ التِّجَارَةِ أَیَّامَ الْمَوْسِمِ وَالْبَیْعِ فِیْ أَسْوَاقِ الْجَاهِلِیَّةِ

حج کے دنوں میں لوگوں کے جمع ہونے کے وقت تجارت کرنی درست ہے اور جاہلیت کے بازاروں میں بھی بیع شراء کرنا درست ہے۔

فائدہ: مراد جاہلیت کے بازاروں سے وہ بازار ہیں جو اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے لگا کرتے تھے۔

١٦٤٨۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَیْثَمِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کَانَ ذُو الْمَجَازِ وَعُکَاظُ مَتْجَرَ النَّاسِ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ کَأَنَّهُمْ کَرِهُوْا ذٰلِكَ حَتّٰی

۱۶۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ذو المجاز اور عکاظ جاہلیت کے زمانے میں لوگوں کی تجارت کی جگہ تھی سو جب اسلام آیا تو گویا کہ انہوں نے حج کے دنوں میں خرید فروخت کو برا جانا یہاں تک کہ یہ آیت اتری کہ کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل رب اپنے کا حج کے دنوں میں۔

نَزَلَتْ ﴿لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ﴾ فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ.

فائدہ: ذوالمجاز ایک بازار کا نام ہے پاس عرفات کے ایک فرلانگ اس سے اور عکاظ ایک میدان کا نام ہے درمیان نخلہ اور طائف کے اور اسی طرح ایک بازار حباشہ مرالظہران میں لگا کرتا تھا اور ایک بازار مجنہ دیار بارق میں لگا کرتا تھا اور یہ دونوں بازار حج کے موسم میں نہ لگا کرتے تھے بلکہ رجب میں لگا کرتے تھے اور پھر اسلام کے بعد بھی یہ بازار ہمیشہ لگتے رہے یہاں تک کہ اول سوق عکاظ خارجیوں کے زمانے میں ایک سوانتیس میں موقوف ہوا اور سب سے اخیر سوق حباشہ موقوف ہوا ایک سوستانویں میں اور ان سب میں بڑا بازار عکاظ تھا کہ بہت دور دور کے لوگ اس میں آتے تھے یہ بازار ذیقعدہ کی اول تاریخ سے بیسویں تک رہتا تھا پھر باقی دس دن سوق مجنہ لگتا تھا پھر ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے آٹھویں تک ذی المجاز لگتا تھا پھر لوگ حج کے واسطے منیٰ کو جاتے تھے سو اسلام کے بعد لوگوں نے ان میں بیع شرا کو برا جانا سو یہ آیت اتری کہ حج کے دنوں میں تجارت کرنا کچھ گناہ نہیں اور ابی کی قرات میں فی مواسم الحج کا لفظ قرآن میں زیادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ حج کے دنوں میں تجارت کرنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ معتکف کو بیع شرا کرنی درست ہے واسطے قیاس کرنے کے حج پر اور علت دونوں کے درمیان عبادت ہونا ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر حاجت سے زیادہ ہو تو مکروہ ہے مانند روٹی کے جب کہ نہ پائے جو اس کو کفایت کرے اور یہی قول ہے عطاء اور مجاہد اور زہری کا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ خلاف اولیٰ ہے اور آیت جناح کی نفی کرتی ہے اس سے اولویت کی نفی لازم نہیں آتی۔ (فتح)

بَابُ الْاِدِّلَاجِ مِنَ الْمُحَصَّبِ

رات کے وقت محصب سے چلنے کا بیان

فائدہ: ادلاج کے معنی دونوں ہیں اول رات کا چلنا ہے اور اخیر رات کا چلنا بھی اور مراد یہاں اخیر رات کا چلنا ہے اور مقصود کوچ کرنا ہے محصب میں رات رہنے کی جگہ سے پچھلی رات کو اور یہی واقع عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ ترجمہ واسطے کوچ کرنے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھائی اپنے کے واسطے عمرے کے اس واسطے کہ انہوں نے اخیر رات کو کوچ کیا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے قصد کیا یہ کہ تنبیہ کرے اس پر کہ محصب میں رات رہنا لازم نہیں اور یہ کہ پہلی رات کو وہاں سے چلنا جائز ہے۔ (فتح)

۱۶۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ

۱۶۴۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کوچ کے دن صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو اس نے کہا کہ میں نہیں دیکھتی اپنی تئیں مگر کہ تم کو کوچ سے روکنے والی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ فَقَالَتْ مَا أُرَانِيَ إِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرٰى حَلْقٰى أَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ النَّفْرِ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلْقٰى عَقْرٰى مَا أُرَاهَا إِلَّا حَابِسَتَكُمْ ثُمَّ قَالَ كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَمْ أَكُنْ حَلَلْتُ قَالَ فَاعْتَمِرِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ فَخَرَجَ مَعَهَا أَخُوْهَا فَلَقِيْنَاهُ مُدَّلِجًا فَقَالَ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا.

اللہ اس کو ہلاک کرے اور زخمی کرے کیا اس نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا تھا کہا گیا کہ ہاں اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ نہ ذکر کرتے تھے ہم مگر حج کا سو جب ہم مکے میں آئے تو حکم کیا ہم کو حضرت ﷺ نے یہ کہ حلال جائیں ہم احرام سے سو جب کوچ کی رات ہوئی تو صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کو ہلاک کرے او رزخمی کرے کہ نہیں دیکھتا میں اس کو مگر تو روکنے والی ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے نحر کے دن طواف زیارت کیا تھا انہوں نے فرمایا ہاں پس فرمایا کوچ کر میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں عمرے کے احرام سے حلال نہیں ہوئی یعنی میں نے عذر سے طواف نہیں کیا جیسا کہ اور عورتوں نے کیا حکم ہو تو میں بھی عمرہ کر لوں فرمایا کہ احرام باندھ عمرے کا تنعیم سے اور عمرہ ادا کر سو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا بھائی نکلا سو ملے ہم حضرت ﷺ سے اس حال میں کہ آپ محصب سے پچھلی رات کو نکلے تھے یعنی بعد ادا کرنے عمرے کے تو فرمایا کہ تیرے ملنے کی جگہ فلاں فلاں ہے کہ عمرے کے بعد ہم کو وہاں ملنا۔

فائدہ: جب عائشہ رضی اللہ عنہا عمرہ کر کے اپنی جگہ میں پھریں تو وہ حضرت ﷺ کو راہ میں ملیں اس حال میں کہ حضرت ﷺ طواف وداع کے واسطے مکے کو جا رہے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصب سے اخیر رات کو کوچ کرنا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ الْعُمْرَةِ عمرے کے بابوں کا بیان

بَابُ وُجُوْبِ الْعُمْرَةِ وَفَضْلِهَا عمرے کے واجب ہونے اور اس کی فضیلت کا بیان

فائدہ: عمرے کے معنی زیارت کے ہیں اور یقین کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ عمرہ واجب ہے اور یہی مشہور قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ وغیرہ اہل حدیث کا اور مشہور قول مالکیہ کا یہ ہے کہ عمرہ مستحب ہے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ایک مرد نے پوچھا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا عمرہ واجب ہے فرمایا نہیں اور عمرہ کرنا بہتر ہے روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور یہ ضعیف ہے اور پہلوں کی دلیل یہ حدیث ہے جو باب میں مذکور ہے اور دوسری دلیل یہ ہے جو ابو داود وغیرہ میں ہے کہ صبی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اعتقاد کیا کہ حج اور عمرہ مجھ پر واجب ہے سو میں نے دونوں کا احرام باندھا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ راہ دکھایا گیا تو واسطے سنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے موافق کیا اور ابن خزیمہ وغیرہ نے جبرئیل کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ جب اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان اور اسلام کی حقیقت پوچھی تو فرمایا کہ تو حج اور عمرہ کرے اور ان کی دلیلیں اور حدیثیں بھی ہیں اور تیز دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے کہ تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے یعنی قائم کرو ان کو اور طحاوی نے زعم کیا ہے کہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عمرہ واجب ہے تو اس کے معنی وجوب کفایہ کے ہیں اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس تاویل کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء اور احمد کا یہ مذہب ہے کہ عمرہ نہیں واجب اہل مکہ پر اگرچہ واجب ہے ان کے غیر پر۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَّعُمْرَةٌ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں کوئی مگر اس پر حج اور عمرہ واجب ہیں

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حج اور عمرہ دونوں فرض ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج اور عمرہ دونوں واجب ہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّهَا لَقَرِيْنَتُهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرآن میں حج عمرے کے برابر واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پورا کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عمرہ واجب ہے کہ قرآن میں حج کے برابر واقع ہوا ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٥٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَآءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ.

١٦٥٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کفارہ ہے درمیان کے گناہوں کا اور حج مبرور کا ثواب سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔

فائدہ: حج مبرور وہ ہے کہ جس میں گناہ اور ساتھیوں سے لڑائی جھگڑا نہ ہو یعنی مقبول حج گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے کہ آدمی بہشتی ہو جاتا ہے اور مراد گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں کبیرہ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ عام گناہ مراد ہیں اور بعض اعتراض کرتے ہیں کہ جو کوئی کبیروں سے بچے اس کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں پس عمرہ کس چیز کو اتارتا ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ تکفیر کی مقید ہے ساتھ زمانے اپنے کے تکفیر اجتناب کی عام ہے واسطے ساری عمر کے پس حیثیت مختلف ہے اور ایک جز ترجمہ کی حدیث سے ثابت ہے اور وہ فضیلت ہے اور دوسرے جز حدیث میں مذکور نہیں اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ پے در پے کرو حج اور عمرے یعنی قران کرو یا ایک کے بعد دوسرا کرو درمیان حج اور عمرے کے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ برابر ہے پس موافق ہوگا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہے کہ بہت کثرت سے عمرہ کیا جائے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ ایک سال میں ایک سے زیادہ مکروہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک مہینے میں ایک بار سے زیادہ نہ کرے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ عمرہ سب دنوں میں جائز ہے اس کو جو اعمال حج کو مشغول نہ ہو اور حنفیہ سے منقول ہے کہ عرفہ اور نحر کے دن اور ایام تشریق میں عمرہ کرنا مکروہ ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب عمرہ کرے تو ضروری ہے کہ سر منڈوائے یا بال کتروائے تو اس کے بعد دس دن تک عمرہ نہ کرے تاکہ سر کا منڈوانا اس میں ممکن ہو اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ دس دن سے کم میں عمرہ کرنا اس کے نزدیک مکروہ ہے اور اس حدیث میں

اشارہ ہے طرف جواز عمرہ کرنے کی پہلے حج سے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الْحَجِّ

حج سے پہلے عمرہ کرنے کا بیان یعنی اس کو کفایت کرتا ہے یا نہیں

١٦٥١۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَأْسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَّحُجَّ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مِثْلَهُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ.

١٦٥١۔ ابن جریج سے روایت ہے کہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حج سے پہلے عمرہ کرنے کا کیا حکم ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ درست ہے کوئی ڈر نہیں عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے عمرہ کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں مکے کے کئی لوگوں کے ساتھ مدینے میں آیا سو میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا سو میں نے اس سے کہا کہ ہم نے کبھی حج نہیں کیا پس ہم مدینہ سے عمرہ کریں اس نے کہا ہاں اور کیا چیز تجھ کو اس سے منع کرتی ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب عمرے اپنے حج سے پہلے کیے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس پر حج فرض ہوا ہو اس کو حج سے پہلے عمرہ کرنا درست ہے اور معلوم ہوا کہ حج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عمرے سے پہلے فرض ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصحاب کو حکم کرنا کہ حج کو عمرے کے ساتھ فسخ کر لیں بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حج فی الفور واجب نہیں بلکہ دیر کے ساتھ کرنا بھی درست ہے۔ (فتح)

بَابُ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں؟

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ہیں اور براء کی روایت میں ہے کہ دو عمرے کیے ہیں اور تطبیق ان میں اس طور سے ہے کہ اس نے

حجۃ الوداع کے عمرے کو اور حدیبیہ کے عمرے کو شمار نہیں کیا یا جعرانہ کا عمرہ اس پر مخفی رہا ہوگا۔ (فتح)

۱۶۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِذَا نَاسٌ يُصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الضُّحٰى قَالَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ ثُمَّ قَالَ لَهُ كَمِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعًا إِحْدَاهُنَّ فِيْ رَجَبٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نَّرُدَّ عَلَيْهِ قَالَ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ يَا أُمَّاهُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ مَا يَقُوْلُ قَالَ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ فِيْ رَجَبٍ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِيْ رَجَبٍ قَطُّ.

۱۶۵۲۔ مجاہد سے روایت ہے کہ میں اور عروہ مسجد میں داخل ہوئے تو اتفاقًا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس بیٹھے تھے اور کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھتے تھے سو ہم نے اس سے ان کی نماز کا حال پوچھا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کی یہ بدعت ہے پھر مجاہد نے اس کو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں اس نے کہا کہ چار عمرے ان میں سے ایک عمرہ آپ نے رجب میں کیا ہے اور ہم نے برا جانا کہ اس کو رد کریں یعنی ان کو کہیں کہ یوں نہیں مجاہد نے کہا کہ ہم نے حجرے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسواک کرنے کی آواز سنی سو عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مومنوں کی ماں کیا تو نہیں سنتی ہو جو ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے کہا کہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ہیں ان میں سے ایک رجب میں کیا ہے یعنی اور باقی ذیقعدہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ رحمت کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ حاضر تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کبھی عمرہ نہیں کیا۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف اسی بات کا انکار کیا تھا کہ آپ نے ایک عمرہ رجب میں کیا فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا اور اس کو ان کے نسیان پر حمل کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا اس واسطے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں سکوت کیا گویا کہ ان کو بھی اسمیں اشتباہ ہوگیا تھا اسی واسطے سکوت کیا اور مراجعت نہ کی۔ (تیسیر)

۱۶۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

۱۶۵۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

الزُّبَیْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ مَا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ.

١٦٥٤۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ عُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ الْمُشْرِكُوْنَ وَعُمْرَةٌ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَالَحَهُمْ وَعُمْرَةُ الْجِعِرَّانَةِ إِذْ قَسَمَ غَنِيْمَةَ أُرَاهُ حُنَيْنٍ قُلْتُ كَمْ حَجَّ قَالَ وَاحِدَةً.

۱۶۵۴۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں اس نے کہا کہ چار عمرے اور ایک عمرہ حدیبیہ کا ذیقعدہ میں جب کہ مشرکین نے آپ کو مکے سے روکا اور دوسرا عمرہ آئندہ سال سے ذیقعدہ میں جب کہ مشرکین نے آپ سے صلح کی اور تیسرا عمرہ جعرانہ کا جب کہ آپ نے حنین کی غنیمتیں بانٹیں میں نے کہا کہ آپ نے کتنی بار حج کیا اس نے کہا کہ ایک بار۔

فائدہ: اور چوتھا عمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ کیا جیسا کہ آئندہ روایت سے ثابت ہوتا ہے اور حدیبیہ نام ایک گاؤں کا ہے جو کہ تقریباً ۳۵ کلومیٹر ہے مکے سے اکثر اس کا حصہ حرم میں ہے اور کچھ حل میں اور بیان مجمل عمرہ حدیبیہ کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے سال ہجری میں پہلی تاریخ ذیقعدہ کو پیر کے دن مدینہ سے روانہ ہوئے عمرے کے ارادہ اور چودہ سو یا اس سے زیادہ آدمی آپ کے ساتھ تھے جب حدیبیہ میں پہنچے تو کفار قریش جمع ہو کر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے میں آنے سے روکا اور عہد کیا آئندہ سال کو آنا اور عمرہ کرنا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح کر کے واپس لوٹے پس حقیقت میں، یہ عمرہ تو نہ ہوا لیکن بسبب ملنے ثواب عمرے کے پہلا عمرہ گنا گیا اور حکم احصار کا یہیں سے شروع ہوا اور آئندہ سال اسی عمرے کی قضاء کو مکے میں گئے اور تین روز وہاں رہے چوتھے دن وہاں سے روانہ ہوئے یہ دوسرا عمرہ ہوا اس کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں اور تیسرا عمرہ وہ ہے کہ جعرانہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور بیان اس کا یہ ہے کہ جعرانہ ایک جگہ کا نام ہے جو کہ ۳۵ کلومیٹر ہے مکے سے آٹھویں سال ہجری میں فتح مکہ کے بعد جنگ حنین ہوا اور غنیمت بے شمار وہاں سے ہاتھ لگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ یا سولہ دن جعرانہ میں رہے اور وہ غنیمت بانٹی انہیں دنوں میں ایک روز رات کو عشاء کی نماز کے بعد سوار ہو کر مکے میں تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا اور اسی رات پھر آئے اور صبح کی نماز جعرانہ میں ادا کی اور چوتھا عمرہ وہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ ادا کیا بعد فرض ہونے حج کے یہ ذی الحجہ میں ہوا اور باقی ذی القعدہ میں اور حج اسلام سوائے ایک کے اور کوئی نہیں۔ (ح)

١٦٥٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ

۱۶۵۵۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے

الْمَلِكِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ رَدُّوْهُ وَمِنَ الْقَابِلِ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةً فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَّعَ حَجَّتِهٖ.

پوچھا کہ حضرت ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ایک عمرہ تو اس وقت کیا جب کہ مشرکین نے آپ کو مکے سے روکا یعنی عمرہ حدیبیہ اور دوسرا عمرہ آئندہ سال سے قضاء حدیبیہ کا عمرہ قضاء کیا اور تیسرا عمرہ ذیقعدہ میں کیا اور چوتھا عمرہ آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا۔

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَقَالَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِيْ اعْتَمَرَ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَتَهٗ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَمِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ وَمِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ وَعُمْرَةً مَّعَ حَجَّتِهٖ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چار عمرے کیے ذیقعدہ میں مگر کہ جو عمرہ آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا پہلا عمرہ آپ ﷺ کا حدیبیہ سے تھا اور دوسرا عمرہ آپ ﷺ کا آئندہ سال سے تھا اور تیسرا عمرہ جعرانہ سے تھا جس جگہ آپ ﷺ نے حنین کی غنیمتیں بانٹیں اور چوتھا آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا تھا۔

۱۶۵۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوْقًا وَعَطَاءً وَمُجَاهِدًا فَقَالُوْا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَّحُجَّ وَقَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَّحُجَّ مَرَّتَيْنِ.

۱۶۵۶۔ ابو اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مسروق اور عطاء اور مجاہد سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ذیقعدہ میں عمرہ کیا پہلے حج کرنے سے اور ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے براء سے سنا کہتا تھا کہ حضرت ﷺ نے ذیقعدہ میں حج سے پہلے دو بار عمرہ کیا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخالف ہے اور تطبیق یہ ہے کہ براء نے حجۃ الوداع کے عمرے کو شمار نہیں کیا اس واسطے کہ اس کی حدیث مقید ہے ساتھ اس کے کہ آپ کا عمرہ حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور جو عمرہ آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔ وہ ذی الحجہ میں تھا اور اسی طرح اس نے عمرہ حدیبیہ کو بھی شمار نہیں کیا اس واسطے کہ اس سے روکے گئے تھے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے حج میں کس چیز کے ساتھ احرام باندھا تھا اور اسی طرح جو اس باب میں اختلاف ہے اس کی تطبیق پہلے گزر چکی ہے اب اس کے اعادے کی کوئی

ضرورت نہیں اور مشہور عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں مفرد تھے اور اس کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انس رضی اللہ عنہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قارن ہونے کا انکار کیا باوجود یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے اس واسطے کہ یہ منقول نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج کے بعد عمرہ کیا ہو پس نہ باقی رہی مگر یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ عمرہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمتع بھی نہ تھے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر بیان کیا کہ میں قربانی ساتھ لایا ہوں اور محتاج ہوا ابن بطال طرف تاویل کرنے اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پس کہا کہ چوتھے عمرے کی نسبت کرنی آپ کی طرف اس واسطے جائز ہے کہ اس کے ساتھ لوگوں کو حکم کیا اور نہ آپ کے سامنے کیا گیا اور جو پہلی تطبیق میں عذر کرے وہ اس تاویل سے بے پرواہ ہے اور ابن تین نے کہا کہ جس عمرے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رد کے گئے تھے اس کو جن اصحاب رضی اللہ عنہم نے عمرہ شمار کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ پورا عمرہ ہے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جمہور کا قول صحیح ہے کہ جو خانے کعبے سے روکا جائے اس پر قضا۔ واجب نہیں بخلاف حنفیہ کے اور عمرہ قضاء کا حدیبیہ کے عمرے کے عوض میں ہوتا تو دونوں کو ایک شمار کیا جاتا اور عمرے قضاء کو عمرہ قضاء اس واسطے کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں قریش سے صلح کی نہ اس کے واسطے کہ وہ حدیبیہ کے عمرے کے بدلے قضاء ہے اس واسطے کہ اگر قضاء ہوتا تو دونوں کو ایک شمار کیا جاتا اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے بخلاف اس کے جس پر مشرکین تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرے کو جائز نہ رکھتے تھے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صحابی جلیل القدر کثیر الملازمت پر کوئی حدیث پوشیدہ رہتی ہے اور اس کو وہم اور نسیان ہو جاتا ہے اس واسطے کہ وہ معصوم نہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض علماء کو بعض پر ذکر کرنا درست ہے لیکن نرمی اور حسن ادب سے رد کرے، اور نووی نے کہا کہ سکوت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کو اشتباہ ہو گیا تھا یا بھول گیا تھا یا اس کو شک ہوا تھا اور قرطبی نے کہا کہ اس کا عائشہ رضی اللہ عنہا پر نہ انکار کرنا دلالت ہے اس پر کہ اس کو وہم ہو گیا تھا اور اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی طرف رجوع کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد رجب میں عمرہ کرنے سے یہ ہے کہ آپ نے ہجرت سے پہلے عمرہ کیا اس واسطے کہ اگرچہ یہ بات محتمل ہے لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا اس سے لازم آتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رد اس کے کلام کے مطابق نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ عُمْرَةٍ فِیْ رَمَضَانَ — رمضان میں عمرہ کرنے کا بیان

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں کوئی حکم بیان نہیں کیا کہ رمضان میں عمرہ کرنا کیا ہے اور جائز ہے یا افضل لیکن شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

رمضان کے عمرے میں نکلی سو آپ ﷺ نے افطار کیا اور میں نے روزہ رکھا اور آپ ﷺ نے قصر کیا اور میں نے اتمام کیا۔ (فتح)

۱۶۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُخْبِرُنَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيْتُ اسْمَهَا مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّيْنَ مَعَنَا قَالَتْ كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُوْ فُلَانٍ وَابْنُهُ لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا وَتَرَكَ نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ قَالَ فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِيْ فِيْهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ حَجَّةٌ أَوْ نَحْوًا مِمَّا قَالَ.

۱۶۵۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کی ایک عورت کو فرمایا (ابن جریج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس عورت کا نام لیا تھا لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں) کہ کیا چیز تجھ کو منع کرتی ہے اس سے کہ تو ہمارے ساتھ حج کرے اس نے کہا کہ ہمارے پاس ایک اونٹ پانی کھینچنے والا تھا سو اس پر فلاں کا باپ اور اس کا بیٹا سوار ہوا مراد اس عورت کی اپنا خاوند اور بیٹا ہے یعنی سوار ہو کر کسی سفر کو گئے ہیں اور ہمارے پاس صرف ایک اونٹ چھوڑ گئے ہیں جس پر ہم پانی لاتے ہیں سو فرمایا کہ جب رمضان آئے تو اس میں عمرہ کر اس واسطے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب رکھتا ہے یا مانند اس کی فرمایا۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب رکھتا ہے نہ یہ کہ اس سے حج فرض ساقط ہو جاتا ہے اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ فرض حج کے بدلے عمرہ کرنا کفایت نہیں کرتا اور ابن جوزی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ ہوتا ہے عمل کا ثواب فضیلت والے وقت میں جیسا کہ حضور قلب اور خلوص قصد سے ثواب زیادہ ملتا ہے (فتح) اور ظاہر یہ حدیث عام ہے اس عورت کے ساتھ خاص نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان میں عمرہ کرنے کا بڑا ثواب ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن یہ حکم امت کے واسطے ہے اور حضرت ﷺ کے واسطے وہی افضل تھا جو آپ ﷺ نے کیا۔ (فتح)

بَابُ الْعُمْرَةِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ وَغَيْرِهَا

محصب کی رات وغیرہ میں عمرہ کرنا جائز ہے

۱۶۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ لَنَا مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ

۱۶۵۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ہم پورا کرنے والے تھے چاند ذیقعدہ کو یعنی مہینہ ذیقعدہ کا پورا ہو چکا تھا سو حضرت ﷺ نے ہم کو فرمایا کہ جو صرف حج کا احرام باندھنا چاہے تو چاہیے کہ حج کا احرام باندھے اور جو صرف عمرے کا احرام باندھنا

بِالْحَجِّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلَوْلَا اَنِّيْ اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّكُنْتُ مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَاَظَلَّنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْفُضِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ اَرْسَلَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَّكَانَ عُمْرَتِيْ.

چاہے تو چاہیے کہ صرف عمرے کا احرام باندھے سو اگر میں قربانی ساتھ نہ لاتا تو صرف عمرے کا احرام باندھتا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ہم میں سے بعض نے صرف عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے صرف حج کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا اس حال میں کہ میں حائض تھی سو میں اپنے حال کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی سو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دے اور اپنے بال کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ سو جب محصب میں اترنے کی رات ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو میں نے عمرے کا احرام باندھا بدلے اس عمرے کے کہ میں نے پہلے نیت کی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حاجی اپنا حج تمام کر چکے تو اس کو تسریق کے دنوں کے بعد عمرہ کرنا جائز ہے اور محصب کی رات وہ اخیر کوچ کی رات ہے اس واسطے کہ وہ ایام رمی کا اخیر ہے اور اس میں سلف کو اختلاف ہے کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کی کیا فضیلت ہے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لاشئی سے بہتر ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ عمرہ بقدر نفقہ کے ہے یعنی اپنے شہر سے عمرے کی نیت سے نکلنا افضل ہے اس سے کہ مکے سے قریب تر حل کی طرف نکل کر عمرے کا احرام باندھے۔ (فتح)

بَابُ عُمْرَةِ التَّنْعِيْمِ
تنعیم سے عمرہ کرنے کا بیان

فائدہ: جو مکے میں ہو اس کے لیے وہ جگہ متعین ہے یا نہیں اور جب متعین نہیں تو پھر کیا اس کو فضیلت ہے جہات حل اور طرفوں سے عمرہ کرنے پر یا نہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں ہو کر عمرے کا احرام حل سے باندھا ہو نہ پہلے ہجرت سے اور نہ پیچھے اور نہ کسی صحابی سے ثابت ہے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور نہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر صرف عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور چونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ عمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کیا تھا تو معلوم ہوا کہ درست ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ ایک سال میں ایک بار سے زیادہ عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں جمہور کے نزدیک درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ یوم نحر اور یوم عرفہ اور ایام تشریق میں نہ کرے اور ابو یوسف رحمہ اللہ بھی ان کے موافق ہیں مگر یوم عرفہ میں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ تشریق کے دنوں میں منیٰ میں رہنے والا نہ کرے اور جو مکہ سے عمرہ کرے اس

کے حق میں بھی اختلاف ہے ابن سیرین سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے اہل مکہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ تنعیم مقرر کی اور ایک روایت میں ہے کہ جو عمرہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ تنعیم یا جعرانہ کی طرف نکلے اور وہاں سے احرام باندھے برابر ہے کہ مکہ کا رہائشی ہو یا کسی دوسرے علاقے سے آنے والے یعنی غیر ملکی اور افضل یہ ہے کہ حج کے کسی میقات سے احرام باندھے اور طحاوی نے کہا کہ ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ جو مکے میں ہو اس کے لیے عمرہ کا میقات کوئی نہیں مگر تنعیم اور اس سے آگے بڑھنا درست نہیں جیسا کہ حج کے میقات سے آگے بڑھنا درست نہیں اور دوسرے علماء نے ان کی مخالفت کی ہے سو کہتے ہیں کہ میقات عمرے کا حل ہے اور حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے احرام باندھنے کا حکم کیا کہ وہ قریب تر ہے حل میں سے ہے پس ثابت ہوا کہ اہل مکہ کے عمرہ کا میقات حل ہے اور برابر ہے کہ تنعیم سے ہو یا کسی اور جگہ سے۔ (فتح)

۱۶۵۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُّرْدِفَ عَائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً سَمِعْتُ عَمْرًا كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرٍو.

۱۶۵۹۔ عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے سوار کرے اور اس کو تنعیم سے عمرہ کرائے یعنی اس کو اپنے ساتھ لے جائے تاکہ وہاں سے عمرے کا احرام باندھے۔

فائدہ: تنعیم نام ہے ایک جگہ معروف کا کہ چار میل ہے مکے سے طرف مدینے کی اور وہ جگہ حرم مکہ سے باہر ہے حل میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تنعیم سے عمرہ کرنا حضرت ﷺ کے حکم سے تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مکے والوں کو عمرہ کرنے کے لیے حل کی طرف نکلنا ضرور ہے اور یہی ایک قول ہے علماء کو اور دوسرا قول یہ ہے کہ حرم سے بھی عمرہ درست ہو جاتا ہے لیکن میقات ترک کرنے کی وجہ سے اس پر دم واجب ہو جاتا ہے اور حدیث باب کی اس کو رد نہیں کرتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے خلوت کرنی ساتھ محرم کے سفر میں بھی اور حضر میں بھی اور جائز ہے محرم عورت کو اپنے پیچھے سوار کرنا۔ (فتح)

۱۶۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ حَبِيْبٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَطَاءٍ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

۱۶۶۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے حج کا احرام باندھا اور حضرت ﷺ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوائے کسی کے ساتھ قربانی نہ تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے اور ان کے ساتھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ هَدْىٌ غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَكَانَ عَلِيٌّ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْىُ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِأَصْحَابِهِ أَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً يَطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْا إِلَّا مَنْ مَعَهُ الْهَدْىُ فَقَالُوْا نَنْطَلِقُ إِلٰى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِىْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْىَ لَأَحْلَلْتُ وَأَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ قَالَ فَلَمَّا طَهُرَتْ وَطَافَتْ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنْطَلِقُوْنَ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَّأَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِىْ بَكْرٍ أَنْ يَّخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِىْ ذِى الْحَجَّةِ وَأَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيْهَا فَقَالَ أَلَكُمْ هٰذِهِ خَاصَّةً يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ لِلْأَبَدِ.

قربانی کے اونٹ تھے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے احرام باندھا ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا اس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی حج کا یا عمرے کا اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم کیا یہ کہ حج کو عمرہ گردانیں یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اُتار دیں اور طواف کریں اور بال کتروائیں اور حلال ہو جائیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ حلال نہ ہو سو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم منیٰ کو چلیں گے اس حال میں کہ ہماری شرم گاہوں سے منی ٹپکتی ہو گی یعنی جماع کا زمانہ حج کے احرام سے قریب ہو گا اس واسطے کہ جب آدمی عمرہ کر کے حلال ہو گیا تو شاید عورت سے جماع بھی کرے گا پھر جب آٹھویں کو حج کو احرام باندھے گا تو احرام حج کا جماع کے زمانے سے قریب ہو گا سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو فرمایا کہ میں اگر پہلے سے جانتا جو کہ میں نے پیچھے جانا تو قربانی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا اور یہ کہ بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا سو اس نے حج کی سب عبادتیں ادا کیں مگر یہ کہ خانے کعبے کا طواف نہ کیا سو جب وہ پاک ہوئیں اور طواف زیارت کیا تو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ چلتے ہیں اور میں صرف حج کے ساتھ چلتی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن کو حکم کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تنعیم کی طرف نکلے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا اور یہ کہ سراقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ میں ملا اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنکر مارتے تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ فعل یعنی فسخ کرنا حج کا ساتھ عمرے کے خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے ہے یعنی

اس سال یا ہمیشہ کے واسطے فرمایا خاص نہیں بلکہ ہمیشہ کے واسطے درست ہے۔

فائدہ: امام نووی نے کہا کہ جمہور کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ عمرہ حج کے مہینوں میں درست ہے واسطے باطل کرنے اعتقاد جاہلیت کے (کمامر غیر مرة) اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ قران جائز ہے یعنی عمرہ کے افعال حج میں داخل ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ جائز ہے فسخ کرنا حج کا عمرے کے ساتھ اور یہ ضعیف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سیاق سوال کا اس تاویل کو قوی کرتا ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ سوال اسی کا تھا اور جواب عام ہے تا کہ سب تاویلات مذکورہ کو شامل ہو۔ (فتح) اور حدیث سے ایک خبر باب کی ثابت ہے اور یہی کافی ہے واسطے مطابقت حدیث کی باب سے۔

بَابُ الْاِعْتِمَارِ بَعْدَ الْحَجِّ بِغَيْرِ هَدْيٍ — حج کے بعد ایام حج میں بغیر قربانی کے عمرہ کرنے کا بیان

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ جو کہتا ہے کہ حج کے مہینے میں شوال اور ذیقعدہ اور ذوالحجہ ہے تو اس کے قول سے لازم یہ ہے کی مراد کامل اور پورے مہینے ہیں یعنی شوال بھی سارا اور ذیقعدہ بھی سارا اور ذوالحجہ بھی سارا مراد ہے جیسا کہ منقول ہے ایک روایت میں مالک رحمہ اللہ سے اور شافعی سے بھی اور جو مطلق کہتا ہے کہ تمتع وہ عمرے کا احرام ہے حج کے مہینوں میں جیسا کہ ابن عبدالبر نے اس میں اتفاق نقل کیا ہے سو کہا کہ علماء کے درمیان اختلاف نہیں اس میں کہ آیت فمن تمتع بالعمرة والحج میں مراد تمتع سے عمرہ کرنا ہے حج کے مہینوں میں پہلے حج سے اور یہ کہ جو حج کے بعد ذوالحجہ میں عمرے کا احرام باندھے تو اس پر قربانی ہے اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے اس کے خلاف پر لیکن جو کہتا ہے کہ ذوالحجہ سارا حج کے مہینوں سے ہے وہ کہتا ہے کہ تمتع وہ عمرے کا احرام ہے حج کے مہینوں میں پہلے حج سے سو یہ بات ان کو لازم نہیں آتی۔ (فتح)

١٦٦١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحَجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّهِلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُهِلَّ وَلَوْلَا أَنِّيْ أَهْدَيْتُ

١٦٦١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ذوالحجہ کا چاند قریب چڑھنے کے تھا اس واسطے کہ پچیسویں ذوالقعدہ کو مدینے سے روانہ ہوئے اور یہ قریب ہے چاند ذوالحجہ کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے چاہے کہ عمرے کا احرام باندھے تو چاہیے کہ عمرے کا احرام باندھے اور جو تم میں سے چاہے کہ حج کا احرام باندھے تو چاہیے کہ حج کا احرام باندھے اور اگر میں قربانی ساتھ نہ لاتا تو البتہ عمرے کا احرام باندھتا سو ان میں سے

لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحِضْتُ قَبْلَ أَنْ أَدْخُلَ مَكَّةَ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَرْدَفَهَا فَأَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِهَا فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَّلَا صَدَقَةٌ وَّلَا صَوْمٌ.

بعض نے تو عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور تھی میں ان لوگوں سے جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا سو مجھ کو مکے میں داخل ہونے سے پہلے حیض ہوا سو مجھ کو عرفہ کے دن نے پایا اس حال میں کہ میں حائض تھی سو میں نے حضرت ﷺ کی طرف شکایت کی سو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دے اور اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ سو میں نے یہ کام کیا سو جب محصب کی رات ہوئی تو حضرت ﷺ نے عبدالرحمن کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو اس نے مجھ کو اپنے پیچھے سوار کیا سو میں نے عمرے کا احرام باندھا بدلے اپنے عمرے کے کہ اس کی پہلے نیت کی تھی سو اللہ نے اس کو حج اور عمرہ ادا کروایا اور نہ تھی کسی چیز میں اس سے ہدی اور نہ صدقہ اور نہ روزہ۔

فائدہ: مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ عمرہ ہے جو حج سے علیحدہ ہو عیاض وغیرہ نے کہا کہ صواب مختلف روایتوں کے جمع کرنے میں یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا جیسا کہ قاسم وغیرہ کی روایت سے ظاہر ہے پھر اس کو عمرے کی طرف فسخ کیا جیسا کہ اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے فسخ کیا اور اس پر عروہ کا قول محمول ہے پھر جب ان کو حیض آیا اور حیض کی وجہ سے عمرے سے حلال ہونا مشکل ہوا اور حج کی طرف نکلنے کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے حج کو عمرے پر داخل کیا اور قارنہ ہوئیں اور اس پر قائم رہیں یہاں تک کہ حلال ہوئیں اور اس پر دلالت کرتا ہے قول اس کا طاؤس کی روایت میں نزدیک مسلم کے کہ تیرا طواف تجھ کو حج اور عمرے کے لیے کافی ہے اور یہ جو حضرت ﷺ نے اس کو کہا کہ یہ عمرہ تیرا ہے بدلے عمرے تیرے کے تو مراد اس سے وہ عمرہ ہے جو اس کے غیر کے لیے اس سے مکے میں حلال ہونا حاصل ہوا پھر الگ سے حج کا احرام باندھا اور بنا براسکے پس عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے دو عمرے ہوئے اور اسی طرح قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ لوگ حج اور عمرے کے ساتھ پھریں گے اور میں صرف حج کے ساتھ پھروں گی تو اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ جدا حج اور جدا عمرے کے ساتھ پھریں گے اور یہ جو راوی نے کہا کہ نہ تھی اس میں ہدی اور نہ صدقہ وغیرہ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ تھے بیچ ترک کرنے اس کے کہ پہلے عمرے کے اعمال کو اور درج کرنے اس کے کہ حج میں ہدی وغیرہ اور نہ اس عمرے میں کہ تنعیم سے کیا اور یہ تاویل اچھی ہے۔ (فتح)

بَابُ أَجْرِ الْعُمْرَةِ عَلٰى قَدْرِ النَّصَبِ

عمرے کا ثواب بقدر مشقت کے ہے

۱۶۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ فَقِيْلَ لَهَا انْتَظِرِيْ فَإِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِيْ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهِلِّيْ ثُمَّ ائْتِيْنَا بِمَكَانِ كَذَا وَلٰكِنَّهَا عَلٰى قَدْرِ نَفَقَتِكِ أَوْ نَصَبِكِ.

۱۶۶۲۔ قاسم رحمہ اللہ اور اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ پھرتے ہیں لوگ ساتھ دو عبادتوں کے اور میں پھرتی ہوں ساتھ ایک عبادت کے سو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ انتظار کر سو جب تو حیض سے پاک ہو تو تنعیم کی طرف جا اور عمرے کا احرام باندھ پھر آ ہمارے پاس فلاں فلاں جگہ میں لیکن ثواب اس کا بقدر مشقت کے ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ جو مکے میں ہو اس کو حل کے قریب طرف سے عمرے کا احرام باندھنا کمتر ہے ثواب میں اس کے بعید طرف سے عمرہ کرنے سے اور یہی ظاہر ہے حدیث باب سے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا افضل جگہوں حل کا واسطے عمرے کے جعرانہ ہے کہ حضرت ﷺ نے وہاں سے احرام باندھا پھر تنعیم ہے اور جب ان دونوں جگہوں سے دور ہو یہاں تک کہ اس کے سفر کا اکثر ہو تو وہ بہت اچھا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جتنا دور ہو اتنا ہی زیادہ ثواب ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ افضل جگہوں حل کے واسطے عمرے کے تنعیم ہے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ کا اور حنابلہ کا لیکن تنعیم کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور تنعیم اپنی مساوی جگہ سے افضل ہے اس جگہ سے افضل نہیں جو اس سے بعید ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُعْتَمِرِ إِذَا طَافَ طَوَافَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ هَلْ يُجْزِئُهٗ مِنْ طَوَافِ الْوَدَاعِ

جب عمرے والا عمرے کا طواف کرے پھر مکے سے نکلے تو کیا وہ طواف اس کو طواف وداع سے کافی ہے یا نہیں

۱۶۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا سَرِفَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهٖ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَّجْعَلَهَا

۱۶۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ہم حج کا احرام باندھنے والے تھے حج کے مہینوں میں اور جگہوں اور وقتوں میں کہ حج کے واسطے مقرر ہیں سو ہم سرف (ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے) میں اترے سو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو اور حج کو عمرہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ کرے اور جس کے ساتھ قربانی ہو تو وہ اس کو عمرہ

عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ ذَوِي قُوَّةِ الْهَدْيِ فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُولُ لِأَصْحَابِكَ مَا قُلْتَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَأْنُكِ قُلْتُ لَا أُصَلِّي قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كُتِبَ عَلَيْكِ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ فَكُوْنِي فِي حَجَّتِكِ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّرْزُقَكِهَا قَالَتْ فَكُنْتُ حَتّٰى نَفَرْنَا مِنْ مِّنًى فَنَزَلْنَا الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اخْرُجْ بِأُخْتِكَ الْحَرَمَ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا مِنْ طَوَافِكُمَا أَنْتَظِرْكُمَا هَا هُنَا فَأَتَيْنَا فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ فَرَغْتُمَا قُلْتُ نَعَمْ فَنَادٰى بِالرَّحِيْلِ فِي أَصْحَابِهٖ فَارْتَحَلَ النَّاسُ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ مُوَجِّهًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

نہ گردانے اور حضرت ﷺ کے ساتھ اور آپ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ جو قوت رکھتے تھے قربانی کی سوان کے واسطے عمرہ نہ ہوا سو حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ میں روتی تھی سو فرمایا کہ کیا چیز تجھ کو رولاتی ہے میں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا جو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا سو میں عمرے سے منع ہوئی فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا میں نے کہا کہ میں نماز نہیں پڑھتی ہوں یعنی مجھ کو حیض ہوا سو فرمایا کہ حیض تجھ کو کچھ ضرر نہیں دیتا کہ تو آدم کی بیٹیوں میں سے ہے اللہ نے تجھ پر ٹھہرا دیا جو ان پر ٹھہرایا ہے اور تو اپنے حج کے احرام پر قائم رہ عنقریب ہے کہ اللہ تجھ کو عمرہ کی توفیق دے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں منتظر تھی یہاں تک کہ ہم نے منیٰ سے کوچ کیا اور محصب میں اترے سو حضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی بہن کو حرم سے باہر لے جا سو چاہیے کہ عمرے کا احرام باندھے پھر تم اپنے طواف سے فارغ ہو کہ میں یہاں تمہارا انتظار کرتا ہوں سو ہم رات کے درمیان آئے سو فرمایا کہ تم عمرے سے فارغ ہو چکے میں نے کہا ہاں سو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کوچ کی آواز دی سو لوگوں نے کوچ کیا اور جس نے کہ طواف وداع کیا تھا صبح سے پہلے پھر مدینہ کی طرف متوجہ ہو کر نکلے۔

فائدہ: شاید مراد لوگوں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے طواف وداع نہ کیا تھا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ لیکن جواب یہ ہے کہ حدیث میں تحریف ہے اور من طاف بالبیت کے بدلے ثم طاف بالبیت ہے یعنی خانے کعبے کا طواف کیا اس سے معلوم ہوا کہ طواف عمرے کا طواف وداع سے کافی نہیں۔ (فتح)

بَابٌ يُفْعَلُ فِي الْعُمْرَةِ مَا يُفْعَلُ فِي الْحَجِّ

جو اعمال حج میں کیے جاتے ہیں سو عمرے میں کیے جاتے ہیں

فائدہ: یعنی ترک اعمال سے نہ فعلوں سے یا بعض افعال سے نہ کل اور اول ارجح ہے۔ (فتح)

١٦٦٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ يَعْنِيْ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْخَلُوْقِ أَوْ قَالَ صُفْرَةٌ فَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُنِيْ أَنْ أَصْنَعَ فِيْ عُمْرَتِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ وَّوَدِدْتُ أَنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَقَالَ عُمَرُ تَعَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ قُلْتُ نَعَمْ فَرَفَعَ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيْطٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ كَغَطِيْطِ الْبَكْرِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوْقِ عَنْكَ وَأَنْقِ الصُّفْرَةَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ.

١٦٦٤۔ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے اور اس پر کرتہ تھا اور اس پر اثر زرد رنگ کی خوشبو کا تھا سو اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کس طرح حکم کرتے ہیں کہ میں اپنے عمرے میں کس طرح کروں سو اللہ نے حضرت پر وحی اتاری سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے سے ڈھانکا گیا سو میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں اس حال میں کہ آپ پر وحی نازل ہو سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے یہ کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی اترنے کی حالت میں دیکھے میں نے کہا ہاں مجھ کو خوش لگتا ہے سو اس نے کپڑے کا کنارہ اٹھایا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خراٹے تھے مانند آواز اونٹ کی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حالت دور ہوئی تو فرمایا کہ کہاں ہے عمرے کا پوچھنے والا اپنے بدن سے کرتہ اتار ڈال اور خوشبو کا نشان دھو ڈال اور زرد رنگ سے پرہیز کر اور جس طرح کہ تو اپنے حج میں کرتا ہے اپنے عمرے میں کر۔

فائدہ: اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری تھی کہ تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے اور وجہ دلالت کی مطلوب پر عموم امر ہے ساتھ اتمام کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے سب ہیئتوں اور صفتوں کو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج اور عمرے کا ایک حکم ہے جو حج میں کرتا ہے سو عمرے میں کرے اور جس چیز سے کہ حج کے احرام میں پرہیز کرنا لازم ہے اس سے عمرے کے احرام میں بھی پرہیز کرنا لازم ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور عمرے کے اعمال چار ہیں احرام اور طواف اور سعی اور حلق یا قصر۔ (فتح وغیرہ)

١٦٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا

١٦٦٥۔ عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَلَا أُرٰى عَلٰى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ أَنْ يَطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ زَادَ سُفْيَانُ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ مَا أَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَّلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

کہا (اور میں اس دن کم عمر تھا) کہ بھلا بتلا تو کہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ البتہ صفا اور مروہ جو ہیں نشانیاں ہیں اللہ کی پھر جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا عمرہ تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں میں پس نہیں دیکھتا میں کسی پر کوئی چیز یہ کہ نہ طواف کرے ان دونوں کا یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان دونوں کا طواف نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں اگر آیت کے یہ معنی ہوتے جیسا کہ تو کہتا ہے تو آیت اس طرح ہوتی کہ نہیں گناہ اس پر یہ کہ نہ طواف کرے ان دونوں میں سوائے اس کے نہیں کہ یہ آیت تو انصار کے حق میں اتری تھی کہ وہ مناۃ (بت کا نام ہے) کے واسطے احرام باندھتے تھے یعنی مشرکین اور مناۃ قدید (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے) کے مقابل تھا اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے کو گناہ جانتے تھے اور اس میں حرج دیکھتے تھے واسطے مشابہ کفار کے سو جب اسلام آیا تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم پوچھا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں آخر تک اور سفیان اور ابو معاویہ نے اپنی روایت میں ہشام سے اتنا لفظ زیادہ کیا ہے کہ جو صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرے تو اللہ نے اس کا حج تمام نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح کہ حج میں صفا اور مروہ کی سعی کی جاتی ہے اسی طرح عمرہ میں کی جائے اور جس طرح کہ حج بدون اس کے تمام نہیں اسی طرح عمرہ بھی تمام نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ مَتٰى يَحِلُّ الْمُعْتَمِرُ
عمرہ کرنے والا احرام سے کب باہر آتا ہے

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور ابن بطال نے کہا کہ نہیں جانتا میں خلاف درمیان اماموں کے فتووں میں کہ عمرے والا نہیں حلال ہوتا احرام سے یہاں تک کہ وہ طواف کرے اور سعی کرے مگر وہ

چیز کہ جدا ہو ساتھ اس کے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمرے والا طواف سے حلال ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے اسحاق بن راہویہ کا اور بعض اہل علم سے منقول ہے کہ بعض لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ جب عمرے والا حرم میں داخل ہو تو حلال ہو جاتا ہے اگرچہ نہ طواف کرے اور نہ سعی کرے اور جائز ہے یہ کہ کرے ہر وہ چیز کہ حرام ہے محرم پر اور رہو گا طواف اور سعی بیچ حق اس کے کے مانند رمی اور بیعت کے حاجی کے حق میں اور یہ مذہب شاذ اور مخالف ہے آئمہ دین کے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً وَّيَطُوْفُوْا ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْا.

اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم کیا یہ کہ حج کو عمرہ گردانے اور طواف کریں اور پھر بال کتروائیں اور حلال ہو جائیں۔

فائدہ: اس حدیث سے مراد عام ہے جو طواف اور سعی دونوں کو شامل ہے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ سے معلوم ہوتا ہے اور نیز یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس میں سعی کا ذکر موجود ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والا بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال نہیں ہوتا۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

١٦٦٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَمَرْنَا مَعَهُ فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ وَأَتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَأَتَيْنَاهَا مَعَهُ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَّرْمِيَهُ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ صَاحِبٌ لِّيْ أَكَانَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا قَالَ فَحَدِّثْنَا مَا قَالَ لِخَدِيْجَةَ قَالَ بَشِّرُوْا خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ مِنَ الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

١٦٦٦۔ عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا یعنی عمرہ قضاء اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ میں آئے اور دونوں کے درمیان سعی کی اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سعی کی اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ سے چھپاتے تھے کہ مبادا کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے اسمعیل کہتا ہے کہ میرے ایک یار نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے تھے اس نے کہا کہ نہیں اس کا یار کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ بیان کر ہم سے وہ چیز کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہی فرمایا خوشی سناؤ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ گھر موتیوں کے بہشت میں کہ اس میں نہ شور وغل ہے اور نہ کوئی رنج۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ محرم عمرہ بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال نہیں ہوتا۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٦٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِيْ عُمْرَةٍ وَّلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

١٦٦٧۔ عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنے عمرے میں طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو کیا اس کو اپنی عورت سے صحبت کرنی درست ہے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے سو خانے کعبے کے گرد سات مرتبہ گھومے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا مروہ کے درمیان سات بار سعی کی اور تمہارے لیے اس کے رسول کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ عمرو نے کہا کہ ہم نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا سو اس نے کہا کہ عورت سے نزدیک نہ ہو یہاں تک کہ صفا مروہ کے درمیان دوڑے۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

١٦٦٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ مُنِيْخٌ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِّنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِيْ ثُمَّ أَهْلَلْتُ

١٦٦٨۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحا میں آیا اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کو بٹھایا تھا یعنی وہاں اترے ہوئے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے احرام حج کا باندھا اس نے کہا ہاں فرمایا کہ تو نے کس چیز کا احرام باندھا اس نے کہا کہ میں نے احرام باندھا مانند احرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا خانہ کعبہ کا طواف کر اور صفا مروہ کی سعی کر پھر حلال ہو جا سو میں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور پھر میں بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا سو اس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں پھر میں نے حج کا احرام باندھا سو میں فتویٰ دیا کرتا تھا ساتھ اس کے

بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِيْ بِهٖ حَتّٰى كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ إِنْ أَخَذْنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهٗ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ أَخَذْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهٗ

یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم قرآن کو لیں تو بے شک وہ ہم کو تمام کرنے کا حکم کرتا ہے یعنی احرام سے حلال ہو یہاں تک کہ تمام کرو حج کو جیسے کہ آیت و اتموا الحج میں واقع ہوا ہے اور اگر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو لیں تو بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں حلال ہوئے یہاں تک کہ ھدی اپنی جگہ کو پہنچے یعنی منیٰ میں۔

فائدہ: یہ حدیث باب الذبح قبل الرمی میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمرے والے کو بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال ہونا درست نہیں۔ وفیہ المطابقة للترجمة

١٦٦٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ كَانَ يَسْمَعُ أَسْمَاءَ تَقُوْلُ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُوْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهٗ هَا هُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِيْلٌ ظَهْرُنَا قَلِيْلَةٌ أَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِيْ عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ.

١٦٦٩۔ ابو اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تحقیق مولا اسماء دختر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی کہ وہ اسماء سے سنتا تھا کہ جب وہ حجون (ایک پہاڑ کا نام ہے مکہ میں کہ اس جگہ مکہ کا قبرستان ہے کہ اس کو مقبرہ معلیٰ کہتے ہیں) میں گزرتیں تھیں تو کہتی تھیں کہ اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کرے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جگہ اترے اور ہم اس دن سبکسار تھے ہماری سواریاں کم تھیں اور ہمارے توشے بھی کم تھے سو عمرہ کیا میں نے اور میری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور زبیر نے اور فلاں فلاں نے یعنی بعد فسخ کرنے حج کے ساتھ عمرے کے سو جب ہم نے کعبے کا طواف کیا تو ہم احرام سے حلال ہوئے یعنی بعد سعی کے پھر زوال کے بعد ہم نے حج کا احرام باندھا۔

فائدہ: عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ لفظ مسحنا کے معنی طواف اور سعی دونوں کے ہوں لیکن اختصار کے واسطے سعی حذف کی گئی واسطے اس کے کہ تھے معلق ساتھ طواف کے اور کہا کہ اس حدیث میں حجت نہیں واسطے اس شخص کے کہ نہیں واجب کرتا سعی کہ اس واسطے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ یہ واقع حجۃ الوداع میں تھا اور دوسرے طریق میں مفسر آچکا ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کیا اور سعی کی پس یہ مجمل محمول ہے مبیّن پر اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی طواف اور سعی کے بعد بال کترانے سے پہلے جماع کرے تو اس کو کیا حکم ہے پس اکثر علماء

کا تو یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اس پر ھدی اور عطاء نے کہا کہ اس پر کوئی چیز نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کا عمرہ فاسد ہو جاتا ہے اور واجب ہے اس پر گزرنا فاسد میں اور لازم ہے اس پر قضاء اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے طبری نے اس پر کہ جو بال نہ کتروائے یہاں تک کہ حرم سے نکلے تو اس پر کوئی چیز نہیں بخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اس پر دم ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوِ الْغَزْوِ

جب کوئی حج اور عمرے اور جنگ سے پھرے تو کیا کہے؟

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ وہ ترجمے بیان کیے ہیں جو متعلق ہیں ساتھ آداب رجوع سفر کے واسطے متعلق ہونے اس کے کے ساتھ حاجی اور معتمر کے اور یہ معتمر افاقی (دوسرے علاقوں سے آنے والے) کے حق میں۔

١٦٧٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

١٦٧٠۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ یا حج یا عمرے سے لوٹتے تھے تو ہر بلند زمین پر تین تین بار اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے تھے کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کو سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے تو بھی بندگی سجدہ کرنے والے اپنے رب کے شکر گزار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تھا اسی نے جنگ خندق میں کہ عرب کے سب کفار نے ہجوم کر کے مدینے کو گھیر لیا تھا اللہ نے آندھی بھیجی اس نے سب کو بھگا دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی سفر طاعت یا مباح سے پھرے تو مستحب ہے کہ کلمات پڑھے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْحَاجِّ الْقَادِمِيْنَ وَالثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

حج کے واسطے مکے میں آنے والوں کی پیشوائی کرنے کا بیان یعنی جائز ہے اور ایک جانور پر تین شخصوں کے سوار ہونے کا بیان۔

فائدہ: اس باب میں دو حکم ہیں۔

۱۶۷۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ.

۱۶۷۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو عبدالمطلب کی اولاد کے لڑکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو اپنے آگے بٹھایا اور ایک کو اپنے پیچھے۔

فائدہ: دلالت حدیث کی دوسرے حکم پر ظاہر ہے یعنی معلوم ہوا کہ تین شخصوں کو ایک جانور پر سوار ہونا درست ہے اور دوسرا حکم حدیث سے بطریق عموم کے ثابت ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا عام ہے اس سے کہ ہو حج میں یا عمرے میں یا جنگ میں اور باب میں حج سے پھر آنے والے کے واسطے پیشوائی کرنے کا بیان ہے اور حدیث میں حج کے واسطے آنے والے کا بیان ہے لیکن ان میں مخالف نہیں اس واسطے کہ باعتبار معنی کے دونوں متفق ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْقُدُوْمِ بِالْغَدَاةِ

مسافر کا دن کو اپنے گھر کو آنا

۱۶۷۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي وَبَاتَ حَتَّى يُصْبِحَ.

۱۶۷۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے کی طرف نکلتے تھے تو صبح کی نماز درخت والی مسجد میں پڑھتے تھے جو کہ ذوالحلیفہ میں ہے اور جب سفر سے پھرتے تھے تو ذوالحلیفہ میں نالے کے اندر نماز پڑھتے تھے اور اس جگہ رات رہتے تھے یہاں تک کہ صبح کرتے پھر صبح کو مدینے میں داخل ہوتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سفر سے پھرے تو مستحب ہے کہ دن کو گھر میں داخل ہو۔ وفیہ المطابقة للترجمة

بَابُ الدُّخُوْلِ بِالْعَشِيِّ

رات کو گھر میں آنے کا بیان

فائدہ: یعنی مغرب سے عشاء تک اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ پہلے باب میں دن کو گھر میں آنا متعین نہیں بلکہ مغرب کے بعد بھی عشاء تک درست ہے اور منع تو صرف رات کو گھر آنا ہے اور علت اس کی یہ ہے تا کہ کنگھی کرے غبار آلودہ بالوں والی۔ (فتح)

١٦٧٣۔حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ كَانَ لَا يَدْخُلُ إِلَّا غُدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً.

۱۶۷۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دستور تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے پھرتے تو رات کو گھر میں نہ آتے تھے مگر صبح کو یا ابتدا رات میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر کے لیے دن کو گھر میں آنا متعین نہیں ہے بلکہ مغرب کے بعد عشاء تک بھی گھر میں آنا درست ہے۔ وفیہ مطابقۃ للترجمۃ

بَابٌ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ

جب کوئی مسافر مدت کے بعد اپنے شہر میں آئے تو رات کو اپنے گھر کو نہ آئے یعنی جس کے آنے کی خبر نہ پہنچی ہو۔

١٦٧٤۔حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَطْرُقَ أَهْلَهُ لَيْلًا.

۱۶۷۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ کوئی مسافر رات کو اپنے گھر میں داخل ہو۔

بَابُ مَنْ أَسْرَعَ نَاقَتَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ

جب کوئی مسافر مدینے میں پہنچے تو اپنی اونٹنی کو جلدی چلائے

١٦٧٥۔حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَأَبْصَرَ دَرَجَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ نَاقَتَهُ وَإِنْ كَانَتْ دَابَّةً حَرَّكَهَا.

۱۶۷۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے آتے تھے اور مدینے کی بلند راہیں دیکھتے تھے تو اپنی اونٹنی کو تیز چلاتے تھے اور اگر اونٹ کے سوا کوئی اور جانور ہوتا تھا تو اس کو ہلاتے تھے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ زَادَ الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ حُمَيْدٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

اس روایت میں یہ لفظ واقع ہوا ہے جدرات المدینہ یعنی جب مدینے کی دیواریں دیکھتے تھے اور اس میں یہ لفظ بھی زیادہ ہے کہ سواری کو مدینے کی محبت سے تیز کرتے تھے۔

جُدُرَاتِ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ.

فائدہ: اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر فضیلت مدینے کے اور اوپر مشروع ہونے حب وطن کے اور اس طرف رجوع کرنے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾

اس آیت کے نزول کا بیان کہ آؤ اپنے گھروں کو ان کے دروازوں سے

١٦٧٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْنَا كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجُّوْا فَجَاءُوْا لَمْ يَدْخُلُوْا مِنْ قِبَلِ أَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ وَلٰكِنْ مِنْ ظُهُوْرِهَا فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِهٖ فَكَأَنَّهٗ عُيِّرَ بِذٰلِكَ فَنَزَلَتْ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾.

١٦٧٦۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت ہم میں اتری کہ دستور تھا کہ جب انصار حج کر کے آتے تھے اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہ ہوتے تھے لیکن ان کے پیچھے سے داخل ہوتے تھے سو ایک مرد انصاری حج سے آیا اور اپنے گھر میں دروازے سے داخل ہوا تو گویا کہ عیب کیا گیا اس پر سو یہ آیت اتری کہ نہیں نیکی یہ کہ تم اپنے گھروں کو ان کے پیچھے سے آؤ یعنی چھت پر سے لیکن نیکی وہ ہے جو بچتا رہے یعنی حرام سے اور آؤ گھروں میں دروازوں سے۔

فائدہ: اس حدیث سے اس آیت کا شان نزول معلوم ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ جب احرام باندھتے تھے تو ان کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوتی تھی یعنی گھروں کے دروازوں سے داخل نہ ہوتے تھے تا کہ دروازہ ان کے اور آسمان کے درمیان حائل نہ ہو۔

بَابُ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ

باب ہے اس بیان میں کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے

١٦٧٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَنَوْمَهٗ فَإِذَا قَضٰى نَهْمَتَهٗ فَلْيُعَجِّلْ إِلٰى أَهْلِهٖ.

١٦٧٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے کہ باز رکھتا ہے تمہارے ایک کو کھانے اور پینے سے اور نیند سے پھر جب کوئی اپنے کام سے فراغت پائے تو چاہیے کہ جلدی سے اپنے گھر والوں کے پاس آئے کہ سبب خوشی کا ہے اور خلاص ہوتا ہے رنج انتظار سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے ضرر سفر کرنا مکروہ ہے کہ اس میں سراسر تکلیف اور مشقت ہے اور مستحب

ہے جلدی پھر آنا خاص کر وہ لوگ کہ غیب میں ان کے ضائع ہونے کا خوف ہو اور اس واسطے کہ اپنی بیوی اور بال بچوں میں رہنے میں راحت ہے جو مدد کرنے والی ہے اوپر صلاح دین اور دنیا کے اور نیز حاصل ہوتی ہے اس میں نماز ساتھ جماعت کے اور قوت عبادت کی اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ سفر میں صحت ہے سو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا نہ ہو اس واسطے کہ اس میں صحت باعتبار ریاضت کے ہے اور عذاب کا ٹکڑا باعتبار مشقت اور تکلیف کے ہے جو سفر میں لاحق ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُسَافِرِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ يُعَجِّلُ إِلٰى أَهْلِهِ

جب مسافر کو چلنا کوشش میں لائے یعنی جلد چلے اور اپنے گھر کی طرف جلدی کرے یعنی جلد چلنا مقصود ہو تو کیا کرے؟

فائدہ: بعض نسخوں میں تعجل سے پہلے واو نہیں اور اذا کا جواب تعجل ہے۔

١٦٧٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهٗ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِيْ عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

١٦٧٨۔ اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکے کی راہ میں تھا سو اس کو صفیہ رضی اللہ عنہا (اپنی بی بی) کی سخت بیماری کی خبر پہنچی سو وہ چلے انہوں نے چلنے میں جلدی کی یہاں تک کہ جب سرخی ڈوب گئی تو اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو چلنا کوشش میں لاتا تھا تو مغرب کو تاخیر کرتے تھے اور دونوں کو ملا کر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مسافر جلد چلے تو اس کو دو نمازوں کا ملا کر پڑھنا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ الْمُحْصَرِ وَجَزَآءِ الصَّيْدِ

باب ہے بیچ بیان روکنے محرم کے بیچ بدلے شکار کے کہ محرم اس کو کرے

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ﴾.

اور بیان مراد اس آیت کے کہ پھر اگر تم روکے جاؤ تو جو میسر ہو قربانی بھیجو اور نہ منڈواؤ سر اپنے جب تک کہ پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر۔

وَقَالَ عَطَاءٌ الْاِحْصَارُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَحْبِسُهٗ

اور عطاء نے کہا کہ روکنا ہر چیز سے ہے کہ اس کو روکے یعنی روکنا دشمن کے ساتھ خاص نہیں

فائدہ: اگر کوئی حج یا عمرے کا احرام باندھ کر کے کو چلے اور راہ میں دشمن یا بیماری یا کسی اور چیز کے سبب سے روکا جائے اور کے میں نہ پہنچ سکے تو وہ قربانی یعنی ایک بکری مکہ میں بھیجے کہ نحر کے دن اس کی طرف سے حرم میں ذبح کی جائے اور عطاء کے اس قول میں اشارہ ہے اس طرف کہ احصار عام ہے ہر چیز سے محرم رک سکتا ہے اور اس مسئلے میں اصحاب ﷺ کو اختلاف ہے کہ اکثر کا تو یہ مذہب ہے کہ احصار ہر روکنے والی چیز سے ہے کہ روکا جائے حاجی ساتھ اس کے دشمن سے ہو یا بیماری سے یا کسی اور چیز سے یہاں تک کہ ایک شخص سانپ سے کاٹا گیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیا کہ وہ محصر ہے اور نخعی اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ حصر ٹوٹ جانا ہے کسی عضو کا اور بیماری ہے اور خوف ہے یعنی ہر چیز سے احصار کو حکم ثابت ہو جاتا ہے خواہ بیمار ہو یا کچھ اور اور ان کی دلیل حجاج کی حدیث ہے اور وہ چیز ہے اس کو ہم اس باب کے اخیر میں ذکر کریں گے اور اثر عطاء کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عطاء کے قول کے مطابق حدیث آئی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ واجب ہے اس پر ذبح کرنا اس چیز کا کہ میسر ہو قربانی سے پھر اگر وہ حج اسلام ہو تو واجب ہے اس پر قضاء اس کی اور اگر فرض حج کے ادا کے بعد ہو تو اس پر قضاء نہیں اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ نہیں احصار مگر ساتھ دشمن کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے کہ نہیں ہے روکنا مگر

جس کو دشمن روکے پس عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے اور نہیں واجب ہے اس پر حج اور نہ عمرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو بیماری کے سبب سے خانے کعبے سے روکا جائے تو وہ احرام سے حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ خانے کعبے کا طواف کرے اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا کہ نہیں روکنا مگر بہ سبب دشمن کے یعنی پس بیمار ان کے نزدیک باقی رہتا ہے اپنے احرام پر اور اگر عذر جاتا رہے اور حج فوت ہو تو عمرہ کر کے احرام سے حلال ہو جائے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ نے حج اور عمرے کے تمام کرنے کا حکم فرمایا ہے اور محصر کو حلال ہونے کی رخصت دی اور آیت دشمن کے روکنے میں نازل ہوئی پس ہم رخصت کو اس کی جگہ سے آگے نہیں بڑھاتے اور اس باب میں ایک تیسرا قول بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ نہیں روکنا بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اہل کوفہ وغیرہ کے حجت استدلال کرنا ہے ساتھ عموم آیت کے فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ الآیہ۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَصُوْرًا لَا يَأْتِي النِّسَآءَ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لفظ حصور کے معنی جو قرآن میں واقع ہوا ہے یہ ہیں کہ عورتوں سے صحبت نہ کرے

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے گویا اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مادہ دونوں کا ایک ہے اور ان کے معنی کے درمیان جامع منع ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أُحْصِرَ الْمُعْتَمِرُ

جب عمرے کے احرام والا روکا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ روکنے کے ساتھ حلال ہونا خاص ہے ساتھ حاجی کے بخلاف عمرہ کرنے والے کے کہ وہ احصار سے حلال نہیں ہوتا بلکہ باقی رہتا ہے یہاں تک کہ خانے کعبے کا طواف کرے اس واسطے کہ تمام سال عمرے کا وقت ہے پس اس کے فوت ہونے کا خوف نہیں بخلاف حج کے اور یہ حکی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو کہ ابو قلابہ سے روایت ہے کہ میں عمرے کے واسطے نکلا سو میں اپنی سواری سے گر پڑا اور میرا پاؤں ٹوٹ گیا سو میں نے ایک آدمی کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا سو انہوں نے کہا کہ عمرے کے لیے حج کی طرح کوئی وقت معین نہیں اپنے احرام پر باقی رہے یہاں تک کہ خانے کعبے کا طواف کرے۔ (فتح)

١٦٧٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حِيْنَ خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ قَالَ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْتُ

١٦٧٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ فتنے (حجاج) میں عمرہ کے لیے مکہ کو نکلا تو کہا کہ اگر میں خانے کعبے سے روکا گیا تو کریں گے ہم جیسا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرے کا احرام باندھا اس واسطے کہ حدیبیہ

كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِّنْ اَجْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ.

کے سال آپ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا تھا یعنی اگر میں خانے کعبے کے طواف سے روکا گیا تو میں عمرے کا احرام باندھوں گا اور عمرے سے حلال ہو جاؤں گا جیسا کہ حضرت ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا اور اس سے حلال ہوئے۔

فائدہ: پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرف حج کا احرام باندھا پھر اس کے ساتھ عمرے کا احرام بھی باندھ لیا پس ہو گئے قارن۔

١٦٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَيَالِيَ نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا لَا يَضُرُّكَ اَنْ لَّا تَحُجَّ الْعَامَ وَاِنَّا نَخَافُ اَنْ يُّحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهٗ وَحَلَقَ رَاْسَهٗ وَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْعُمْرَةَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْطَلِقُ فَاِنْ خُلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَاِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهٗ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا شَاْنُهُمَا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَتِيْ فَلَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتّٰى حَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَهْدٰى وَكَانَ

١٦٨٠۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ اور سالم دونوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کلام کیا ان دنوں میں کہ حجاج کو لشکر ابن زبیر کی لڑائی کے واسطے مکہ میں اترا تھا اور انہوں نے کہا کہ تجھ کو اس سال نہ حج کرنے میں کچھ ضرر نہیں کہ ہم ڈرتے ہیں اس سال کہ حائل ہو کوئی چیز درمیان تیرے اور درمیان خانے کعبے کے یعنی تم مکے میں داخل نہ ہو سکو سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یعنی عمرے کے لیے سو کفار قریش کعبے کے درمیان رکاوٹ بنے یعنی حضرت ﷺ کو مکے میں آنے سے روکا سو حضرت ﷺ نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈوایا یعنی اگر میں روکا گیا تو میں بھی اسی طرح کروں گا اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرہ اپنے اوپر واجب کیا اگر اللہ نے چاہا تو میں جاؤں گا سو اگر میرے اور خانے کعبے کے درمیان راہ خالی ہوئی تو میں کعبے کا طواف کروں گا اور اگر میرے اور اس کے درمیان کوئی چیز مانع ہوئی تو میں کروں گا جس طرح حضرت ﷺ نے کیا اور میں آپ کے ساتھ تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ذوالحلیفہ سے عمرے کا احرام باندھا پھر ایک گھڑی چلے پھر کہا کہ حج اور عمرے کا حال تو ایک ہی ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حج کو اپنے عمرے کے ساتھ واجب کیا سو حج

يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ طَوَافًا وَّاحِدًا يَوْمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ.

اور عمرے سے حلال نہ ہوئے یہاں تک کہ قربانی کے دن حلال ہوئے اور قربانی ذبح کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ محرم احرام سے حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ ایک طواف کرے جس دن کہ مکے میں داخل ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہیں حال ہے ان دونوں کا مگر ایک تو مراد اس سے یہ ہے کہ جائز ہے حلال ہونا ان دونوں سے ساتھ احصار کے یا بیچ ممکن ہونے احصار کے ان دونوں میں سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر میں اپنے عمرے سے روکا گیا تو میں اپنے حج سے روکا گیا گویا کہ اس نے پہلے دیکھا تھا کہ حج کا احصار عمرے کے احصار سے سخت ہے اس واسطے کہ اس کے اعمال بہت ہیں اور اس کا وقت دراز ہے سو اس نے عمرے کا احرام باندھا پھر معلوم کیا کہ حج کے احصار سے محرم عمرے کے ساتھ حلال ہو سکتا ہے سو کہا کہ نہیں حال ہے ان دونوں کا مگر ایک اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم قیاس کرتے تھے اور اس کے ساتھ حجت پکڑتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دشمن کے سبب سے حج یا عمرے سے روکا جائے اور ان کو ادا نہ کر سکے تو اس کو جائز ہے کہ حلال ہو جائے ساتھ اس طرح کے کہ حلال ہونے کی نیت کرے اور اپنی قربانی ذبح کرے اور بال منڈوائے یا کتروائے اور یہ کہ جائز ہے داخل کرنا حج کا عمرے پر اور یہی قول جمہور کا لیکن شرط اس کی اکثر کے نزدیک یہ ہے کہ عمرے کے طواف میں شروع ہونے سے پہلے ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اگر چار شرط سے پہلے ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ طواف کے تمام ہونے کے بعد اور یہی قول ہے مالکیہ کا اور ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ ابو ثور نے خلاف کیا اور کہا کہ حج کو عمرے پر داخل کرنا درست نہیں جیسا کہ عمرے کو حج پر داخل کرنا منع ہے اور یہ کہ قارن ایک طواف کرے اور یہ قارن قربانی ذبح کرے اور یہ کہ خوف ناک راہ میں جانا درست ہے جب کہ سلامتی کی امید ہو۔ (فتح)

حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَهُ لَوْ أَقَمْتَ بِهٰذَا.

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ کے بعض بیٹوں نے اس کو کہا کہ اگر تو اس سال ٹھہرے تو بہتر ہو۔

١٦٨١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ أُحْصِرَ

١٦٨١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم روکے گئے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر منڈوایا اور اپنی بیویوں سے صحبت کی اور اپنی قربانی ذبح کی یہاں تک کہ اس کے بدلے آئندہ سال کو عمرہ کیا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَهٗ وَجَامَعَ نِسَآءَهٗ وَنَحَرَ هَدْيَهٗ حَتّٰى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو احصار کے ساتھ حلال ہو واجب ہے اس پر قضاء اس چیز کی کہ اس سے حلال ہو یعنی حج ہو یا عمرہ اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر حدیث سے اور جمہور نے کہا کہ واجب نہیں اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلے میں دو قول ہیں وَسَیَاتِی الْبَحْثُ فِیْهِ۔

بَابُ الْاِحْصَارِ فِی الْحَجِّ. حج سے روکنے کا بیان۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو احصار عمرے سے حج واقع ہوا ہے سو علماء نے حج کو بھی اس پر قیاس کر لیا ہے اور وہ الحاق ہے ساتھ نفی قارن کے اور وہ قوی تر ہے سب قیاسوں سے میں کہتا ہوں کہ مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ساتھ اس قول کے کہ سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے کی ہے قیاس کرنا اس شخص کا ہے جو حج سے روکا گیا اس پر جو عمرے سے روکا گیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احصار تو عمرے سے واقع ہوا تھا اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول اس شخص کے حق میں ہو جو نہ حاصل ہو واسطے اس کے یہ اس حال میں کہ حج کرنے والا ہو۔ (فتح)

۱۶۸۲۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ اَلَیْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ حُبِسَ اَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰى یَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَیُهْدِیْ اَوْ یَصُوْمُ اِنْ لَّمْ یَجِدْ هَدْیًا وَّعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهٗ.

۱۶۸۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ کیا تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کفایت نہیں کرتا اور اگر کوئی حج سے روکا جائے یعنی وقوف عرفات سے تو خانے کعبے کا طواف کرے اور صفا مروہ کی سعی کرے یعنی اگر کر سکے پھر حلال ہو ہر چیز سے کہ اس پر حرام کی تھی یہاں تک کہ آئندہ سال کو حج کرے پس قربانی ذبح کرے اور اگر قربانی نہ پائے تو روزے رکھے۔

فائدہ: اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما شرط کرنے کے منکر تھے یعنی اگر محرم شرط کرے

یہ کہ اگر مجھ کو راہ میں مرض پیدا ہوا اور کعبے کی طرف نہ چل سکوں تو میں اس جگہ سے احرام سے باہر نکل آؤں گا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ یہ شرط درست نہیں بلکہ جہاں رک جائے تو جو اعمال عمرے کے ممکن ہوں ان کو ادا کر کے وہیں سے حلال ہو جائے اور ضباعہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ حج کا احرام باندھ اور شرط کر لے یعنی کہہ کہ یا الٰہی میرا مکان نکلنے کا احرام سے اس جگہ ہو گا کہ روکے تو مجھ کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہم سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ شرط کرنا صحیح ہے اور نہیں ثابت ہوا انکار اس کا کسی صحابی سے مگر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور موافقت کی ہے ان کی ایک جماعت تابعین نے اور جو ان کے بعد ہیں حنفیہ اور مالکیہ سے حج اور عمرے میں شرط کرنے میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ وہ مشروع ہے پھر ظاہر یہ کہتے ہیں کہ واجب ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے اور بعض کے نزدیک جائز ہے اور یہی قول مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا جدید قول یہ ہے کہ اگر ضباعہ کی حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں گا اور جو لوگ کہ ضباعہ کی حدیث کے منکر ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث ضباعہ کے ساتھ خاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد روکنے والی چیز سے موت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عمرے کے ساتھ خاص ہے۔ (فتح)

بَابُ النَّحْرِ قَبْلَ الْحَلْقِ فِي الْحَصْرِ

رکنے کے وقت سر منڈوانے سے پہلے قربانی کرنے کا بیان

١٦٨٣۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَّحْلِقَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهٗ بِذٰلِكَ.

١٦٨٣۔ مسور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (عمرہ حدیبیہ میں) سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کی اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اس کا حکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصر کو سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کرنی درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٦٨٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيِّ قَالَ وَحَدَّثَ نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ وَسَالِمًا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ

١٦٨٤۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ اور سالم نے اپنے باپ عبداللہ سے کلام کی یعنی یہ کہ آپ اس سال حج کو نہ جائیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرے کے ارادے سے نکلے سو کفار قریش کعبہ سے روکا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کا اونٹ ذبح

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرِيْنَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَهٗ وَحَلَقَ رَأْسَهٗ.

کیا اور اپنا سر منڈوایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصر کو سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کرنی درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور ترجمہ باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ یہ ترتیب محصر کے ساتھ خاص ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں واجب ہے اختیار کی حالت میں اور نہیں تعرض کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس چیز کے کہ واجب ہے اس پر جو قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوائے سو علقمہ سے روایت ہے کہ اس پر جانور ذبح کرنا آتا ہے اور مثل اس کی مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ محصر پر ہدی نہیں اور یہ حدیث حجت ہے اس پر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْصَرِ بَدَلٌ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ کہتا ہے محصر پر قضا نہیں

وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ شِبْلٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّمَا الْبَدَلُ عَلٰى مَنْ نَقَضَ حَجَّهٗ بِالتَّلَذُّذِ فَأَمَّا مَنْ حَبَسَهٗ عُذْرٌ أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَإِنَّهٗ يَحِلُّ وَلَا يَرْجِعُ وَإِنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَهٗ إِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَبْعَثَ بِهٖ وَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَبْعَثَ بِهٖ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قضاء تو صرف اس پر ہے جو اپنا حج جماع سے توڑے یعنی اس واسطے کہ احرام میں عورت سے جماع کرنا درست نہیں اور جو شخص کہ روکے اس کو کوئی عذر مانند دشمن کی یا سوائے اس کے کوئی عذر اور چیز مانند بیماری وغیرہ کے تو وہ احرام سے حلال ہو جاتا ہے اور قضاء نہ کرے یعنی جب کہ حج نفل ہو اور اگر فرض ہو تو واجب ہے اس پر قضاء اس کی اور اگر اس کے ساتھ قربانی ہو اس حال میں کے وہ محصر ہو اور اس کو حرم میں نہ بھیج سکے تو اس کو ذبح کرے یعنی کسی جگہ ہو حرم میں یا حل میں اور اگر اس کو حرم میں بھیج سکے تو اس کو احرام سے حلال ہونا درست نہیں یہاں تک کہ قربانی اپنی جگہ میں یعنی حرم میں پہنچے۔

فائدہ: اور اس مسئلے میں اصحاب رضی اللہ عنہم وغیرہم کو اختلاف ہے جمہور کا مذہب تو یہ ہے کہ محصر جس جگہ حلال ہو اسی جگہ قربانی کرلے تو درست ہے خواہ حرم میں یا حل میں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نہ ذبح کرے اس کو مگر حرم میں اور دوسرے علماء نے تفصیل کی ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور یہی قول معتبر ہے اور اس کے اختلاف کا یہ سبب ہے کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن قربانی حل میں ذبح کی تھی یا حرم میں بعض کہتے ہیں کہ حل میں

ذبح کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ حرم میں ذبح کی اور راجح یہ بات ہے کہ آپ ﷺ نے حرم میں ذبح کی لیکن اس کا اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا (جیسا کہ امام اعظم کہتے ہیں) بلکہ ظاہر قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم نے اپنی جگہ میں ذبح کی حالانکہ وہ حل میں تھے حرم میں نہ تھے اور یہ واقع جواز پر دلالت کرتا ہے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محصر کو حل میں بھی قربانی ذبح کرنا درست ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَغَيْرُهُ يَنْحَرُ هَدْيَهُ وَيَحْلِقُ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ كَانَ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ نَحَرُوْا وَحَلَقُوْا وَحَلُّوْا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ الطَّوَافِ وَقَبْلَ أَنْ يَّصِلَ الْهَدْيُ إِلَى الْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يُذْكَرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَحَدًا أَنْ يَّقْضُوْا شَيْئًا وَلَا يَعُوْدُوْا لَهُ وَالْحُدَيْبِيَةُ خَارِجٌ مِّنَ الْحَرَمِ.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اپنی قربانی ذبح کرے اور اپنا سر منڈوائے جس جگہ میں ہو اور اس پر قضاء نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے قربانی ذبح کی اور سر منڈوایا اور حلال ہوئے ہر چیز سے کہ ان پر حرام تھی پہلے طواف کرنے سے اور پہلے اس سے کہ پہنچے قربانی اپنی جگہ میں پھر نہیں ذکر کیا گیا یہ کہ حضرت ﷺ نے کسی کو حکم کیا ہو یہ کہ قضاء کرے کوئی چیز اور اصحاب رضی اللہ عنہم اس کو دوہرائیں اور حدیبیہ حرم مکہ سے باہر ہے۔

فائدہ: یہ قول موطا امام مالک میں مذکور ہے اور مراد وغیرہ سے امام شافعی ہیں اس واسطے کہ یہ جو کہا کہ حدیبیہ حرم مکہ سے باہر ہے تو یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ بعض اس کا حل میں ہے اور بعض اس کا حرم میں لیکن حضرت ﷺ نے تو حل میں قربانی ذبح کی ساتھ دلیل اس آیت کے ﴿وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ﴾ یعنی روکیں تم کو مسجد حرام سے اور ہدی میں اس حال میں کہ کھڑی کی گئی ہو یہ کہ پہنچے اپنے حلال ہونے کی جگہ میں اور قربانی کے حلال ہونے کی جگہ اہل علم کے نزدیک حرم ہے اور اللہ نے خبر دی کہ کفار نے ان کو حرم سے روکا اور کہا کہ جس جگہ روکا اسی جگہ ذبح کرے اور حلال ہو جائے اور اس پر قضا نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قضا کو ذکر نہیں فرمایا اور اہل مغازی کے اخبار سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے اس واسطے کہ ہم نے حدیثوں کے اتفاق سے معلوم کیا کہ حدیبیہ کے سال آپ ﷺ کے ساتھ معروف مرد تھے پھر آپ ﷺ نے عمرہ قضا کیا یعنی آئندہ سال کو اور ان میں سے بعض مدینے میں رہے بغیر ضرورت کی جان میں اور نہ مال میں اور اگر ان پر قضاء واجب ہوتی سو حکم کرتی ان کو یہ کہ نہ پیچھے رہیں ان سے اور دوسری جگہ میں کہا کہ عمرہ قضاء کو قضاء اس واسطے کہا گیا کہ آپ ﷺ نے اس میں قریش سے صلح کی نہ اس واسطے کہ اس عمرے کی قضاء ان پر واجب ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو قضاء عمرے کا حکم کیا سو ان سے کوئی پیچھے نہ رہا سو مراد حکم سے حکم استحباب کا ہے۔ (فتح)

١٦٨٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِّنْ أَجْلِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي أَمْرِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ فَالْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَّاحِدًا وَرَاٰى أَنَّ ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَأَهْدٰى.

١٦٨٥۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب کہ عمرے کے لیے نکلے فتنے کے سال میں کہ اگر میں خانے کعبے سے روکا گیا تو ہم کریں گے جیسا کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ کیا سو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عمرے کا احرام باندھا اس واسطے کہ حدیبیہ کے سال حضرت ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا تھا پھر عبداللہ نے اپنے حال میں نظر کی سو فرمایا کہ نہیں حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک سو اس نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف التفات کیا اور کہا کہ نہیں حال ہے ان دونوں کا مگر ایک میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حج کو عمرے کے ساتھ واجب کیا یعنی قران کی نیت کی پھر حج اور عمرے دونوں کے لیے ایک طواف کیا اور اعتقاد کیا یہ طواف ہر ایک کی طرف سے کافی ہے اور ہدی بھیجی۔

فائدہ: اور یہ مخالف ہے قول کوفیوں کے کہ وہ دونوں کے واسطے دو طواف واجب کہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ وَهُوَ مُخَيَّرٌ فَأَمَّا الصَّوْمُ فَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا اس کو دکھ دیا اس کے سر نے تو بدلہ دے روزے یا خیرات یا ذبح کرنا اور اس کو ان تین چیزوں میں اختیار ہے جو چیز چاہے دے اور مگر روزے پس تین دن ہیں۔

فائدہ: هُوَ مُخَيَّرٌ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی کلام ہے اس کو او مکررہ سے استفادہ کیا ہے یعنی حرف اَوْ سے معلوم ہوتا ہے ان تین چیزوں میں اختیار ہے جو چاہے دے کوئی خاص واجب نہیں کہ بدون اس کے کوئی چیز اور درست نہ ہو اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی باب کفارات ایمان میں پس کہا کہ اختیار دیا حضرت ﷺ نے کعب کو فدیہ میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء رحمہ اللہ اور عکرمہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جس جس جگہ قرآن میں او کا حرف آیا ہے تو اس کے صاحب کو اختیار ہے اور قریب تر اس چیز کا کہ واقف ہوا ہوں میں طرق حدیث باب سے طرف تصریح کے یہ ہے جو کہ ابو داود نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے کعب کو فرمایا کہ اگر تو چاہے تو قربانی

ذبح کر اور اگر تو چاہے تو روزے رکھ اور اگر چاہے تو کھانا کھلا۔ (فتح)

١٦٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ أَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ.

١٦٨٦۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ شاید کہ تیرے کیڑے تجھ کو ایذا دیتے ہیں یعنی جوئیں اس نے کہا کہ ہاں سو فرمایا کہ اپنا سر منڈوا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ مسکین کو کھانا کھلا یا ایک بکری قربانی کر۔

فائدہ: آیت مذکورہ میں مطلق روزے کا ذکر ہے اور اس حدیث سے اس کو مقید کر دیا ہے ساتھ تین روزوں کے اور ابن تین نے کہا کہ شارع نے یہاں ایک روزے کو ایک صاع کے برابر ٹھہرایا ہے اور رمضان کا روزہ نہ رکھنے کو ایک مد کے برابر ٹھہرایا اور اسی طرح ظہار میں اور روزے رمضان میں جماع کرنے میں اور کفارے قسم میں تین مد اور ایک تہائی اس کی اور اس میں قوی تر دلیل ہے اس پر کہ حدود اور تقدیرات میں قیاس کو دخل نہیں اور یہ فدیہ حلق پر مرتب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جوؤں کے مارنے پر مرتب ہے اور اثر خلاف کا اس میں ظاہر ہوتا ہے جب کہ کوئی محرم سر منڈوائے اور جوں مارے پس بعض کے نزدیک اس میں فدیہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں اور یہ جو کہا کہ روزہ رکھ تو ابن قدامہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں اختلاف اس میں کہ کسی چیز کے ساتھ بالوں کا دور کرنا حلق کے ساتھ ملحق ہے برابر ہے کہ استرا سے ہو یا نورے وغیرہ سے اور ابو عوانہ نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو قربانی پائے وہ نہ روزہ رکھے اور نہ کھانا کھلائے یعنی اس کو قربانی کا ذبح کرنا متعین ہے اس کے ہوتے اور کوئی چیز کفایت نہیں کرتی لیکن میں نہیں جانتا کہ کوئی عالم اس کا قائل ہو سوائے سعید بن جبیر کے کہ اس نے کہا اگر بکری نہ پائے تو اس کی قیمت سے اناج خرید کر خیرات کرے یا ہر نصف صاع کے بدلے روزہ رکھے اور تطبیق ان دونوں میں یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے ترجیح ترتیب کے نہ یہ کہ ترتیب واجب ہے اور امام نووی نے کہا کہ یہ مراد نہیں کہ روزہ یا کھانا کھلانا نہیں کفایت کرتا ہے مگر واسطے فاقد ھدی کے یعنی جس کو ھدی نہ ملے بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا اس کے ساتھ ھدی ہے یا نہیں سو اگر وہ ھدی پا سکتا ہے تو اس کو معلوم کروایا کہ اس کو اختیار ہے درمیان اس کے اور درمیان روزے اور کھلانے کے اور اگر قربانی نہ

پائے تو اس کو دونوں کے درمیان اختیار ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿أَوْ صَدَقَةٍ﴾ وَهِيَ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ یا خیرات کرے اور وہ خیرات چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اسکی کہ آیت میں صدقہ مبہم ہے اور سنت نے اس کو بیان کیا ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا کہ آیت میں صدقہ سے مراد چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دس روزے ہیں اور دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں قائل ہوا ساتھ اس کے کوئی فقیہ شہروں میں سے یعنی حسن بصری کے سوا اور کوئی اس کا قائل نہیں۔ (فتح)

١٦٨٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُجَاهِدٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ لَيْلٰى أَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَرَأْسِيْ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ يُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ أَوْ قَالَ احْلِقْ قَالَ فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهٖ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ﴾ إِلٰى آخِرِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ أَوِ انْسُكْ بِمَا تَيَسَّرَ.

١٦٨٧۔ کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر کھڑے ہوئے اور میرے سر سے پے در پے جوئیں گرتیں تھیں تو فرمایا کہ کیا تجھ کو تیرے سر کے کیڑے ایذا دیتے ہیں میں نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنا سر منڈوا ڈال کعب نے کہا کہ یہ آیت میرے حق میں اتری فمن کان منکم آخر تک سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھ تین دن اور ایک فرق چھ مسکینوں میں تقسیم کر یا جو قربانی میسر ہو ذبح کر۔

فائدہ: ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب محرم کو سر کی جوئیں تکلیف دیں تو بالوں کو منڈوائے اور کھانا کھلا دے تو چھ مسکینوں کو کھانا دے پس معلوم ہوا کہ مراد صدقہ سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ الْإِطْعَامِ فِي الْفِدْيَةِ نِصْفُ صَاعٍ

فدیہ میں کھانا کھلانا صاع ہے یعنی ہر مسکین کو ڈیڑھ کلو گندم دے ہر چیز سے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے قول اس شخص کی جو گیہوں وغیرہ میں فرق کرتا ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ اگر گیہوں ہو تو آدھا صاع دے اور اگر کھجور وغیرہ ہو تو پورا صاع دے اور امام

احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہ بھی ہے اور یہ حدیث ان پر رد کرتی ہے۔ (فتح)

١٦٨٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِدْيَةِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَّهِيَ لَكُمْ عَامَّةً حُمِلْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى الْوَجَعَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرٰى أَوْ مَا كُنْتُ أُرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرٰى تَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لَا فَقَالَ فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ.

١٦٨٨۔ عبداللہ سے روایت ہے کہ میں کعب بن عجرہ کے پاس بیٹھا سو میں نے اس کو فدیہ کا حکم پوچھا سو اس نے کہا کہ فدیہ کی آیت خاص میرے حق میں نازل ہوئی اور تمہارے واسطے عام ہے یعنی اس کا حکم سب کو شامل ہے اس کو بیان یوں ہے کہ میں حضرت ﷺ کی طرف اٹھایا گیا اس حال میں کہ جوئیں میرے منہ پر گرتی تھیں سو فرمایا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ تجھ کو ایسی تکلیف پہنچی ہوگی جو کہ میں اب دیکھتا ہوں کیا تجھ کو ایک بکری نہ ملے گی میں نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے کہا کہ تو تین دن کے روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا دے ہر محتاج کو ڈیڑھ کلو اناج۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فدیہ سے مراد آدھا صاع اناج ہے خواہ کسی چیز سے ہو۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ النُّسُكِ شَاةٌ

نسک بکری ہے

فائدہ: یعنی آیت میں نسک سے مراد بکری ہے۔

١٦٨٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَأَنَّهُ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهِ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّوْنَ بِهَا وَهُمْ عَلٰى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوْا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةٍ

١٦٨٩۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا اس حال میں کہ اس کے منہ پر جوئیں گرتیں تھیں سو فرمایا کہ تیرے سر کے کیڑے تجھ کو ایذا دیتے ہیں اس نے کہا ہاں سو حکم فرمایا اس کو حضرت ﷺ نے سر منڈوانے کا اور آپ حدیبیہ میں تھے اور نہ بیان کیا واسطے اصحاب رضی اللہ عنہم کے آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ وہ احرام سے حلال ہو جائیں اور حالانکہ وہ ارادہ رکھتے تھے کہ مکے میں آئیں اور حج کریں سو اللہ تعالیٰ نے فدیہ کی آیت اتاری سو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا یہ کہ ایک فرق چھ مسکینوں کو کھانا دے یا ایک بکری قربانی کرے یا تین روزے رکھے۔

أَوْ يُهْدِىَ شَاةً أَوْ يَصُوْمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

فائدہ: یہ جو راوی نے کہا کہ آپ نے اس کے واسطے بیان نہ کیا کہ وہ اس سے حلال ہو جائیں گے الخ تو اس وجہ سے کہا کہ استباحت ممنوع یعنی حلق کا حلال کرنا واسطے عذر کے تھا یعنی تکلیف کے جس کے لیے فدیہ ٹھہرایا نہ واسطے حلال ہونے کے احرام سے واسطے حصر کے اور یہ بات ظاہر ہے ابن منذر نے کہا کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جس کو خانے کعبے میں پہنچنے کی امید ہو تو اس کو لازم ہے کہ ٹھہرے یہاں تک کہ پہنچنے سے ناامید ہو پس حلال ہو اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ جو ناامید ہو اور اس کو حلال ہونا جائز ہو اور وہ اپنے احرام پر باقی رہے پھر خانے کعبے میں پہنچنے کی قدرت پائے تو اس پر واجب ہے کہ خانے کعبے میں جائے تا کہ اس کا حج پورا ہو اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ راوی کے اس قول سے کہ نہ بیان کیا واسطے ان کے کہ وہ حرام سے حلال ہو سمجھا جاتا ہے کہ جو عورت اپنے حیض کا وقت پہچانتی ہو اور جو بیمار جو اپنے تپ کا وقت پہچانتا ہو عادت سے جب کہ رمضان میں مثلا ابتدا دن میں روزہ افطار کرے پھر حیض اور تپ اسی دن میں دور ہو جائے تو لازم ہے ان پر قضاء اس دن کی اس واسطے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ وہ حدیبیہ میں حلال ہو جائیں گے اور نہ ساقط ہو کعب سے کفارہ جو کہ اس پر حلق کے سبب سے واجب ہوا تھا پہلے اس سے کہ ظاہر ہو امر واسطے ان کے اور یہ اس واسطے ہے کہ جائز ہے کہ ان کی عادت کا خلاف وقوع میں آئے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ سنت بیان کرنے والی ہے واسطے اجمال قران کے واسطے مطلق ہونے فدیہ کے قرآن میں اور مقید کرنے اس کے کے ساتھ سنت کے اور یہ کہ محرم کو سر منڈوانا درست نہیں لیکن اگر اس کو کوئی تکلیف ہو تو درست ہے اور یہ کہ اس میں مہربانی کرنی ہے ساتھ یاروں اپنے کے اور ان کے حالات کا اہتمام کرنا اور جب اپنے بعض تابعداروں کو تکلیف میں دیکھے تو اس سے پوچھے اور اس کو خلاصی کی طرف ہدایت کرے اور بعض مالکیہ نے اس سے استنباط کیا ہے کہ جو جان بوجھ کر بلا عذر اپنا سر منڈوائے تو اس پر فدیہ واجب ہے اس واسطے کہ معذور پر اس کا واجب کرنا تنبیہ ہے ساتھ ادنی کی اعلی پر لیکن اس سے معذور اور غیر میں برابری لازم نہیں آتی اور اس واسطے امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کہتے ہیں کہ عائد کو اختیار نہ دیا جائے بلکہ اس پر خون لازم ہے اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیہ نے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ فدیہ کے واسطے کوئی مکان معین نہیں بلکہ جس جگہ چاہے ذبح کرے اور یہی قول اور اکثر تابعین کا اور حسن نے کہا کہ مکہ معین ہے یعنی اس کے سوائے کسی اور جگہ میں جائز نہیں اور مجاہد نے کہا کہ قربانی مکہ اور منی میں کرے اور کھانا کے میں کھلائے اور روزہ جس جگہ چاہے رکھے اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی اس کے قریب ہے یعنی دم اور طعام واسطے اہل حرم کے ہے یعنی یہ دونوں چیزیں حرم میں کرے اور روزے جس جگہ چاہے رکھے اس واسطے کہ اہل حرم کو اس میں

کچھ نفع نہیں اور بعض حنفیہ نے روزوں کو بھی ان کے ساتھ ملایا ہے۔ (فتح)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهِ مِثْلَهُ.

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا اس حال میں کہ اس کی جوئیں اس کے منہ میں گرتی تھیں مانند اس کی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا رَفَثَ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ پھر جس نے لازم کر لیا ان میں حج تو بے پردہ ہونا عورت سے جائز نہیں

فائدہ: رفث کے معنی ہیں جماع کرنا اور کلام میں فاحش کرنا اور زہری نے کہا کہ رفث کلمہ جامع ہے ہر چیز کو کہ مرد عورت سے چاہے۔

١٦٩٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

١٦٩٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس اللہ کے واسطے خانے کعبے کا حج کیا پھر نہ عورت سے صحبت کی اور نہ صحبت کی بات کی اور نہ گناہ کیا اور نہ راہ میں کسی سے جھگڑا تو گناہوں سے پاک ہو کر اپنے گھر ایسے لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

فائدہ: حاجی کو لازم ہے کہ حج کے راہ میں گناہوں سے بچے ساتھیوں سے نہ لڑے تب گناہوں سے پاک ہو اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا حاجی سب گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ اور یہی مذہب ہے بعض اہل علم کا۔ (تیسیر)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج میں یعنی احرام میں

١٦٩١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

١٦٩١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس گھر کا حج کرے پھر نہ عورت سے صحبت کرے اور نہ صحبت کی بات کرے اور نہ گناہ کرے اور نہ راہ میں ساتھیوں سے جھگڑے تو پھرتا ہے گناہوں سے پاک ہو کر مانند اس دن کی کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں جدال کا ذکر نہیں ہے گویا کہ اس نے اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے کہ آیت میں مذکور ہے۔ (تیسیر)

بَابُ جَزَآءِ الصَّيْدِ وَنَحْوِهٖ

باب ہے بیان میں بدلے شکار کے کہ اس کو محرم قتل کرے اور مانند اس کی جیسا کہ شکاری جانور کو ہانکے یا اس کا درخت کاٹے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَّمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾.

اور بیان ہے اس آیت کا کہ نہ مارو تم شکار کو جس وقت ہو تم احرام میں اور جو کوئی تم میں سے اس کو مارے جان کر تو واجب ہے بدلہ اس مارے کے برابر مویشی میں سے وہ کہ ٹھہرائیں دو معتبر تمہارے کہ نیاز پہنچائے کعبے تک یا گناہ کا کفارہ ہے کسی محتاج کو کھانا یا اس کے برابر روزے کہ چکھے سزا اپنے کام کی اللہ نے معاف کیا جو ہو چکا اور جو کوئی دوبارہ کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا حلال ہوا تم کو دریا کا شکار اور اس کا کھانا فائدے کو تمہارے اور مسافروں کے اور حرام ہوا تم پر شکار جنگل کا جب تک رہو تم احرام میں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پاس کے جمع ہو گے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ سبب نزول اس آیت کا یہ ہے کہ ابو بشر نے جنگلی گدھے کو قتل کیا اس حال میں کہ وہ محرم تھا عمرے حدیبیہ میں سو یہ آیت اتری حکایت کی مقاتل نے یہ بات اپنی تفسیر میں اور مصنف نے اس ترجمے میں کوئی حدیث بیان نہیں کی گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ شکار کے بدلے میں اس کے نزدیک کوئی حدیث مرفوع ثابت نہیں ہے ابن بطال نے کہا کہ اتفاق کیا ہے فتوے پر اماموں نے اہل حجاز اور عراق وغیرہ سے اس پر کہ اگر محرم شکار کو قتل کرے جان بوجھ کر یا بھول کر تو واجب ہے اس پر بدلہ اور اہل ظاہر اور ابو ثور اور ابن منذر نے خلاف کیا ہے خطاء میں اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے متعمدًا اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مخطی اس کے برخلاف ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور حسن اور مجاہد نے اس کو عکس کیا ہے یعنی کہا کہ اگر بھول کر مارے تو اس کو بدلہ واجب ہے اور اگر جان بوجھ کر مارے تو اس کا بدلہ واجب نہیں پس بدلہ خاص ہو گا ساتھ بھول کے اور سزا ساتھ عمد کے اور دونوں سے ایک یہ روایت ہے کہ اگر کوئی جان کر مارے تو اس پر پہلی بار بدلہ واجب ہے اور اگر پھر کرے تو ہو گا بڑا گناہ اور اس پر سزا ہے نہ

بدلہ اور موفق نے مغنی میں کہا کہ نہیں جانتا میں کسی کو کہ خلاف کیا ہو واجب ہونے بدلے میں عائد پر سوائے ان دونوں کے اور کفارے میں اختلاف ہے اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس کو اختیار ہے کہ چاہے بدلہ دے روزے جیسا کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے اور ثوری نے کہا کہ بدلہ مقدم کیا جائے اور اگر بدلہ نہ پائے تو کھانا کھلائے اور اگر یہ بھی نہ پائے تو روزے رکھے اور سعید بن جبیر نے کہا کہ کھانا اور روزہ تو اس چیز پر ہے کہ شکاری مول کو نہ پہنچے اور اکثر علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ محرم کے شکار کا کھانا حرام ہے اور حسن اور ثوری اور ابوثور اور ایک گروہ نے کہا کہ اس کا کھانا جائز ہے اور وہ مانند ذبیح چور کی ہے اور یہ ایک وجہ واسطے شافعیہ کے اور اکثر کہتے ہیں کہ حکم اس میں یہ ہے جس کے ساتھ سلف نے حکم کیا اس سے تجاوز نہ کیا جائے یعنی مثلا سلف نے حکم کیا کہ گورخر کے بدلے گائے دی جائے تو اب اس سے تجاوز نہ کیا جائے اور جس میں سلف نے حکم نہیں کیا اس میں از سرنو حکم کیا جائے اور جس میں اختلاف ہے اس میں اجتہاد کیا جائے اور ثوری نے کہا کہ اختیار اس میں دو مرد معتبر کے لیے ہے ہر زمانے میں اور امام مالک نے کہا کہ از سرنو حکم کیا جائے اور محکوم علیہ کے لیے اختیار ہے اور جائز ہے اس کو یہ کہ کہے کہ نہ حکم کرو مجھ پر مگر ساتھ کھانے کے اور اکثر نے کہا کہ واجب بدلے میں مثل شکار کے ہے مواشی میں سے اور امام ابوحنیفہ نے کہا کہ واجب بدلے میں قیمت ہے اور جائز ہے خرچ کرنا اس کا مثل میں اور اکثر علماء نے کہا کہ بڑے جانور کا بدلہ بڑا جانور دے اور چھوٹے میں چھوٹا اور تندرست میں تندرست اور ٹوٹے میں ٹوٹا ہوا اور امام مالک نے اس میں خلاف کیا ہے کہ چھوٹے اور بڑے میں بڑا ہے اور صحیح اور عیب ناک میں صحیح ہے اور اتفاق ہے اس پر سب کا کہ مراد شکار سے وہ چیز ہے جس کا کھانا حلال کو جائز ہے جانوروں وحشی سے اور جس جانور کا مارنا درست ہے اس کے مار ڈالنے میں کوئی چیز واجب نہیں اور جو جانور متولد ہو یعنی حلال اور حرام جانور سے پیدا ہوا اکثر نے اس کو ماکول کے ساتھ لاحق کیا ہے۔ (فتح)

وَإِذَا صَادَ الْحَلَالُ فَأَهْدٰى لِلْمُحْرِمِ الصَّيْدَ أَكَلَهُ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ بِالذَّبْحِ بَأْسًا وَهُوَ غَيْرُ الصَّيْدِ نَحْوُ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْبَقَرِ وَالدَّجَاجِ وَالْخَيْلِ يُقَالُ عَدْلُ ذٰلِكَ مِثْلُ فَإِذَا كُسِرَتْ عِدْلٌ فَهُوَ زِنَةُ ذٰلِكَ قِيَامًا قِوَامًا يَعْدِلُوْنَ يَجْعَلُوْنَ عَدْلًا.

جب حلال یعنی غیر محرم شکار کرے اور محرم کے واسطے ہدیہ بھیجے تو محرم کو اس کا کھانا جائز ہے اور نہیں دیکھا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ نے ساتھ ذبح کرنے کے کچھ خوف اور وہ مذبوح غیر شکار کے ہے مانند اونٹ اور بکری اور گائے اور مرغی اور گھوڑے کے۔

فائدہ: نحوالابل الخ غیر صید کی تفسیر ہے اور ظاہرا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ کے اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کو ہر چیز کا ذبح کرنا درست ہے خواہ شکاری جانور ہو یا اہلی لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو مقید کیا ہے ساتھ اس کے کہ محرم کو اس جانور کا ذبح کرنا درست ہے جو شکاری نہ ہو مانند اونٹ کی اس لیے کہ صحیح یہ بات ہے کہ اگر محرم شکاری جانور کو حلال کرے تو اس کا حکم مردار کا حکم ہے اس کا کھانا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ درست ہے ساتھ حرمت کے یہاں تک کہ غیر محرم کو اس کا کھانا درست ہے اور یہی قول ہے حسن بصری کا اور اگر شکاری جانور نہ ہو تو اس کا ذبح کرنا سب کے نزدیک درست ہے سوائے گھوڑے کے کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ اس کا کھانا جائز ہے (فتح) یقال عدل مثل یعنی عدل کا لفظ جو آیت میں واقع ہوا ہے اس کے معنی مثل کے ہیں فاذا کسرت قلت عدل فھو زنة ذلك اور جب تو عین کو زیر دے اور عدل کہے تو وہ ساتھ معنی ہم وزن کے ہے قیاما قواما یعنی لفظ قیاما کے معنی کہ آیت جعل اللّٰه الكعبة البيت الحرام قياما للناس میں ہے قواما ہیں یعنی جو چیز کہ قائم رکھے حال کو دین اور دنیا میں یعدلون یجعلون له عدل یعنی یعدلون کے معنی جو کہ آیت ثم الذین کفروا بربھم یعدلون میں واقع ہے یجعلون له عدلا میں یعنی کافر بتوں کو اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کو واسطے مناسبت کے لفظ عدل کا ذکر کیا ہے جو کہ آیت او عدل ذلك میں واقع ہوا ہے پس اشارہ کیا ہے کہ یہ دونوں لفظ یعنی عدل اور یعدلون ایک مادے سے مشتق ہیں (فتح) یا اس غرض سے بیان کیا ہے کہ شبہ نہ پڑے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں۔

١٦٩٢۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ أَبِيْ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَدُوًّا يَغْزُوْهُ فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَصْحَابِهِ تَضَحَّكَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ وَاسْتَعَنْتُ بِهِمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِيْنُوْنِيْ فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِيْنَا أَنْ نُقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

١٦٩٢۔ عبداللہ بن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے سال میرا باپ ابو قتادہ چلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے عمرے کا احرام باندھا اور میرے باپ نے احرام نہ باندھا سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ دشمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کا قصد رکھتا ہے سو میں نے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ دشمن کی طرف قصد کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے کو چلے سو جس حالت میں کہ میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھا کہ بعض اصحاب رضی اللہ عنہم بعض کی طرف ہنسے یعنی شکار کو دیکھ کر آپس میں ہنسنے لگے کہ اس سے تعجب کیا اس واسطے کہ شکار کے ساتھ تعرض کرنے سے ممنوع تھے سو میں نے نظر کی تو ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے

أَرْفَعُ فَرَسِيَ شَأْوًا وَأَسِيرُ شَأْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهَنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَهْلَكَ يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا أَنْ يُقْتَطَعُوْا دُوْنَكَ فَانْتَظِرْهُمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ.

سامنے جنگلی گدھا ہے سو میں نے اس پر گھوڑا دوڑایا اور اس کو نیزہ مارا سو میں نے اس کو اسی جگہ ثابت رکھا کہ اس جگہ سے نہ ہل سکا اور میں نے ان سے مدد چاہی سو انہوں نے مدد سے انکار کیا سو ہم نے اس کا گوشت کھایا اور ہم نے خوف کیا کہ ہم حضرت ﷺ سے دور پڑیں سو میں نے حضرت ﷺ کو ڈھونڈا اس حال میں کہ میں ایک بار گھوڑا دوڑاتا تھا اور ایک بار آہستہ چلتا تھا سو میں بنی غفار کے ایک مرد کو رات کے درمیان ملا سو میں نے کہا کہ تو نے حضرت ﷺ کو کہاں چھوڑا اس نے کہا کہ میں نے آپ کو منزل تعہن میں چھوڑا کہ نام ہے ایک چشمہ پانی کا اور آپ قیلولہ کرنے والے تھے سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کے اصحاب آپ کو سلام اور رحمت کہتے ہیں اور ڈرے ہیں کہ دشمن ان کو آپ سے روکے یا آپ کو اطلاع نہ ہو سو حضرت ﷺ نے ان کا انتظار کیا کہ تا کہ وہ آملیں میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے جنگلی گدھے کو شکار کیا ہے اور میرے پاس اس سے کچھ باقی بچا ہے سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ کھاؤ اور حالانکہ وہ سب احرام میں تھے۔

فائدہ: اور حاصل اس قصے کا یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ عمرہ حدیبیہ کے واسطے نکلے اور روحا میں پہنچے اور وہ ذوالحلیفہ سے چونتیس میل ہے تو لوگوں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ ایک دشمن عنقیہ کے نالے میں ہے خوف ہے کہ وہ آپ کو تکلیف دے سو اصحاب رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے ان کی طرف تیاری کی ان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تھے تا کہ ان کی بدی سے بے خوف ہوں سو جب وہ اس سے بے خوف ہوئے تو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی حضرت ﷺ سے آملے سو اس کے ساتھیوں نے احرام باندھا مگر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ باندھا بلکہ وہ بدستور حلال رہے اس واسطے کہ یا تو وہ احرام باندھنے کی جگہ سے آگے نہیں بڑھے تھے اور یا اس کی نیت عمرہ کرنے کی نہ تھی پس ان سے وہ شبہ دفع ہو گیا جو بعض کے دل میں گزرا ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو احرام باندھنے کی جگہ سے بدون احرام کے آگے بڑھنا کس طرح درست تھا اور یہ جو بعض اصحاب رضی اللہ عنہم بعض کی طرف ہنسنے لگے تو اس سے شکار کی طرف اشارہ

لازم نہیں آتا اس واسطے کہ اگر محرم غیر محرم کو شکار کی طرف اشارہ کرے تو اس سے اس کو کھانا بالاتفاق درست نہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ میری طرف ہنسنے لگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک قسم کا اشارہ کیا لیکن یہ روایت غلط ہے کمابَیَّنَہ العیاض (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ جب غیر محرم شکار کرے اور اس سے کچھ گوشت ہدیہ بھیجے تو محرم کو اس کا کھانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ إِذَا رَأَى الْمُحْرِمُوْنَ صَيْدًا فَضَحِكُوْا فَفَطِنَ الْحَلَالُ

جب محرم لوگ شکار کو دیکھ کر ہنسنے لگیں اور غیر محرم معلوم کرے تو یہ ہنسنا ان کا شکار کی طرف اشارہ نہیں اور حلال ہے واسطے ان کے کھانا اس شکار سے۔

١٦٩٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ فَأُنْبِئْنَا بِعَدُوٍّ بِغَيْقَةَ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ فَبَصُرَ أَصْحَابِيْ بِحِمَارِ وَحْشٍ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ إِلٰى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَرَأَيْتُهُ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُّعِيْنُوْنِيْ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَشِيْنَا أَنْ نُقْتَطَعَ أَرْفَعُ فَرَسِيْ شَأْوًا وَّأَسِيْرُ عَلَيْهِ شَأْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهَنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَلَحِقْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَصْحَابَكَ أَرْسَلُوْا يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے احرام باندھا اور میں نے احرام نہ باندھا سو ہم کو خبر ہوئی کہ غیقہ میں دشمن ہے یعنی گھات میں سو ہم دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے یعنی چند اصحاب رضی اللہ عنہم سو میرے ساتھیوں نے جنگلی گدھے کو دیکھا اور بعض ان میں سے بعض کی طرف ہنسنے لگے سو میں نے نظر کی تو اس کو دیکھا سو میں نے اس پر گھوڑا دوڑایا اور اس کو نیزہ مارا اور اس کو اپنی جگہ میں ثابت رکھا یعنی میں نے اس کو ایسا نیزہ مارا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکا سو میں نے ان سے مدد چاہی کہ مجھ کو میرا کوڑا پکڑاؤ سو انہوں نے مجھ کو مدد دینے سے انکار کیا سو ہم نے اس کا گوشت کھایا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملا اور ہم ڈرے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا پڑیں سو میں ایک بار اپنا گھوڑا دوڑاتا تھا اور ایک بار آہستہ چلاتا تھا سو میں بنی غفار کے ایک مرد کو رات کے درمیان ملا سو میں نے اس سے کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں چھوڑا اس نے کہا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعہن میں چھوڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ کا ارادہ رکھتے تھے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا یہاں تک کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا

السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهٖ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا أَنْ يَّقْتَطِعَهُمُ الْعَدُوُّ دُوْنَكَ فَانْظُرْهُمْ فَفَعَلَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا اصَّدْنَا حِمَارَ وَحْشٍ وَإِنَّ عِنْدَنَا فَاضِلَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهٖ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ.

سو میں نے کہا کہ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کو سلام کہتے ہیں اور اللہ کی رحمت بھیجتے ہیں اور بے شک انہوں نے خوف کیا کہ دشمن ان کو آپ سے باز رکھے سو آپ ان کی انتظار کریں سو آپ ﷺ نے ان کی انتظار کی سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم نے جنگلی گدھے کو شکار کیا ہے اور ہمارے پاس اس سے کچھ گوشت باقی بچا ہے سو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کھاؤ اور حالانکہ وہ محرم تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر محرم شکار کو دیکھ کر ہنسے اور غیر محرم اس سے معلوم کر کے اس شکار کو مارے تو یہ اشارہ نہیں بلکہ اس محرم کو اس کا گوشت کھانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ لَا يُعِيْنُ الْمُحْرِمُ الْحَلَالَ فِيْ قَتْلِ الصَّيْدِ

محرم غیر محرم کو شکار کے مارنے میں مدد نہ دے نہ فعل سے اور نہ قول سے

فائدہ: مراد اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو فرق کرتا ہے اہل رائے سے درمیان اس مدد کے کہ نہیں تمام ہوتا شکار مگر ساتھ اس کے پس وہ حرام ہے اور درمیان اس کے کہ تمام ہوتا ہے شکار بدون اس کے پس حرام نہیں۔

١٦٩٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى ثَلَاثٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابِيْ يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ يَعْنِيْ وَقَعَ سَوْطُهٗ فَقَالُوْا لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ إِنَّا

١٦٩٤۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ قاحہ (ایک جگہ کا نام ہے تین منزل مدینے سے اور سقیا سے ایک میل ہے طرف مدینے کی) میں تھے سو بعض ہم میں سے محرم تھے اور بعض غیر محرم تھے سو میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کو ایک چیز دکھاتے ہیں سو میں نے ایک چیز دیکھی پس اچانک جنگلی گدھا تھا سو اس کا کوڑا گر پڑا سو اس نے کہا کہ مجھ کو میرا کوڑا پکڑا انہوں نے کہا کہ ہم تجھ کو کسی چیز میں مدد نہیں دینگے اس واسطے کہ ہم محرم ہیں سو میں نے اتر کر اس کو لیا اور قوت سے پکڑا پھر میں ایک ٹیلے کے نیچے سے جنگلی گدھے کے پاس آیا اور اس کو نیزہ مارا اور اس کو اپنے ساتھیوں کے پاس لایا سو بعضوں نے کہا کہ کھاؤ اور بعضوں نے کہا کہ نہ کھاؤ سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور

مُحْرِمُوْنَ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَأَخَذْتُهٗ ثُمَّ أَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ وَّرَآءِ أَكَمَةٍ فَعَقَرْتُهٗ فَأَتَيْتُ بِهٖ أَصْحَابِيْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَمَامَنَا فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ كُلُوْهُ حَلَالٌ قَالَ لَنَا عَمْرٌو اذْهَبُوْا إِلٰى صَالِحٍ فَسَلُوْهُ عَنْ هٰذَا وَغَيْرِهٖ وَقَدِمَ عَلَيْنَا هَا.

آپ ﷺ ہمارے آگے تھے سو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ حلال ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اس کو کہا کہ ہم تجھ کو کسی چیز سے مدد نہیں دینگے اس واسطے کہ ہم محرم ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ جانتے تھے کہ محرم کو شکار کے مارنے پر مدد دینی حرام ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ لَا يُشِيْرُ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ يَصْطَادَهُ الْحَلَالُ

نہ اشارہ کرے محرم طرف شکار کی تا کہ شکار کرے اس کو غیر محرم

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا حرام ہے لیکن یہ بیان نہیں کیا کہ اگر محرم شکار کی طرف اشارہ کرے تو اس پر کیا بدلہ لازم ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے پس اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا تا کہ شکار کیا جائے حرام ہے اور اسی طرح ہر قسم کی دلالت محرم پر حرام ہے لیکن امام اعظم نے اس کو مقید کیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ بدون اس کے شکار کرنا ممکن نہ ہو یعنی دلالت وہ حرام ہے کہ بدون اس کے شکار کرنا ممکن نہ ہو اور اگر بدون اس کے شکار کرنا ممکن ہو تو وہ حرام نہیں اور اگر محرم غیر محرم کو اشارے وغیرہ سے شکار کی طرف راہ دکھائے یا اس پر مدد دے تو امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور کوفیوں کے نزدیک محرم اس کا ضامن ہوتا ہے یعنی واجب ہے اس پر بدلہ اس کا اور امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس پر بدلہ نہیں جیسا کہ غیر محرم غیر محرم کو حرم میں شکار کے مارنے پر دلالت کرے کہتے ہیں کہ باب کی حدیث میں حجت نہیں اس واسطے کہ سوال اعانت اور اشارت سے تو صرف اس واسطے واقع ہوا ہے کہ تا کہ بیان کیا جائے واسطے ان کے کہ کیا ان کو اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں اور نہیں ذکر کیا بدلے کو اور حجت پکڑی ہے موفق نے اس طرح کہ کفارہ کا واجب ہونا قول علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے کوئی ان کا مخالف نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اختلاف ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مختلف روایت آئی ہے اور یہ قول علی رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت نہیں اور نیز اس واسطے کہ قاتل نے اس کو تنہا اپنے اختیار سے قتل کیا ہے اور دلالت کرنے والا اس سے جدا ہے پس یہ قاتل اس شخص کی مانند ہے جس نے کسی محرم یا روزے دار کو

کسی عورت کی طرف راہ دکھائی اور اس نے اس سے صحبت کی کہ وہ دلالت کے سبب سے گنہگار ہوا ہے اور اس پر کفارہ لازم نہیں آتا اور اس کا روزہ ٹوٹتا ہے۔ (فتح)

١٦٩٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوْا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ فِيْهِمْ أَبُوْ قَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتّٰى نَلْتَقِيَ فَأَخَذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا أَحْرَمُوْا كُلُّهُمْ إِلَّا أَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيْرُوْنَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ أَبُوْ قَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلُوْا فَأَكَلُوْا مِنْ لَحْمِهَا وَقَالُوْا أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ أَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَأَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُوْ قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا ثُمَّ قُلْنَا أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا قَالَ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا.

١٦٩٥۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت ﷺ خانے کعبے کے قصد سے نکلے یعنی عمرے کے ارادے سے اور اصحاب رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکلے سو حضرت ﷺ نے ایک جماعت صحابہ کو پھیرا کہ ان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے سو فرمایا کہ تم دریا کا کنارہ پکڑ دیہاں تک کہ ہم ملیں سو انہوں نے دریا کا کنارہ پکڑا سو جب وہ پھرے تو سب نے احرام باندھا مگر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ باندھا سو جس حالت میں کہ وہ چلے تھے تو ناگہاں انہوں نے جنگلی گدھوں کا ریوڑ دیکھا سو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک جنگلی گدھی ماری سو ہم اترے اور اس کا گوشت کھایا پھر ہم نے کہا کہ کیا ہم شکار کا گوشت کھائیں اس حال میں کہ ہم محرم ہیں سو ہم نے اس کا باقی گوشت اپنے ساتھ اٹھایا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ اس کو ان پر حملہ کرنے کا حکم کیا ہو یا ان کی طرف اشارہ کیا ہو انہوں نے کہا نہیں فرمایا سو اس کا باقی گوشت کھاؤ۔

فائدہ: صیغہ امر کا اس جگہ واسطے اباحت کے ہے نہ واسطے وجوب کے اس واسطے کہ سوال جواز سے تھا نہ واجب

سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اس کا حال حضرت ﷺ سے بیان کیا کہ میں نے تو اس کو آپ کے واسطے شکار کیا ہے سو آپ ﷺ نے اس سے نہ کھایا اور اصحاب رضی اللہ عنہم کو اس کے کھانے کا حکم کیا ابن خزیمہ نے کہا کہ اگر یہ لفظ ثابت ہو تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو قتادہ کے معلوم کروانے سے پہلے کھایا ہو پھر جب اس نے آپ ﷺ کو معلوم کروایا تو اس سے باز رہے یعنی اس کو حرام جانا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر حرام ہوتا تو حضرت ﷺ اس کے کھانے پر برقرار نہ رہتے یہاں تک کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو معلوم کروایا کہ میں نے اس کو آپ ﷺ کے لیے شکار کیا تھا اور احتمال ہے کہ بیان جواز کے واسطے کھایا ہو اس واسطے کہ محرم پر حرام وہ چیز ہے کہ اس کو جانتا ہو کہ وہ اس کے لیے شکار ہوئی اور ایسی پر جب اس کے پاس کوئی گوشت لایا جائے کہ اس کو اس کا حال معلوم نہ ہو کہ کیا اس کے لیے شکار ہوا ہے یا نہیں اور اس کو اصل اباحت پر حمل کر کے اس سے کھائے تو وہ کھانے والے پر حرام نہیں اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر محرم تمنا کرے یہ کہ غیر محرم شکار کرے تا کہ محرم اس سے کھائے تو یہ اسکے احرام میں نقصان نہیں پہنچاتا ہے اور یہ کہ اگر غیر محرم اپنے لیے شکار کرے تو محرم کو اس کے شکار کا گوشت کھانا درست ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ شکار کو شکار کرنے پر حمل کرتا ہے یعنی کہتا ہے کہ مراد شکار سے اس آیت میں شکار کرنا ہے اور یہ کہ جائز ہے یہ چاہنا دوستوں سے اور قبول کرنا ہدیہ دوستوں سے اور یہ کہ جائز ہے نام رکھنا گھوڑے کا اور ابن عربی نے کہا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا غیر عقلا کا اگرچہ نہ سمجھے اور نہ پکارنے کے وقت جواب دے باوجود یہ کہ بعض حیوانات سیکھ جاتے ہیں اور نام لے کر پکارنے سے فورا حاضر ہو جاتے ہیں اور یہ کہ غائب رفیق کا حصہ روک کر رکھے جس کی تعظیم متعین ہو یا اس کی برکت کی امید ہو یا اس سے توقع ہو کہ اس خاص مسئلے کا حکم اس سے ظاہر ہوگا اور یہ کہ جائز ہے امام کو جدا کرنا اپنے یاروں کا واسطے کسی مصلحت کے اور استعمال کرنا طلیعہ جہاد میں اور پہنچانا سلام کا نزدیک اور دور سے اور اس میں اس پر دلالت نہیں کہ سلام کا جواب نہ دینا درست ہے اس واسطے کہ جائز ہے واقع میں سلام کا جواب آپ ﷺ نے دیا ہو اور حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں کہ اس کی نفی کرے اور یہ کہ شکار کا مارنا اس کی ذکات ہے یعنی یہی اس کا ذبح کرنا ہے اس کو دوبارہ ذبح کرنا ضرور نہیں اور یہ کہ اجتہاد حضرت ﷺ کے زمانے میں بھی واقع ہوا ہے اور یہ کہ جائز ہے عمل کرنا اس چیز پر کہ پہنچائے طرف اس کے اجتہاد یعنی مجتہد کو اپنے اجتہادی مسئلے پر عمل کرنا درست ہے اگرچہ دو مجتہد مخالف ہوں اور دونوں میں سے کسی پر عیب نہ کیا جائے اس واسطے کہ اس حدیث کی ایک طریق میں یہ لفظ آچکا ہے کہ ہم پر عیب نہ کیا گیا اور گویا کہ کھانے والے نے اصل اباحت سے تمسک کیا اور باز رہنے والے نے امر عارضی کی طرف نظر کی اور یہ کہ تعارض ادلہ کے وقت نص کی طرف رجوع کیا جائے اور جائز ہے دوڑانا گھوڑے کا واسطے شکار کے اور شکار کرنا ویران جگہوں میں اور مدد لینی

ساتھ گھوڑے کے اور اٹھانا توشے کا سفر میں اور نرمی کرنی ساتھ یا ان کے چلنے میں اور استعمال کرنا کنایہ کا فعل میں جیسا کہ قول میں استعمال کیا جاتا ہے اس واسطے کہ انہوں نے ہنسی کو واسطے اشارے کے استعمال کیا واسطے اس کے کہ انہوں نے اعتقاد کیا کہ اشارہ کرنا درست نہیں اور یہ کہ جائز ہے ہانکنا گھوڑے کا واسطے حاجت کے اور اترنا مسافر کا وقت قیلولہ کے (تلملہ) نہیں جائز ہے محرم کو مارنا شکار کا مگر یہ کہ شکار اس پر حملہ کرے سو اس کو دفع کرنے کے واسطے قتل کرے تو جائز ہے اور اس پر بدلہ نہیں۔ (فتح) اور جاننا چاہیے کہ محرم کو شکار کرنا اور شکار کی طرف راہ دکھانی اور اس کی طرف اشارہ کرنا حرام ہے اور فرق دلالت اور اشارت میں یہ ہے کہ دلالت زبان سے ہوتی ہے اور اشارت ہاتھ سے اور دلالت حرام ہے محرم کو حل میں اور حرم میں اور غیر محرم کو حرام ہے حرم میں نہ حل میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر محرم نے آپ شکار نہ کیا ہو اور دلالت اور اشارت اور مدد نہ کی ہو تو اس کو شکار کا گوشت کھانا درست ہے اور اس میں رد ہے ان پر جو شکار کے گوشت کو مطلق منع کرتے ہیں (ح ع) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم کو بھیڑ بکری گائے وغیرہ اہلی جانوروں کا گوشت کھانا درست ہے۔

بَابُ إِذَا أَهْدٰى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَّحْشِيًّا حَيًّا لَمْ يَقْبَلْ

اگر غیر محرم محرم کے واسطے جنگلی گدھا زندہ ہدیہ بھیجے تو اس کو قبول نہ کرے

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں زندہ کی قید لگائی تو اس سے معلوم ہوا کہ جس روایت میں یہ آیا ہے کہ وہ ذبح ہوا ہوا تھا تو اس میں وہم ہے۔

١٦٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِهِ قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ.

١٦٩٦۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک جنگلی گدھا تحفہ بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوا یا ودان میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر پھیر دیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے میں غم دیکھا یعنی غم معلوم کیا بہ سبب نہ قبول کرنے کے تو فرمایا کہ اس کو ہم تجھ پر اُس کا گوشت واپس نہ کر دیں مگر اس واسطے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

فائدہ: ابوا اور ودان نام ہیں جگہوں کے درمیان مکے اور مدینے کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ران جنگلی گدھے کی بھیجی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ ٹکڑا اس کا بھیجا تھا ان روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی گوشت اس کا مراد ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اول زندہ جنگلی گدھا بھیجا ہو گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لیا پھر ران اور گورخر کی

کہ بعضوں نے اس کو گوشت سے تعبیر کیا اور بعض نے اس کو ٹکڑے سے تعبیر کیا اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ محرم کو مطلق شکار کا گوشت کھانا حرام ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ نے اس کی علت صرف بھی بیان کی کہ ہم محرم ہیں تو معلوم ہوا کہ منع کا سبب یہی احرام ہے اور یہی قول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اور لیث اور ثوری اور اسحاق کا واسطے دلیل حدیث صعب کے لیکن اس کے معارض ہے وہ حدیث جو صحیح مسلم میں طلحہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ پرندے جانور کا گوشت کھایا اور حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی جو پہلے حدیث میں مذکور ہے اور حدیث بہز کی کہ حضرت ﷺ کے لیے ہرن ہدیہ بھیجا گیا اور آپ ﷺ احرام میں تھے سو حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ اس کو لوگوں میں بانٹ دے اور اہل کوفہ اور ایک جماعت سلف کی کہتے ہیں کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا مطلق جائز ہے اور جمہور نے مختلف روایتوں میں اس طور سے تطبیق دی ہے کہ جن حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے قبول کیا سو مراد اس سے وہ شکار ہے جس کو غیر محرم اپنے لیے شکار کرے پھر اس سے کچھ گوشت کو محرم کے لیے بطور ہدیہ کے بھیجے اور جن حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو پھیر دیا تو اس سے مراد وہ شکار ہے کہ غیر محرم اس کو محرم کے واسطے شکار کرے اور کہتے ہیں کہ سبب صرف احرام کے بیان کرنے کا یہ ہے کہ اگر شکار کسی مرد کے واسطے ذبح کیا جائے تو وہ اس پر حرام نہیں بلکہ جب کہ محرم ہو سو آپ ﷺ نے اصلی شرط بیان کی اور باقی سے سکوت فرمایا پس وہ نفی پر دلالت نہیں کرتا اور دوسری حدیثوں میں اس کو بیان کر دیا جیسا کہ اوپر گزرا اور امام مالک رحمہ اللہ سے اس مسئلہ سے تفصیل آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر محرم کے لیے احرام سے پہلے شکار کیا گیا ہو تو اس کو اس کا کھانا درست ہے نہیں تو نہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ تفصیل ہے کہ جس محرم کے واسطے شکار کیا گیا ہو اس کو اس کا کھانا درست نہیں اور دوسرے محرم کو اس کا کھانا درست ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پھیر دینا ہدیہ کا واسطے کسی علت کے اور اس کا عذر بیان کرنا اور یہ کہ ہبہ ملک میں نہیں آتا مگر ساتھ قبول کرنے کے اور مالک ہونے کی قدرت سے اس ملک میں نہیں آتا اور یہ کہ لازم ہے محرم پر چھوڑ دینا اس شکار کا کہ اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کا شکار کرنا اس پر منع ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جائز ہے محرم کو مار ڈالنا اس کو موذی جانوروں سے یعنی ان جانوروں سے جن کے مارنے میں بدلہ لازم نہیں آتا۔

١٦٩٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٦٩٧۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں جن کے مار ڈالنے میں محرم پر گناہ نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ مار ڈالے محرم اور ایک

وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ حَدَّثَتْنِيْ إِحْدٰى نِسْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ.

روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں کہ ان کے مارڈالنے میں کوئی گناہ نہیں ایک کوا دوسرا چیل تیسرا چوہا چوتھا بچھو پانچواں کتا کاٹنے والا۔

فائدہ: پانچ کے ساتھ قید کرنے سے اگرچہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مارڈالنے کا ان پانچوں کے ساتھ خاص ہے لیکن یہ مفہوم عدد ہے اور یہ اکثر کے نزدیک حجت نہیں اور اگر فرضا حجت بھی ہو تو احتمال ہے کہ پہلے حضرت ﷺ نے فرمایا ہو پھر اس کے بعد بیان فرمایا ہو کہ ان پانچ کے سوائے اور چیزیں بھی اس حکم میں مشترک ہیں یعنی ان کے سوائے بعضی اور چیزیں بھی ہیں جن کا مارڈالنا درست ہے اس واسطے کہ ایک روایت میں سانپ کا ذکر زیادہ ہے تو اس اعتبار سے چھ ہوئے اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ مارڈالو درندے حملہ کرنے والے کو تو اس اعتبار سے سات ہوئے اور یہ ہی حکم ہے شیر اور چیتے اور بھیڑیے کا۔ (فتح)

١٦٩٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

١٦٩٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں وہ سب موذی اور بدذات ہیں مارڈالے جائیں حرم میں ایک کوا دوسرا چیل تیسرا بچھو چوتھا چوہا پانچواں

اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ کُلُّھُنَّ فَاسِقٌ یُقْتَلُھُنَّ فِی الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاَۃُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَۃُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ.

کتا کاٹنے والا۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ ان کے مارنے میں محرم پر کوئی گناہ نہیں اور اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ان کو کوئی حرم میں مارے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اس سے معلوم ہوا کہ غیر محرم کو اور حل میں یعنی حرم مکہ کے سوا اور جگہ ان کا مار ڈالنا بطریق اولی درست ہے اور ایک روایت میں یہ لفظ صریح آچکا ہے کہ مارے ڈالے جائیں حل میں اور حرم میں اور پہچانا جاتا ہے حکم حلال کا ساتھ اس طرح کے کہ اس کے ساتھ کوئی مانع قائم نہیں ہوا اور وہ احرام ہے پس غیر محرم کو بطریق اولی جائز ہے اور یہ جو ایک طریق میں آیا ہے کہ ان کے مار ڈالنے میں کوئی گناہ نہیں تو اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ فعل کو ترک ترجیح ہے اور ایک طریق میں امر کا لفظ اور ظاہر امر وجوب کے ہے اور احتمال ہے کہ واسطے استحباب یا اباحت کے ہو لیکن یہ امر بعد حرمت کے واقع ہوا ہے واسطے عام ہونے نہ ہی محرم کے قتل سے پس یہ امر نہ تو وجوب کے واسطے ہوگا اور نہ استحباب کے یعنی بلکہ اباحت کے واسطے ہوگا پس معلوم ہوا کہ ان کا حرم میں مار ڈالنا جائز ہے یعنی نہ واجب ہے نہ مستحب اور یہ جو کہا کہ یہ جانور فاسق ہیں تو یہ اس وجہ سے ہے کہ فسق کے معنی نکلنے کے ہیں اور یہ جانور اور جانوروں کے حکم سے نکلے ہوئے ہیں کہ ان کے سوا اور جانوروں کا مار ڈالنا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کو فاسق اس واسطے کہا گیا ہے کہ ان کا کھانا حلال نہیں واسطے دلیل اس آیت کے او **فسقا اهل لغير الله** اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ یہ اور جانوروں کے حکم سے خارج ہیں ساتھ ایذا کے اور فاسد کرنے کے اور نہ نفع اٹھانے کے اسی واسطے اہل فتوی نے اس میں اختلاف کیا ہے سو جو پہلے قول کے ساتھ قائل ہے لاحق کیا ہے اس نے ساتھ ان پانچ کے ہر وہ چیز کہ جائز ہے حلال کو مار ڈالنا اس کا حرم میں اور حل میں اور جو دوسرے قول کا قائل ہے لاحق کیا ہے اس نے ساتھ ان پانچ کے ہر وہ چیز کہ اس کا کھانا درست نہیں یعنی محرم کو اس کا مار ڈالنا بھی درست ہے مگر وہ چیز کہ اس کا مارنا منع ہے اور جو تیسرے قول کا قائل ہے وہ خاص اسی چیز کو لاحق کرتا ہے جس سے فساد حاصل ہو اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ چوہا فاسق ہے کہ وہ چراغ سے گھر کو جلا دیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو فاسق اس واسطے کہا جاتا ہے کہ ان کا فعل فاسقوں کی مانند ہے اور یہ قول ترجیح دیتا ہے اور ایک روایت میں کوے کے ساتھ ابقع کا لفظ زیادہ آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں کوے سے مراد وہ کوا ہے جو ابقع ہو یعنی جس کی پیٹھ پر یا پیٹ میں سفیدی ہو اور یہی حکم ہے ہر کوے کا جو اس کا شریک ہو یعنی موذی ہو اور اس کا کھانا حرام ہے اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ چھوٹا کوا جو دانہ کھاتا ہے وہ اس حکم سے خارج

ہے اس کو مارنا درست نہیں اس کو کھیتی کا کوا کہتے ہیں اور اس کو زاغ بھی کہتے ہیں سو علماء نے فتوی دیا ہے کہ اس کا کھانا درست ہے اور باقی سب کوے ابقع کے ساتھ ملحق ہیں کہ ان کا مار ڈالنا درست ہے حل میں بھی اور حرم میں بھی اور ان کا کھانا درست نہیں اور یہی مذہب ہے اہل علم کا کہ ہر کوے کا مار ڈالنا درست ہے سوائے کھیتی والے کوے کے لیکن عطار سے روایت ہے کوے کے مار ڈالنے میں بدلہ آتا ہے اور اسی طرح بچھو کا مار ڈالنا بھی سب کے نزدیک درست ہے مگر حکم اور حماد سے روایت ہے کہ محرم سانپ اور بچھو کا قتل نہ کرے کہ وہ زمین کے کیڑے ہیں اور یہ علت بے معنی ہے اور اسی طرح چوہا مار ڈالنا بھی سب کے نزدیک درست ہے مگر جو ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اس کے مار ڈالنے میں بدلہ ہے اور یہ قول مخالف سنت کے ہے اور مخالف قول اہل علم کے اور لوگوں نے ابراہیم کا یہ قول حماد کے پاس ذکر کیا تو اس نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے زیادہ تر حدیثوں کو رد کرنے والا کوفہ میں کوئی نہیں یعنی وہ حدیثوں کو بہت زیادہ رد کرتا ہے اس واسطے کہ اس کو حدیثیں کم پہنچی ہیں اور زیادہ تر حدیثوں کا تابع شعبی سے کوئی نہیں اور مالکیہ سے چھوٹے چوہے کے مار ڈالنے میں بھی اختلاف منقول ہے جو ایذا کی قدرت نہیں رکھتا اور چوہا کئی قسم کا ہے اور سب کا کھانا حرام ہے اور مار ڈالنا درست ہے اور علماء کو اختلاف ہے اس میں کہ کتے کاٹنے والے سے کیا مراد ہے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد اس سے شیر ہے اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ اس سے مراد سانپ ہے اور زفر سے روایت ہے کہ مراد اس سے خاص بھیڑیا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں کہا کہ مراد اس سے وہ جانور ہے جو لوگوں کو کاٹے اور ان پر حملہ کرے مانند شیر اور چیتے اور پلنگ او ربھیڑیے کی اور یہی منقول ہے سفیان سے اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد اس سے یہاں خاص کتا ہے اور نہیں ملحق ہے ساتھ اس کے اس حکم میں مگر بھیڑیا اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ الٰہی غالب کر اس پر کوئی کتا اپنے کتوں میں سے سو اس کو شیر نے قتل کیا تو معلوم ہوا کہ کتے سے مراد عام ہے اور طحاوی نے حنفیہ کے لیے حجت پکڑی ہے ساتھ اس طور کے کہ علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ باز اور شکرے کا مارنا درست نہیں اور وہ درندے پرندوں میں سے ہیں پس معلوم ہوا کہ حرمت چیل اور کوے کے ساتھ خاص ہے اور اسی طرح خاص ہوگی حرمت ساتھ کتے کے اور جو شریک ہے اس کو اس کی صفت میں اور وہ بھیڑیا ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ دعوی اتفاق کا مردود ہے اس واسطے کہ اس کے مخالفوں نے جائز رکھا ہے قتل کرنا ہر چیز کا کہ حملہ کرے پس داخل ہوگا اس میں باز اور شکرہ بلکہ ان کے اکثر کہتے ہیں کہ لاحق ہے ساتھ پانچ کے وہ چیز کہ اس کا کھانا منع ہے مگر جس کو مار ڈالنا منع ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے غیر عقور میں جن کے پالنے کا حکم نہیں سو قاضی حسین اور ماوردی نے کہا کہ اس کا مار ڈالنا درست نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں جواز واقع ہوا ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان پانچ کے سوا اور چیزیں بھی ان کے ساتھ اس حکم میں شامل ہیں مگر معنی میں اختلاف ہے کہ کس سبب سے ان کا مارنا

درست ہے سو بعض تو یہ کہتے ہیں کہ وہ ایذا دیتے ہیں پس جائز ہے مار ڈالنا ہر ایذا دینے والے جانور کا اور یہ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا کھانا جائز نہیں بنا بر اس کے جس کا مار ڈالنا درست ہے اس کے مار ڈالنے میں محرم پر فدیہ نہیں اور یہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور اس کے اصحاب نے حیوانوں کی بہ نسبت محرم کے تین اقسام میں تقسیم کیا ہے ایک وہ جانور ہیں کہ محرم کو ان کا مار ڈالنا مستحب ہے مانند ان پانچ کے اور جو ان کے معنی میں ہیں موذی جانوروں سے اور ایک قسم وہ جانور ہیں جن کا مار ڈالنا اس کو درست ہے مانند باقی جانوروں کے جن کا گوشت کھانا درست نہیں اور وہ دو قسم ہیں ایک قسم وہ ہے کہ اس سے نفع اور ضرر حاصل ہوتا ہے سو اس کا مار ڈالنا درست ہوگا اس واسطے کہ اس میں منفعت شکار کرنے کی ہے اور مکروہ نہیں کہ اس میں حملہ کرنا ہے اور ایک قسم ہے کہ اس میں نہ نفع ہے اور نہ ضرر سو اس کا مار ڈالنا مکروہ ہے اور حرام نہیں اور تیسری قسم وہ ہے کہ اس کو کھانا درست ہے اور مار ڈالنا درست نہیں تو اس میں بدلہ ہے جب کہ اس کو محرم قتل کرے اور حنفیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے سو اقتصار کیا ہے انہوں نے انہیں پانچوں پر لیکن انہوں نے ان کے ساتھ سانپ اور بھیڑیے کو لاحق کیا ہے اور ان کے سوا جو چیز ابتداء حملہ کرے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ ظاہر ہونے معنی کے پانچ میں اور وہ ایذا طبعی ہے اور حملہ اور جب منقوص علیہ میں معنی ظاہر ہیں تو متعدی ہوگا حکم طرف ہر اس چیز کی کہ پائے جائیں اس میں یہ معنی جیسا کہ موافقت کی ہے انہوں نے اس پر بیاج کے مسئلوں میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر اگر کسی شخص پر قتل واجب ہو یعنی قصاص وغیرہ کے سبب سے اور وہ حرم مکہ کی طرف پناہ پکڑے تو اس کا مار ڈالنا درست ہے اور یہ پناہ پکڑنی اس کو کچھ فائدہ نہیں دیتی اس واسطے کہ ان پانچ چیزوں کا مار ڈالنا اس واسطے جائز ہے کہ وہ فاسق ہیں اور قاتل فاسق ہے بلکہ وہ بطریق اولی فاسق ہے کہ وہ مکلف ہے اور یہ مکلف نہیں وسیاتی البحث فیہ۔ (فتح)

١٦٩٩۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ بِمِنًى إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّهُ لَيَتْلُوْهَا وَإِنِّيْ لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

١٦٩٩۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی کی ایک غار میں تھے کہ اچانک سورہ والمرسلات نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پڑھتے تھے اور البتہ میں اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سیکھتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک اس کے ساتھ تر تھا کہ اچانک ہم پر ایک سانپ ہم پر نکلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو سو ہم نے اس کے مار ڈالنے میں جلدی کی اور وہ بچ گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہاری بدی سے محفوظ رہا اور تم

اقْتُلُوهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ إِنَّمَا أَرَدْنَا بِهٰذَا أَنَّ مِنًى مِنَ الْحَرَمِ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا بِقَتْلِ الْحَيَّةِ بَأْسًا.

اس کی بدی سے محفوظ رہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہماری مراد تو اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ منی حرم میں ہے اور یہ کہ انہوں نے سانپ کے مارنے میں کچھ گناہ نہیں دیکھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ یہ عرفے کی رات میں واقع ہوا ہے اور ساتھ اس کے پوری ہوگی حجت پکڑنی اوپر مقصود باب کے کہ محرم کو سانپ کا مارنا درست ہے جیسے کہ قول اس کا (بمنی) اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حرم میں تھا اور اس سے رد ہوا قول اس شخص کا کہ کہتا ہے کہ نہیں عبداللہ کی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے کہ آپ ﷺ نے احرام کی حالت میں سانپ کے مارنے کا حکم دیا اس لیے کہ احتمال ہے کہ یہ طواف زیارت کے بعد ہوا اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے محرم کو حکم کیا ساتھ مار ڈالنے سانپ کے حرم میں۔ (فتح)

۱۷۰۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ فُوَيْسِقٌ وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ.

۱۷۰۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چھپکلی فاسق ہے اور میں نے آپ ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے اس کے مار ڈالنے کا حکم کیا ہو۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے جو اس کا نام فاسق رکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کا مار ڈالنا درست ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہ سننا اس کے منع ہونے پر دلالت نہیں کرتا اس واسطے کہ اس کے غیر نے اس کو سنا ہے جیسا کہ کتاب بدء الخلق میں سعد بن ابی وقاص وغیرہ سے آئے گا اور ابن عبدالبر نے اتفاق نقل کیا ہے اس پر کہ چھپکلی کا مار ڈالنا درست ہے حل میں بھی اور حرم میں بھی لیکن امام مالک سے منقول ہے کہ محرم چھپکلی کو نہ مارے اور اگر مارے تو صدقہ دے اس واسطے کہ وہ ان پانچ میں سے نہیں ہے جس کے مارنے کا حکم ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے عطاء سے پوچھا کہ حرم میں چھپکلی کا مار ڈالنا درست ہے تو اس نے کہا کہ اگر تجھ کو ایذا دے تو اس کے مارنے کا کچھ ڈر نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اس کا مار ڈالنا ایذا پر موقوف ہے اگر ایذا دے تو مار ڈالے نہیں تو نہیں۔ (فتح)

بَابُ لَا يُعْضَدُ شَجَرُ الْحَرَمِ

حرم مکہ کا درخت نہ کاٹا جائے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهٗ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ نہ کاٹا جائے درخت اس کا۔

۱۷۰۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِيْ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْغَدِ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ فَسَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ اِنَّهٗ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضُدَ بِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِاَبِيْ شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ اَنَا اَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا اَبَا شُرَيْحٍ اِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيْذُ عَاصِيًا وَّلَا فَارًّا بِدَمٍ وَّلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ خَرْبَةٌ بَلِيَّةٌ.

۱۷۰۱۔ ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کو کہا (جب کہ اس کو یزید نے اپنی حکومت میں مدینہ کا حاکم کیا) اس حال میں کہ عمرو لشکر کو مکے میں بھیجتا تھا (یعنی واسطے لڑائی ابن زبیر کے کہ اس وقت مکے میں خلیفہ تھے) کہ اے امیر مجھ کو حکم ہو تو میں تجھ کو ایک حدیث بتلاؤں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے اگلے دن کھڑے ہو کر فرمایا سو میرے کانوں نے اس کو سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا اور میری دونوں آنکھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ کلام کیا اور وہ یہ ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی تعریف کی اور ثناء کی اور پھر فرمایا کہ بے شک اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو حرام نہیں کیا یعنی یہ تعظیم اس کی اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے آدمیوں نے اپنی طرف سے نہیں بنائی سو جو مرد کہ اللہ کے اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو اس کو حلال نہیں کہ اس میں خون کو بہائے یعنی اس میں کسی کا خون کرنا درست نہیں اور مکے کا درخت نہ کاٹے اور اگر کوئی مکے میں خون کرنا درست جانے اللہ کے پیغمبر کے قتل کرنے کی دلیل سے تو اس سے کہہ دو کہ البتہ اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا اور تم کو حکم نہیں دیا اور مجھ کو بھی دن کی ایک ہی ساعت میں اجازت ہوئی یعنی طلوع آفتاب سے عصر تک پھر اس کی حرمت پلٹ آئی آج جیسے کل تھی اور چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو کسی نے ابو شریح سے

پوچھا کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے تجھ کو کیا جواب دیا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابا شریح میں اس حکم کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں بے شک حرم نہ گناہگار کو پناہ دیتا ہے اور نہ خون کر کے بھاگنے والے کو اور نہ فساد کے سبب سے بھاگنے والے کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ خربہ کے معنی فساد ہیں یعنی چوری۔

فائدہ: ۶۰ھ میں جب یزید بن معاویہ حاکم ہوا تو اس نے عمرو بن سعید کو مدینے کا حاکم کر کے بھیجا اور اس وقت مکے میں عبداللہ بن زبیر خلیفہ تھے جو نواسے تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سو اس نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تب عمرو نے اس کی طرف لشکر تیار کیا جب وہ لشکر مکے میں پہنچا اہل مکہ نے ان کو شکست دی اور وہ سب بھاگ گئے اور ان کا امیر گرفتار ہو کر مارا گیا اور عمرو کا یہ کلام صحیح ہے کہ مکہ خونی آدمی کو پناہ نہیں دیتا لیکن ان کے اس کلام سے ارادہ باطل کا کیا اس واسطے کہ ابن زبیر نے کسی کا خون کر کے حرم میں پناہ نہیں پکڑی تھی اور نہ اس پر کوئی حد واجب تھی کہ عمرو کا یہ جواب صحیح ہو اور یہ جو کہا کہ اللہ نے مکے کو حرام کیا ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ مکے والوں سے لڑنا درست نہیں اور جو اس میں پناہ پکڑے اس کو امن دیا جائے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حرم مکہ کا درخت کاٹنا درست نہیں قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ فقہاء کہتے ہیں کہ یہ نہی خاص ہے ساتھ اس درخت کے کہ خود بخود اللہ کی قدرت سے زمین سے پیدا ہو بغیر دستکاری آدمی کی اور جو آدمی کی دستکاری سے پیدا ہو اس میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک اس کا کاٹنا جائز ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ سب درختوں میں بدلہ ہے اور اگر پہلے قسم سے درخت کاٹے تو امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں بدلہ نہیں بلکہ گناہگار ہوتا ہے اور عطاء نے کہا کہ توبہ کرے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کی قیمت سے جانور خرید کے قربانی کرے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ بڑے میں گائے دے اور اس سے چھوٹے میں بکری اور بن عربی نے کہا کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ حرم کا درخت کاٹنا بھی درست نہیں لیکن امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ شاخ سے مسواک کاٹنی درست ہے اور اسی طرح پتے اور میوے بھی درست ہیں جب کہ درخت کو ہلاک نہ کرے اور یہی قول ہے مجاہد اور عطاء کا اور کہتے ہیں کہ کانٹے کا کاٹنا بھی درست ہے کہ وہ موذی ہیں پس مشابہ ہے فاسق جانوروں کے اور جمہور کے نزدیک منع ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خبر واحد مقبول ہے اس واسطے کہ معلوم ہے کہ ہر شخص جو خطبے میں حاضر تھا اس کو پہنچا دینا لازم ہے پس اگر سامع کو اس کا قبول کرنا درست نہ ہو تو تبلیغ کے حکم کا کچھ فائدہ نہ ہوگا اور اس حدیث میں اور کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو گزرا ایک یہ کہ جائز ہے مرد کو خبر دینا اپنے نفس سے ساتھ اس چیز کے کہ مقتضی ہو ثقہ ہونے اور ضابط ہونے اس کے کو اور انکار کرنا عالم کا حاکم پر ساتھ اس چیز کے کہ بدلے اس کو حکم دین سے

اور وعظ کرنا ساتھ نرمی اور آہستگی کے اور جب ہاتھ سے منع کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے انکار کرے اور واقع ہونا تاکید کا کلام بلیغ میں اور جائز ہونا مجادلہ کا امور دینیہ میں اور جائز ہونا نسخ کا اور یہ کہ مسائل اجتہاد میں ایک مجتہد دوسرے مجتہد پر حجت نہیں اور نکلنا ذمہ تبلیغ سے اور ناگوار کا منہ پر صبر کرنا۔ (فتح)

بَابُ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُ الْحَرَمِ — حرم مکہ کا شکار نہ ہانکا جائے

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے شکار کرنا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے یعنی اس کو اپنی جگہ سے نہ ہانکا جائے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حرام ہے تنفیر اور وہ اپنی جگہ سے اٹھانا ہے پس اگر اس کو اپنی جگہ سے ہانکے تو گنہگار ہوتا ہے برابر ہے کہ تلف ہو یا نہیں پس اگر ہانکنے کے بعد آرام سے پہلے تلف ہو تو ضامن ہوگا یعنی اس کا بدلہ لازم ہوگا نہیں تو نہیں علماء کہتے ہیں کہ جب اس کا ہانکنا درست نہیں تو اس کا تلف کرنا بطریق اولی درست نہ ہوگا۔

۱۷۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ يُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ يَنْزِلُ مَكَانَهُ

۱۷۰۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے نہ تو مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال ہوا اور نہ مجھ سے پیچھے کسی کو لڑنا حلال ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ میرے واسطے بھی صرف دن کی ایک ساعت بھر حلال ہوا تو اس کا سبزہ تر نہ کاٹا جائے اور اس کا درخت قطع نہ کیا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر اس کو جو لوگوں میں مشہور کرے اور ڈھونڈ کر مالک کو پہنچائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے کہ وہ ہمارے سوناروں اور قبروں کے کام آتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے اور خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اس کے شکار نہ ہانکنے کے کیا معنی ہیں وہ یہ ہیں کہ علیحدہ کرے تو اس کو سایہ سے اور تو اس کی جگہ میں اترے۔

فائدہ: عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ کی ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے تلف کرنا اس کا اور ہر قسم ایذا کے یہ تنبیہ ہے ساتھ

ادنی کے اعلی پر اور مجاہد اور عطاء عکرمہ کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ اس کے ہانکنے کا کچھ ڈر نہیں جب تک کہ اس کے قتل تک نوبت نہ پہنچے۔ (فتح)

بَابٌ لَّا يَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَكَّةَ

مکے میں لڑنا حلال نہیں

وَقَالَ أَبُوْ شُرَيْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْفِكُ بِهَا دَمًا

اور ابوشریح نے کہا کہ کوئی مسلمان مکے میں خون نہ بہائے یعنی اس میں کسی کو نہ مارے

۱۷۰۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا فَإِنَّ هٰذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ قَالَ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

۱۷۰۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب فتح مکہ کے بعد نہ رہا لیکن جہاد کرنا اور ثواب رکھنے کی نیت کرنا باقی ہے اور اگر تم جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو نکلو پس تحقیق یہ شہر ہے کہ اللہ نے اس کو حرام کیا ہے اس دن سے کہ پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو اور وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک اور تحقیق مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور مجھ کو بھی صرف دن کی ایک ساعت بھر حلال ہوا سو وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک نہ اس کا درخت خار دار کاٹا جائے اور نہ اس کا شکاری جانور ہانکا جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے مگر اس کے لیے جو اس کو لوگوں میں مشہور کرے تو حضرت ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مگر اذخر کے گھاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ وہ اہل مکہ کے لوہاروں اور گھروں کے کام آتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اذخر کا گھاس کاٹنا درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکے میں لڑنا درست نہیں اس واسطے کہ وہ پہنچاتا ہے طرف قتل کے اور ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں خون بہانا درست نہیں وفیہ المطابقۃ للترجمہ اور یہ جو فرمایا کہ ہجرت نہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ واجب ہونا ہجرت کا مکے سے بند ہو گیا ہے ساتھ فتح ہونے اس کے کی اس واسطے کہ مکہ اب دارالسلام ہو گیا

ہے لیکن جہاد کا واجب ہونا بدستور باقی ہے جب کہ اس کی حاجت ہو اور تغیر کیا اس کو ساتھ اس قول کے کہ جب جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو اس کو قبول کرو اور اس کی طرف نکلو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حرم میں لڑنا اور قتل کرنا درست نہیں ہے اس بنا پر قتل کرنا سو نقل کیا ہے بعض نے اتفاق اس پر کہ حرم میں قتل کی حد قائم کرنا درست ہے اس پر جو حرم میں کسی کو ناحق مار ڈالے اور جو حل میں کسی کو قتل کر کے حرم میں پناہ پکڑے تو اس میں اختلاف ہے اور منجملہ ناقلین اجماع سے ابن جوزی ہے اور بعض نے حجت پکڑی ہے ساتھ قتل کرنے ابن خطل کے حرم میں اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ یہ اس ساعت میں تھا جس میں حضرت ﷺ کو اس میں لڑنا حلال ہوا اور ابن حزم نے گمان کیا ہے کہ مقتضی قول ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کا یہ ہے کہ حرم میں قتل کرنا مطلق درست نہیں اور مجاہد اور عطاء سے تفصیل منقول ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہ قتل کیا جائے حرم میں یہاں تک کہ اپنے اختیار سے حل کی طرف نکلے لیکن نہ اسکے ساتھ مجلس کی جائے اور نہ اس کے ساتھ کلام کی جائے اور اس کو وعظ اور نصیحت کی جائے یہاں تک کہ حرم سے باہر نکلے اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بے قرار کر کے حل کی طرف نکالا جائے اور یہ کام ابن زبیر نے کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو کسی حد کو پہنچے یعنی اس پر کوئی حد شرعی واجب ہو پھر حرم میں داخل ہو تو اس کے سات مجلس نہ کی جائے اور اس سے بیع شرا نہ کی جائے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حرم میں حد کا قائم کرنا مطلق درست ہے اس واسطے کہ گناہگار نے اپنی جان کی حرمت توڑ دی سو جو اللہ نے اس کو امن دیا تھا وہ باطل ہو گیا اور ماوردی نے کہا کہ اہل مکہ سے لڑنا درست نہیں لیکن اگر امام سے باغی ہوں اور بدون لڑائی کے ان کا پھیرنا ممکن ہو تو لڑائی درست نہیں اور گر ممکن نہ ہو تو جمہور نے کہا ہے کہ درست ہے اس واسطے کہ باغیوں سے لڑنا اللہ کا حق ہے پس نہیں جائز ہے ضائع کرنا اس کا اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ان سے لڑنا درست نہیں بلکہ ان کو تنگ کیا جائے یہاں تک کہ امام کی اطاعت قبول کریں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہ ہے کہ حرام ہے لڑنا بیچ اس کے اور یہی قول ہے ایک جماعت شافعیہ اور مالکیہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے قفال نے اور طبری نے کہا کہ جو حل میں موجب حد کر کے حرم میں پناہ پکڑے تو امام کو جائز ہے کہ اس کو تنگ کرے تا کہ وہ اس سے باہر نکلے اور امام کو جائز نہیں کہ ان پر لڑائی کو قائم کرے بلکہ ان کا محاصرہ کرے اور ان کو تنگ کرے یہاں تک کہ امام کی اطاعت قبول کریں اور یہی قول ہے بہت اہل علم کا اور اسی کو سمجھا ہے ابن شریح نے اور نیز اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ حرم مکہ میں داخل ہونے کے لیے احرام شرط ہے اس واسطے کہ معنی آپ ﷺ کے قول کے اللہ نے اس کو حرام کیا یہ ہیں کہ غیر محرم کو حرم مکہ میں داخل ہونا درست نہیں یہاں تک کہ احرام باندھے اور یہی ایک قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مگر جب کہ مکہ آنا جانا ہو تو بدون احرام کے اس میں داخل ہونا درست ہے اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حرم مکہ میں

جانوروں کا چرایا جانا درست نہیں اس واسطے کہ اختلا کے معنی کاٹنے اور جھاڑنا ہیں اور چرانا وہ کاٹنے اور جھاڑنے سے زیادہ تر سخت ہے اور یہی قول ہے مالک اور کوفیوں کا اور اختیار کیا ہے اس کو طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ چرانے کا کچھ ڈر نہیں واسطے مصلحت جانوروں کے اور اس پر لوگوں کا عمل ہے بخلاف پتے جھاڑنے کے کہ وہ منع ہے پس یہ حکم غیر کی طرف متعدی نہ ہوگا اور خلا سبزہ تر کا کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خشک درخت کا چرانا درست ہے اس واسطے کہ خشک درخت مردے کی مانند ہے ابن قدامہ نے کہا کہ لیکن اذخر کے خاص کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خشک درخت کا کاٹنا بھی درست نہیں اور کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ جو چیز کہ لوگ اپنی دستکاری سے حرم میں پیدا کریں مانند ساگ اور کھیتی وغیرہ کے تو اس کا کاٹنا بالاجماع درست ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

محرم کو سینگی لگوانے کا بیان یعنی کیا اس کو اس سے منع کیا جائے یا اس کے لیے مطلق درست ہے یا ضرورت کے واسطے درست ہے اور مراد اس سے محجوم ہے یعنی جس کو سینگی لگائی جائے حاجم نہیں۔

وَكَوَى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَيَتَدَاوَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے کو داغا اس حال میں کہ وہ بیٹا محرم تھا

فائدہ: یہ ضرورت کے واسطے تھا ویتداوی مالم یکن فیه طیب اور جائز ہے محرم کو یہ کہ دوا کرے واسطے اپنے جب تک کہ اس میں خوشبو نہ ہو۔

فائدہ: یہ تتمہ باب کا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں نہیں اور حجامت اور اس کے درمیان جامع عموم تداوی ہے اور حسن سے روایت ہے کہ اگر محرم کے سر میں زخم ہو جائے تو اس کو جائز ہے کہ اس کے گرد کے بال کاٹ ڈالے اور اس کی دوا کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں خوشبو نہ ہو۔ (فتح)

١٧٠٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ لَنَا عَمْرٌو أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَعَلَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا.

١٧٠۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سینگی لگوائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے۔

۱۷۰۵۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسَطِ رَأْسِهِ.

۱۷۰۵۔ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحی جمل میں اپنے سر مبارک کے درمیان سینگی لگوائی اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے۔

فائدہ: لحی جمل ایک جگہ کا نام ہے مکے کے راہ میں سات میل مدینے سے

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر محرم سینگی لگوانے کا ارادہ کرے بدون حاجت کے اور اس میں بالوں کا کاٹنا لازم آئے تو وہ حرام ہے اور اگر بالوں کا کاٹنا لازم نہ آئے تو جمہور کے نزدیک درست ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مکروہ ہے اور حسن سے اس میں فدیہ مروی ہے اگرچہ اس میں بال نہ کاٹے اور اگر ضرورت کے واسطے ہو تو جائز ہے کاٹنا بالوں کا اور واجب ہے فدیہ اور اہل ظاہر نے کہا کہ صرف سر کے بالوں میں فدیہ ہے اور داودی نے کہا کہ اگر بغیر بال منڈوائے سینگی کا لگوانا ممکن ہو تو بال کا منڈوانا درست نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے قصد کرنا اور زخم اور پھوڑے کا باندھنا اور رگ کا کاٹنا اور دانت کا اوکھاڑنا وغیرہ ہر قسم کی دوا کرنی جب کہ اس میں ارتکاب ممنوع امر کا لازم نہ آئے یعنی استعمال کرنا خوشبو کا اور کاٹنا بالوں کا اور ان چیزوں میں سے کسی چیز میں فدیہ دینا لازم نہیں، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ — محرم کے نکاح کرنے کے بیان میں

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا اور ظاہر اس کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک نہی ثابت نہیں ہوئی اور نہ یہ بات کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور اس نے نکاح میں یہ باب باندھا ہے باب نکاح المحرم اور اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی اور نکاح سے مراد اس کے عرفی نکاح ہے نہ جماع اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ حج اور عمرہ جماع سے فاسد ہو جاتا ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں اختلاف ہے مشہور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا اور صحیح ہوا ہے مانند اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور خود میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلال تھے اور ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت آئی ہے اور یہ کہ وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی طرف وکیل تھے اور اسی کا بیان کتاب المغازی میں آئے گا ان شاء اللہ تعالی اور علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ احرام کی حالت

میں نکاح درست ہے یا نہیں جمہور کہتے ہیں کہ منع ہے واسطے دلیل حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی کہ نہ محرم خود اپنا نکاح کرے اور نہ وکیل ہو کر اس کا نکاح کر دے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس واقع میں اختلاف ہے کہ کس طرح تھا اور نہیں قائم ہوتی ساتھ اس کے حجت اور اس واسطے کہ احتمال خاصہ ہونے کا رکھتا ہے سو نہی کی حدیث کے ساتھ عمل کرنا اولیٰ ہوگا اور عطاء اور عکرمہ اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ نکاح کرے جیسا کہ جائز ہے اس کو یہ کہ صحبت کے واسطے لونڈی خریدے اور اس کا جواب یہ کہ یہ قیاس ہے بیچ مقابلے سنت کے پس نہ اعتبار کیا جائے گا ساتھ اس کے اور یہ جو کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جماع کرنا مراد ہے تو یہ تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ اس میں صریح موجود ہے ولا ینکح ساتھ پیش ''ی'' کے اور نیز اس میں صریح موجود ہے کہ نہ خود منگنی کرے یعنی اگر نکاح سے مراد جماع ہو تو لفظ ینکح مجہول کے اور یخطب کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔

۱۷۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۷۰۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے ہوئے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث موافق مذہب حنفیہ کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلال تھے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیر محرم تھے اور ظاہر ہوا لوگوں میں امر نکاح ان کے کا اس حال میں کہ وہ محرم تھے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الطِّيْبِ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَةِ

احرام کی حالت میں مرد اور عورت کو خوشبو لگانا منع ہے

فائدہ: یعنی مرد اور عورت دونوں اس میں برابر ہیں اور علماء کو اس میں اختلاف ہے اور سوائے اس کے نہیں اختلاف تو کئی چیزوں میں ہے کہ کیا اس کو خوشبو گنا جاتا ہے یا نہیں اور محرم کو احرام کی حالت میں خوشبو لگانی جو منع ہے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ اسباب جماع سے ہے اور اس کے مقدمات سے ہے جو احرام کو توڑ ڈالتے ہیں اور یہ کہ یہ محرم کے حال کے منافی ہے اس واسطے کہ محرم غبار آلودہ ہوتا ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَا تَلْبَسُ الْمُحْرِمَةُ ثَوْبًا بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہ پہنے احرام کی حالت میں عورت وہ کپڑا جس کو ورس اور زعفران لگی ہو

فائدہ: ورس ایک قسم کی گھاس خوشبو دار زرد رنگ ہے مشابہ زعفران کے اس سے کپڑے زرد کرتے ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو احرام کی حالت میں ورس اور زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٧٠٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ تَابَعَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ وَجُوَيْرِيَةُ وَابْنُ إِسْحَاقَ فِي النِّقَابِ وَالْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَلَا وَرْسٌ وَّكَانَ يَقُوْلُ لَا تَتَنَقَّبُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا تَتَنَقَّبُ الْمُحْرِمَةُ وَتَابَعَهُ لَيْثُ بْنُ أَبِيْ سُلَيْمٍ.

١٧٠٧۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم کو احرام کی حالت میں کیا کپڑا پہننے کا حکم کرتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنو کرتے اور نہ پائجامے اور نہ پگڑیاں اور نہ اوورکوٹ اور نہ موزے مگر یہ کہ کسی کے پاس جوتا نہ ہو تو چاہیے کہ پہنے موزے اور چاہیے کہ کاٹ ڈالے ان کو ٹخنوں سے نیچے اور نہ پہنے وہ کپڑا جس میں زعفران اور ورس لگی ہو اور نہ نقاب ڈالے عورت احرام والی اور نہ پہنے دستانے۔

فائدہ: ابو داود وغیرہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ منع فرماتے تھے عورتوں کو اپنے احرام کی حالت میں دستانے پہننے سے اور نقاب ڈالنے سے اور پہننے اس کپڑے کے سے کہ اس کو ورس اور زعفران لگی ہو اور چاہیے کہ پہنے بعد اس چیز کے کہ ذکر کی گئی ہے جو چاہے انواع کپڑوں سے زرد رنگ کا کپڑا ہو یا ریشمی ہو یا زیور یا پائجامہ یا کرتا یا موزہ اور اجماع ہے اس پر کہ احرام کی حالت میں جس طرح مرد کو خوشبو لگانی منع

ہے اسی طرح عورت کو بھی منع ہے اور مرد کو بھی دستانے پہننے درست نہیں اور یہ جو فرمایا کہ احرام کی حالت میں عورت منہ پر نقاب نہ ڈالے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنا منہ نہ ڈھانپے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے جمہور کہتے ہیں کہ منع ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور یہی ہے ایک روایت مالکیہ اور شافعیہ کے اور نہیں اختلاف کیا انہوں نے بیچ منع کرنے اس کے کہ ڈانکنے منہ اپنے سے اور ہاتھوں اپنے سے ساتھ اس چیز کے کہ نقاب اور دستانے کے سوائے ہے اور یہ جو فرمایا کہ جس کو ورس لگی ہو اس کو محرم نہ پہنے تو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جس میں زعفران اور ورس نہ لگی ہو اس کو پہننا درست ہے لیکن علماء نے لاحق کیا ہے ساتھ ان کے سب قسم خوشبو کی واسطے مشترک ہونے حکم میں اور جو کپڑا کہ زعفران اور ورس کے سوا اور کسی چیز سے رنگا ہو اس میں اختلاف ہے کما تقدم۔ (فتح)

۱۷۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَصَتْ بِرَجُلٍ مُّحْرِمٍ نَاقَتُهٗ فَقَتَلَتْهُ فَأُتِيَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلُوْهُ وَكَفِّنُوْهُ وَلَا تُغَطُّوْا رَأْسَهٗ وَلَا تُقَرِّبُوْهُ طِيْبًا فَإِنَّهٗ يُبْعَثُ يُهِلُّ.

۱۷۰۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور وہ مر گیا اور وہ احرام باندھے تھا سو اس اونٹنی نے اس کو مار ڈالا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو غسل دو اور کفناؤ اور نہ اس کا سر ڈانکو اور نہ اس کے نزدیک خوشبو لے جاؤ اس واسطے کہ وہ قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا اٹھایا جائے گا یعنی جس حالت میں مرا ہے اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ وہ اپنے احرام پر باقی رہتا ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے احرام پر باقی نہیں رہتا کفن دیا جائے اس کو بطور لباس غیر محرم کے اور ان کی دلیل یہ لفظ ہے کہ اس کا منہ نہ ڈھانکو اور اس لفظ کے ثبوت میں اختلاف ہے پس کہتے ہیں کہ نہیں جائز محرم کو ڈھانکنا منہ اپنے کا باوجود یہ کہ وہ ظاہر اس حدیث کے قائل نہیں اس شخص کے حق میں جو احرام کی حالت میں مرے اور جمہور نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس لفظ کے ثبوت میں تردد ہے اور اہل ظاہر نے کہا کہ زندہ محرم کا منہ ڈانکنا درست ہے اور مردے محرم کو درست نہیں اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ ایک خاص واقع کا ذکر ہے یہ حکم عام نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ علت امر مذکور میں ہونا اس کا حج میں ہے اور وہ عام ہے ہر محرم میں اور اصل یہ ہے کہ جو امر ایک کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ثابت ہو چکا ہے وہ غیر کے واسطے بھی ثابت ہے یہاں تک کہ اس کی تخصیص ظاہر ہو اور اگر روزے دار مر جائے تو کیا اس کا وہ روزہ باطل ہو جاتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کا سر نہ ڈھانکو تو یہ اس وجہ سے نہیں کہ محرم کا منہ ڈھانکنا درست نہیں بلکہ واسطے بچانے سر کے اس واسطے کہ اگر اس کا منہ ڈھانکتے تو نہ امن تھا اس سے کہ

ڈھانکا جائے سر اس کا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے ہمیشہ لبیک کہنی احرام میں اور وہ منقطع نہیں ہوتی ساتھ متوجہ ہونے کے طرف عرفات کی اور یہ کہ جائز ہے محرم کو غسل کرنا ساتھ بیری کے پتوں وغیرہ سے جو خوشبو شمار نہیں کی جاتی اور یہ کہ جائز ہے کاٹنا بیر حرم کا ساتھ اس حدیث کے۔ (فتح)

بَابُ الْاِغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ — محرم کو احرام کی حالت میں نہانا درست ہے

فائدہ: یعنی واسطے پاکی اور ستھرائی حاصل کرنے کے اور واسطے پاک ہونے کے جنابت سے ابن منذر نے کہا ہے کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ نہائے جنابت سے اور اس کے سوائے اور غسل میں اختلاف ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی جو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مکروہ ہے محرم کو یہ کہ ڈبوئے پانی میں سر اپنا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نہ دھوتے تھے سر اپنا مگر احتلام سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ بِالْحَكِّ بَأْسًا

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے محرم کو یہ کہ داخل ہو حمام میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بدن کھجلنے میں کچھ ڈر نہیں

فائدہ: اور مناسبت اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے ترجمہ کے ساتھ جامع اس چیز کے ہے جو درمیان غسل اور خارش کے ہے دور کرنے ایذا سے۔

١٧٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْعَبَّاسِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ إِلَى أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ

١٧٠٩۔ عبداللہ بن حنین سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور ابوا (ایک جگہ کا نام ہے) میں جھگڑے سو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ دھوئے سر اپنا اور مسور نے کہا کہ نہیں جائز ہے محرم کو یہ کہ دھوئے سر اپنا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا سو میں نے اس کو پایا اس حال میں کہ غسل کرتا تھا درمیان دو لکڑیوں کے کہ کھڑی ہوتی ہیں اور وہ کپڑے سے پردہ کرتا تھا سو میں نے اس کو سلام کیا اس نے کہا کہ یہ کون ہے سو میں نے کہا کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے تم سے پوچھتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِيْ إِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ أَبُوْ أَيُّوْبَ يَدَهٗ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهٗ حَتّٰى بَدَا لِيْ رَأْسُهٗ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

احرام کی حالت میں اپنا سر کس طرح دھویا کرتے تھے سو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا یعنی جس سے پردہ کیا ہوا تھا سو اس کو نیچے لائے اور اپنے سر سے دور کیا یہاں تک کہ اس کو سر مجھ کو ظاہر ہوا پھر اس نے اس آدمی سے کہا جو اس پر پانی ڈالتا تھا کہ پانی ڈال سو اس نے اس کے سر پر پانی ڈالا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر ہلایا سو اپنے دونوں ہاتھ سر کے اگلی طرف لایا پھر پچھلی طرف لے گیا پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے یعنی جیسا کہ میں نے کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو احرام کی حالت میں نہانا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک اصحاب رضی اللہ عنہم کا احکام میں مناظرہ کرنا اور نص کی طرف رجوع کرنا اور ان کا خبر واحد کو قبول کرنا اگرچہ تابعی ہو اور یہ کہ بعض کا قول بعض پر حجت نہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اگرچہ حدیث اصحابی کالنجوم الخ میں اقتدا کے معنی فتوی کے ہوتے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے دعوے پر گواہ قائم کرنے کی حاجت نہ ہوتی بلکہ مسور کو کہا ہوتا کہ میں بھی ستارہ ہوں اور تو بھی ستارہ ہے اور ہمارے پیچھے ہم میں سے جس کی کوئی پیروی کرے گا وہی اس کو کفایت کرے گی لیکن معنی اس کے جیسا کہ مزنی وغیرہ نے کہا یہ ہیں کہ وہ نقل حدیث میں ستارے ہیں اس واسطے کہ وہ سب عدول ہیں اور اس میں اعتراف ہے واسطے فاضل کے ساتھ فضیلت اس کی کے اور منصف بنانا بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کا بعض کو اور اس میں پردہ کرنا ہے نہانے والے کو وقت غسل کے اور مدد لینی واسطے پاکی حاصل کرنے میں اور یہ کہ غسل کے وقت کلام اور سلام کرنا درست ہے اور یہ کہ محرم کو اپنے سر کا دھونا اور اپنے ہاتھ سے ملنا درست ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ وضو میں داڑھی کا خلال کرنا اپنے استحباب پر باقی ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ مکروہ واسطے خوف اکھڑنے بالوں کے اس واسطے کہ حدیث میں ہے کہ پھر اس نے اپنے ہاتھ سے سر ہلایا اور سر اور داڑھی کے بالوں میں کچھ فرق نہیں مگر یہ کہ کہا جائے کہ داڑھی کے بال سر سے سخت ہیں اور تحقیق یہ بات ہے کہ یہ خلاف اولی ہے بعض کے حق میں سوائے بعض کے یہ بات سب سے بڑے نے کہی ہے۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ

جب محرم جوتا نہ پائے تو اس کو جائز ہے کہ موزہ پہنے

فائدہ: یعنی کیا ان کو کاٹنا شرط ہے یا نہیں۔

۱۷۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ مَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ لِلْمُحْرِمِ.

۱۷۱۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا عرفات میں خطبہ پڑھتے تھے کہ جو جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ موزے پہنے اور جو تہبند نہ پائے تو چاہیے کہ پائجامہ پہنے یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے حق میں فرمائی۔

فائدہ: یعنی یہ حکم غیر محرم کے واسطے نہیں اس واسطے کہ اسکے لیے پائجامہ پہننے کا رد تہبند کے نہ پانے پر موقوف نہیں بلکہ اس کو ہر صورت میں جائز ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ظاہری عمل کیا ہے پس کہا کہ اگر محرم جو جوتا اور تہبند نہ پائے تو جائز ہے اس کو پہننا موزے اور پائجامے کا اپنے حال پر یعنی بغیر کاٹے کے اور جمہور کہتے ہیں کہ موزے کا کاٹنا اور پائجامے کا پھاڑنا شرط ہے بدون ان کے نہ پہنے اور اگر بغیر کاٹے اور پھاڑے پہنے تو لازم ہے اس پر فدیہ یعنی جانور ذبح کرنا اور ان کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ فرمایا کہ چاہیے کہ کاٹے ان کو یہاں تک کہ ٹخنے سے نیچے ہو جائیں پس یہ حدیث مطلق مقید پر محمول ہوگی اور ملحق ہوگی نظر ساتھ نظیر کے واسطے برابر ہونے ان کے کہ حکم میں اور ابن قدامہ نے کہا کہ اولی اور افضل یہ ہے کہ ان کو کاٹ ڈالے واسطے عمل کرنے صحیح حدیث پر اور واسطے نکلنے کے خلاف سے اور زیادہ ترصحیح نزدیک شافعیہ اور اکثر کے یہ ہے کہ جائز ہے پہننا پائجامے کا بغیر پھاڑنے کے مثل قول احمد کے اور محمد بن حسن اور امام الحرمین اور ایک گروہ نے کہا کہ پھاڑنا شرط ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ محرم کو پائجامے کا پہننا مطلق منع ہے اور مثل اس کی مروی ہے امام مالک رحمہ اللہ سے اور شاید اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نہیں پہنچی چنانچہ موطا میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے یہ حدیث نہیں سنی اور رازی حنفیہ سے کہا کہ اس کا پہننا جائز ہے اور اس پر فدیہ ہے جیسا کہ ان کے یاروں نے موزوں میں کیا اور جو کہتا ہے کہ پائجامے کا پہننا بدستور جائز ہے تو اس نے قید کیا ہے اس کو اس طرح کہ نہ ہو اس حالت میں کہ اگر اس کو پھاڑے تو تہبند ہو جائے اس واسطے کہ اس حالت میں ہوگا وہ پانے والا تہبند کا۔ (فتح)

۱۷۱۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سُئِلَ

۱۷۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کیا کپڑا پہنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنے کرتے اور نہ پگڑیاں اور نہ پائجامے اور نہ کسی ٹوپ یعنی

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ وَّإِنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

بازاری کوٹ اور نہ وہ کپڑا جس کو زعفران اور ورس لگی ہو سو اگر جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ پہنے موزے اور چاہیے کہ کاٹ ڈالے ان کو یہاں تک کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزوں کا کاٹنا شرط ہے بدون کاٹے نہ پہنے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابٌ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ

اگر محرم تہبند کو نہ پائے تو اس کو جائز ہے کہ پائجامہ پہنے۔

۱۷۱۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ.

۱۷۱۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عرفات میں خطبہ سنایا سو فرمایا کہ جو تہبند نہ پائے تو پائجامہ پہنے اور جو جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ موزہ پہنے۔

فائدہ: جزم کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس مسئلہ میں سوائے پہلے کے واسطے قوت دلیل اس کی کے اور تصریح کرنے مخالف کی کہ اس کو حدیث نہیں پہنچی سو جس کو پہنچی اس کو اس کے ساتھ عمل کرنا متعلق ہے۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ السِّلَاحِ لِلْمُحْرِمِ

حاجت کے وقت محرم کو ہتھیار کا پہننا درست ہے

وَقَالَ عِكْرِمَةُ إِذَا خَشِيَ الْعَدُوَّ لَبِسَ السِّلَاحَ وَافْتَدٰى وَلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ فِي الْفِدْيَةِ.

اور عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا کہ جب محرم دشمن سے ڈرے تو اس کو ہتھیار کا پہننا درست ہے اور واجب ہے اس پر فدیہ اور فدیہ میں کسی نے عکرمہ رحمہ اللہ کی متابعت نہیں کی یعنی ہتھیار کے پہننے میں تو لوگوں نے اس کی متابعت کی ہے پھر وجوب فدیہ میں کسی نے اس کی متابعت نہیں کی اور حسن سے منقول ہے کہ مکروہ محرم کو گلے میں لٹکانا تلوار کا اور عیدین میں پہلے گزر چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج سے کہا کہ تو نے حکم کیا ہے ساتھ اٹھانے ہتھیار کے حرم

میں اور حالانکہ ہتھیار اس میں داخل نہیں ہوا کرتا تھا (فتح الباری)

۱۷۱۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلَ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ سِلَاحًا إِلَّا فِي الْقِرَابِ.

۱۷۱۳۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ذیقعدہ میں عمرے کا احرام باندھا سو اہل مکہ نے انکار کیا اس سے کہ چھوڑیں آپ ﷺ کو تاکہ مکے میں داخل ہوں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان سے صلح کی یہ کہ نہ داخل کریں ہتھیار مگر میان میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو ہتھیار پہننا درست ہے اس واسطے کہ اگر ہتھیار کا اٹھانا مطلق درست نہ ہوتا تو ضرورت میں اور نہ غیر ضرورت میں تو آپ ﷺ اہل مکہ سے صلح نہ کرتے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت محرم کو ہتھیار کو پہننا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ دُخُولِ الْحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

حرم اور مکے میں بغیر احرام کے داخل ہونے کا بیان

فائدہ: یہ عطف خاص کا عام پر ہے اس واسطے کہ مراد مکے سے اس جگہ خاص شہر ہے پس حرم عام ہوتا۔ (فتح)

وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَإِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِهْلَالِ لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لِلْحَطَّابِينَ وَغَيْرِهِمْ.

اور داخل ہوئے مکے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بغیر احرام کے یعنی جب کہ ان کو فتنہ کی خبر پہنچی اور حضرت ﷺ نے تو احرام باندھنے کا حکم صرف اس شخص کو دیا ہے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہے اور لکڑیاں وغیرہ لانے والوں کو اپنے احرام باندھنے کا حکم نہیں کیا۔

فائدہ: یہ کلام امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ احرام خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور استدلال کیا ہے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ مفہوم قول حضرت ﷺ کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ممن اراد الحج والعمرۃ اس لیے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس کا بار بار مکہ میں آنا جانا رہتا ہے بغیر نیت حج اور عمرے کی اس پر احرام لازم نہیں اور علماء کو اس میں اختلاف ہے پس مشہور مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ جو حج اور عمرے کی نیت نہ رکھتا ہو اس پر احرام مطلق واجب نہیں اور ایک قول میں مطلق واجب ہے اور جو بار بار مکرر آتا جاتا ہے اس میں خلاف ہے مرتب اور اولی ہے ساتھ عدم وجوب کے اور مشہور تینوں امام سے یہ ہے کہ واجب ہے اور ایک روایت میں واجب نہیں اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری اور حسن اور اہل ظاہر کا اور حنابلہ نے کہا کہ جن کو مکرر سے مکرر مکے میں آنے کی حاجت ہو ان کو بدون احرام کے مکے میں آنا درست ہے اور حنفیہ نے کہا

ہے کہ جو احرام باندھنے کی جگہ سے اندر رہتا ہو یعنی اس کو بدون احرام کے مکے میں آنا درست ہے اور ابن عبدالبر نے گمان کیا ہے کہ اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین وجوب کے قائل ہیں (فتح)

۱۷۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ.

۱۷۱۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ معین کی اور اہل نجد کے لیے قرن منازل مقرر کی اور اہل یمن کے لیے یلملم پس یہ سب جگہیں احرام باندھنے کی ہیں ان شہروں والوں کے لیے جو مذکور ہوئے اور واسطے ہر شخص کے کہ گزرے ان پر سے غیر اہل ان کے سے یعنی مثلا اہل ہندوستان جب راہ یمن پر پہنچیں تو یلملم سے احرام باندھیں اور اسی طرح اور ملکوں والوں کا حال ہے کہ جب احرام باندھنے کی جگہ پر آئیں تو وہیں سے احرام باندھیں یہ جگہ احرام کی ہیں اس کے لیے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور جو شخص کہ ان جگہوں سے اندر رہتا ہو تو اس کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ وہ ہے جس جگہ سے وہ احرام باندھنے کی نیت کرے یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ سے احرام باندھیں۔

فائدہ: یہ حدیث باب مواقیت میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حج اور عمرے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کو بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

۱۷۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ

۱۷۱۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر خود تھا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سر سے اتارا اور ایک مرد آیا اور کہا کہ ابن خطل کعبے کے پردے پکڑے ہوئے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو

فائدہ: ابن خطل ایک شخص تھا کہ مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا تھا اور ایک مسلمان کو مار ڈالا تھا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے کا حکم کیا اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب

آپ ﷺ مکے میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا اور اس حدیث کے راوی مالک نے اس کی تصریح کی ہے جیسے کہ مغازی میں اس حدیث کے پیچھے آئے گا کہ مالک نے کہا کہ حضرت ﷺ اس دن محرم نہ تھے اور مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اس دن محرم نہ تھے اور یہ حدیث مرسل ہے اور شہادت دیتی ہے واسطے اس کے وہ حدیث جو مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح کے دن مکے میں داخل ہوئے بغیر احرام کے اور آپ ﷺ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی اور ابن ابی شیبہ نے طاؤس سے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ بغیر احرام کے کبھی بھی مکے میں داخل نہیں ہوئے اور ساتھ اس کے دفع ہوا اشکال اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں کہ بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا درست ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ محرم ہوں لیکن آپ ﷺ نے اپنے سر کو کسی عذر سے ڈھانکا ہو سو یہ شبہ دفع ہو گیا ساتھ تصریح کرنے جابر رضی اللہ عنہ کے حضرت ﷺ محرم نہ تھے لیکن اسمیں ایک اور شبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ لڑائی کے واسطے تیار تھے اور جو اس طرح ہو اس کو بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا درست ہے نزدیک شافعیہ کے اور ابن عیاض نے اس کے مقابل پر اتفاق نقل کیا ہے اور ابن قاص وغیرہ بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا حضرت ﷺ کا خاصہ ہے تو اس میں نظر ہے اس لیے کہ نہیں ثابت ہوتی خصوصیت مگر دلیل سے لیکن طحاوی نے گمان کیا ہے کہ اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں حلال ہوا مجھ کو اس میں لڑنا مگر دن کی ایک ساعت میں اور یہ کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ جائز ہے اس میں داخل ہونا بغیر احرام کے یہ مراد نہیں کہ اس میں قتل کرنا اور لڑنا حرام ہے اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر اگر نعوذ باللہ مشرکین مکہ پر غالب ہو جائیں تو مسلمانوں کو ان سے لڑنا درست ہے اور امام نووی نے اسکے استدلال کو الٹا کر دیا ہے سو کہا کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ مکہ ہمیشہ قیامت تک دار السلام رہے گا سو طحاوی کا خیال باطل ہوا اور دعوی اجماع میں نظر ہے اس واسطے کہ خلاف ثابت ہے کما تقدم اور تحقیق حکایت کیا ہے ابن کو قفال اور ماوردی وغیرہ نے اور بن خطل کے قصے سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جائز ہے قائم کرنا حدود اور قصاص کا حرم مکہ میں اور ابن عبد البر نے کہا کہ ابن خطل کا مار ڈالنا قصاص کی وجہ سے تھا کہ اس نے ایک مسلمان کو قتل کیا تھا اور اس سے معلوم ہوا کہ کعبہ کسی گناہگار کو پناہ نہیں دیتا اور حد واجب کے قائم کرنے سے منع نہیں کرتا اور جو کہتے ہیں کہ مکے میں لڑنا درست نہیں وہ کہتے ہیں کہ ابن خطل کو اس گھڑی میں قتل کیا تھا جس میں آپ ﷺ کا لڑنا حلال ہوا اور نووی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ آپ ﷺ کو اس میں لڑنا صرف داخل ہونے کے وقت ہوا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ اس پر غالب ہوئے اور مکے والے تابعدار ہوئے اور ابن خطل کا قتل کرنا اسکے پیچھے تھا لیکن یہ جواب درست نہیں اس لیے کہ ابن خطل کا قتل اسی ساعت میں تھا جس میں آپ ﷺ پر لڑنا حلال ہوا

تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قتل کرنا قیدی کا بغیر اس کے کہ اس پر اسلام پیش کرے اور یہ کہ خوف کے وقت خود وغیرہ ہتھیاروں وغیرہ کا پہننا درست ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں اور یہ کہ جائز ہے اٹھا لے جانا خبر اہل فساد کا طرف حاکموں کی اور یہ غیبت ہے اور نہ چغلی ۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَحْرَمَ جَاهِلًا وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ

جب کوئی احرام باندھے نادانی سے اور اس پر کرتا ہو تو کیا کرے

فائدہ: کیا اس کو فدیہ لازم ہے یا نہیں اور سوائے اس کے نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں حکم کے ساتھ یقین نہیں کیا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ اس سے فدیہ ساقط ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد عطاء کا قول نقل کیا تو اس سے اشارہ کیا اس طرف کہ اگر فدیہ واجب ہوتا تو عطاء سے پوشیدہ نہ رہتا اور حلانکہ وہ راوی ہے اس حدیث کا اور ابن بطال نے کہا کہ اگر فدیہ لازم ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بیان کرتے اس واسطے تاخیر بیان حاجت کے وقت جائز نہیں اور فرق کیا ہے مالک نے اس کے حق میں جو خوشبو لگائے یا بھول کر پہنے درمیان اس کے جو جلدی اتار ڈالے اور غسل کر ڈالے اور درمیان اسکے جو دیر تک پہنے رہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اس حدیث کے بہت موافق ہیں اس واسطے کہ سائل حدیث باب میں حکم کا واقف نہ تھا اور بہت دیر تک پہنے رہا اور باوجود اس کے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ کا حکم نہیں دیا اور امام مالک کے قول میں احتیاط ہے اور اس پر قول کوفیوں کا پس وہ حدیث کے مخالف ہے اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ یہ نزول حکم سے پہلے تھا اور اب ایسا کرنا درست نہیں ۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا تَطَيَّبَ أَوْ لَبِسَ جَاهِلًا أَوْ نَاسِيًا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ

اور عطاء نے کہا کہ جب کوئی احرام کی حالت میں خوشبو لگائے یا سلا ہوا کپڑا پہنے نادانی سے یا بھول کر تو اس پر کفارہ نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی احرام باندھے نادانی سے اور اس پر کرتہ ہو تو اس پر کفارہ نہیں۔ وفیہ المطابقة للترجمة

١٧١٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ فِيهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ أَوْ نَحْوُهُ كَانَ عُمَرُ

١٧١٦۔ یعلی سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد آیا اور اس پر کرتہ تھا اور اس پر خوشبو کا نشان تھا مانند زردی وغیرہ کے اور عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو کہا کرتے تھے کہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی اترنے کی حالت میں دیکھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری پھر

يَقُوْلُ لِيْ تُحِبُّ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ تَرَاهُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ وَعَضَّ رَجُلٌ يَدَ رَجُلٍ يَعْنِيْ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَبْطَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

آپ ﷺ سے وہ حالت دور ہوئی سو فرمایا کہ جس طرح تو اپنے حج کے احرام میں کرتا ہے اسی طرح اپنے عمرے میں کر اور ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹا سو اس نے اس کے اگلے دانت اکھاڑ دیے سو حضرت ﷺ نے اس کا بدلہ معاف کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ وہ احرام کی حالت میں کرتہ پہنے ہوئے تھا سو آپ ﷺ نے اس کو فدیہ کا حکم نہ فرمایا وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔ (فتح)

بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوْتُ بِعَرَفَةَ وَلَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَدّٰى عَنْهُ بَقِيَّةُ الْحَجِّ.

اس محرم کا بیان کہ عرفہ میں مر جائے اور نہ حکم کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ ادا کیا جائے اس سے باقی حج یہ کہ حضرت ﷺ سے یہ حکم منقول نہیں۔

١٧١٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ أَوْ قَالَ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّيْ.

١٧١٧۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے ساتھ عرفات میں کھڑا تھا کہ اچانک اپنی سواری سے گرا سو اس کی سواری نے اس کی گردن توڑ ڈالی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غسل دو اس کو ساتھ پانی اور بیر کے پتوں کے اور کفناؤ اس کو دو کپڑوں میں اور نہ اس کا سر ڈھانکو اور نہ اس کو خوشبو لگاؤ اس واسطے کہ اللہ اس کو قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھائے گا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر محرم عرفات میں مر جائے تو اس کی طرف سے باقی حج کرنا ضروری نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو حکم نہیں فرمایا۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

١٧١٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ

١٧١٨۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تَمَسُّوْهُ طِيْبًا وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهٗ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا.

بَابُ سُنَّةِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ

جب محرم احرام کی حالت میں مر جائے تو اس کے حق میں طریق مسنون کیا ہے

۱۷۱۹۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهٗ فَإِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا.

۱۷۱۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو اس کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور وہ احرام باندھے ہوئے تھا سو وہ مر گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل دو اس کو ساتھ پانی اور بیر کے پتوں کے اور کفناؤ اس کو اس کے دو کپڑوں میں اور نہ لگاؤ خوشبو اس کو اور نہ ڈھانکو سر اس کا اس واسطے کہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی محرم مر جائے تو مسنون ہے کہ اُسے اسی طرح دفنایا جائے۔

بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالرَّجُلِ يَحُجُّ عَنِ الْمَرْأَةِ

باب ہے بیچ بیان کرنے حج اور نذر کے میت کی طرف سے اور اس بیان میں کہ مرد عورت کی طرف سے حج کرے۔

فائدہ: یعنی باب کی حدیث سے دو حکم ثابت ہوتے ہیں اور دوسرے حکم کے ثابت ہونے میں نظر ہے اس واسطے کہ حدیث میں یہ بیان ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کا حکم پوچھا جو اس کے باپ پر تھی سو حق ترجمہ کا یہ تھا کہ یوں کہا جاتا کہ عورت مرد کی طرف سے حج کرے اور ابن بطال نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو ایسا خطاب کیا کہ اس میں مرد اور عورتیں سب داخل ہو گئے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ

قول ہے کہ اقضوا اللہ یعنی اللہ کا قرض ادا کرو اور کہا کہ اس میں خلاف نہیں کہ جائز ہے حج کرنا عورت کو مرد کی طرف سے اور مرد کو عورت کی طرف سے اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا مگر حسن بن صالح نے اور ظاہر یہ بات ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے طرف روایت شعبہ کی اس حدیث میں اس نے کہا کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری بہن نے نذر مانی تھی آخر حدیث اور اس میں یہ ہے کہ ادا کر قرض اللہ کا کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔ (فتح)

١٧٢٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ جَآءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّيْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً اقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَآءِ.

١٧٢٠۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی سو اس نے حج نہ کیا یہاں تک کہ مرگئی پس میں اس کی طرف سے حج کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے حج کر بھلا بتلا تو کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو تو اس کو ادا کرتی یا نہیں اس نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ سو اللہ کا قرض ادا کر اور اللہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ جائز ہے قیاس کرنا اور بیان کرنا مثل کا تا کہ واضح ہو اور نفس میں اچھی طرح واقع ہو اور سمجھ میں جلدی آئے اور یہ کہ مستحب ہے مفتی کو تنبیہ کرنی وجہ دلیل پر جب کہ اس پر کوئی مصلحت قریب ہو اور وہ پاکیزہ تر ہے واسطے نفس سائل کے اور یہ کہ مالی قرض کا ادا کرنا ان کے نزدیک معلوم اور ثابت تھا اسی واسطے بہتر ہوا لاحق کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ میت کی طرف سے حج کرنا کافی ہے اور اس میں اختلاف ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے حج نہ کرے اور مثل اس کی مالک اور لیث سے مروی ہے اور مالک سے ایک یہ روایت ہے کہ اگر وصیت کرے تو اس کی طرف سے حج کرے نہیں تو نہیں اور یہ کہ جو مر جائے اور اس پر حج ہو تو واجب ہے اس کے ولی پر یہ کہ تیار کر دے اسباب اس شخص کو کہ اس کی طرف سے حج کرے راس مال سے جیسا کہ اس کے قرض کا ادا کرنا اس پر واجب ہے پس تحقیق اجماع کیا ہے اس پر علماء نے کہ قرض آدمی کا راس المال سے ہے پس اس طرح ہے وہ چیز کہ تشبیہ دی ساتھ اس کے قضاء میں اور ملحق ہے ساتھ حج کے ہر حق کہ اس کے ذمہ میں ثابت ہو کفارہ یا نذر یا زکوۃ وغیرہ سے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا حق مقدم ہے آدمی کے قرض پر اور یہ ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور بعض بالعکس کہتے ہیں اور بعض برابر کہتے ہیں اور یہ عام

ہے اس سے کہ میت نے مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو یعنی خواہ اس کے مال میں سے ہو یا بطور احسان کے اپنے مال سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جس نے حج اسلام یعنی فرض حج نہ کیا اس کو حج کی نذر ماننی درست ہے پس جب وہ حج کرے تو اس کو حج اسلام کے واسطے کفایت کرتا ہے نزدیک جمہور کے اور واجب ہے اس پر حج نذر کا اور بعض کہتے ہیں کہ کفایت کرتا ہے حج نذر سے پھر حج اسلام کا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں کی طرف سے کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ لَّا يَسْتَطِيْعُ الثُّبُوْتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ

جو سواری پر نہ ٹھہر سکے اس کی طرف سے حج کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی زندوں کی طرف سے اور امام مالک اس میں خلاف ہیں اور اسی طرح مخالف ہے وہ شخص کہ کہتا ہے کہ نہ حج کرے کوئی کسی کی طرف سے مطلق مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور ابن منذر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ اگر حج فرض ہو اور آدمی خود حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس کو اپنی طرف سے حج میں نائب پکڑنا درست نہیں یعنی یہ کہ کسی کو اپنی طرف سے حج کرنے کے لیے بنا کر بھیجے اور اگر حج نفل ہو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں کسی کو نائب پکڑنا درست ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں۔ (فتح)

۱۷۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ امْرَأَةً ح حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِيْ عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

۱۷۲۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق اللہ کا فرض جو اس کے بندوں پر حج کے امر میں ہے میرے باپ کو بڑھاپے نے پایا کہ وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا پس کیا کفایت کرتا ہے اس کو کہ میں اس کی طرف سے نیابۃ حج کروں فرمایا ہاں۔

فائدہ: حاصل اس عورت کی کلام سے یہ ہے کہ میرے باپ پر بڑھاپے میں حج فرض ہوا ہے اس سبب سے کہ وہ بڑھاپے میں مسلمان ہوا اور اس کے پاس مال ہے یا اس کو بڑھاپے میں ہاتھ لگا ہے اور وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے نیابۃ حج کرلوں فرمایا ہاں اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی پر حج فرض ہو اور وہ سواری پر نہ بیٹھ سکے تو اس کی طرف سے نائب ہو کر حج کرنا درست ہے اور یہ غیر کا حج اس کو کفایت کرتا ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ حَجِّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ.

عورت کو مرد کی طرف سے حج کرنا درست ہے۔

فائدہ: تقدم نقل الخلاف فیه قبل باب۔

۱۷۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ فَقَالَتْ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۱۷۲۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے یعنی حجۃ الوداع میں سو خثعم کی ایک عورت آئی سو فضل اس کو دیکھنے لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیشک اللہ کے فرض نے میرے باپ کو بڑھاپے میں پایا کہ وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا کیا پس میں اس کی طرف سے نیابۃ حج کروں فرمایا ہاں اور یہ واقعہ حجۃ الوداع میں واقع ہوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ غیر کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور جمہور ان کے مخالف ہیں پس کہتے ہیں کہ یہ صرف اسی کو جائز ہے جو اپنا فرض حج پہلے ادا کر چکا ہو اور جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے جو سنن اور صحیح ابن خزیمہ وغیرہ میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا شبرمہ (ایک مرد کا نام ہے) کی طرف سے حج کی لبیک کہتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے خود اپنی طرف سے حج کرلیا ہے اس نے کہا نہیں فرمایا یہ تیری اپنی طرف سے ہے یعنی پہلے اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ استطاعت جس طرح اپنے ساتھ ہوتی ہے اسی طرح غیر کے ساتھ ہوتی ہے اور بعض مالکیہ نے اس کو الٹا کر دیا ہے سو کہا کہ جو اپنے جانے سے طاقت نہ رکھے اس پر حج واجب نہیں اور باب کی حدیث سے یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ بطور احسان کے تھا اور اس حدیث کے کئی طریق ہیں

وجوب کی تصریح نہیں اور یہ کہ یہ عبادت بدنی ہے پس اس میں نیابت درست نہ ہوگی مانند نماز کے اور طبری وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ نماز میں نیابت داخل نہیں ہوتی اور کہتے ہیں کہ عبادتیں بطور ابتلاء کے فرض ہوئی ہیں اور ابتلاء اور امتحان نہیں پایا جاتا مگر ساتھ مشقت دینے بدن کے تا کہ ظاہر ہو فرمانبرداری یا نہ فرمانی بخلاف زکوۃ کے کہ اس میں ابتلاء ساتھ کم کرنے مال کے ہے اور وہ حاصل ہے ساتھ نفس کے اور ساتھ غیر کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ حج کو نماز پر قیاس کرنا درست نہیں اس واسطے کہ حج عبادت مالی اور بدنی دونوں میں ہے پس اس کو نماز کے ساتھ ملحق کرنا راجح نہیں اس سے کہ اس کو زکوۃ کے ساتھ ملحق کیا جائے اور مازری نے کہا کہ جس نے حج میں بدن کے حکم کو غالب کیا اس نے اس کو نماز کے ساتھ ملایا ہے اور جس نے مال کے حکم کو غالب کیا ہے اس نے اس کو زکوۃ کے ساتھ ملایا ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر مردہ وصیت کر جائے تو اس کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور یہ نیابت نماز میں درست نہیں اور نیز حصر کرنا ابتلاء کا مباشرہ میں ممنوع ہے یعنی یہ کہنا کہ ابتلاء صرف اس کو کہتے ہیں کہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالے ممنوع ہے اس واسطے کہ اگر امر کرنے والا اجرت میں مال خرچ کرے تو اس کے واسطے یہ بھی آزمائش ہے اور عیاض نے کہا کہ مخالف کے لیے باب کی حدیث حجت نہیں اس واسطے کہ قول اس کا **ان فريضة الله على عباده** الخ معنی اس کے یہ ہیں کہ لازم کرنے اللہ کے نے اپنے بندوں پر حج کو جو کہ شرط استطاعت کے ساتھ واقع ہوا ہے میرے باپ کو پایا ہے ساتھ صفت اس شخص کے کہ طاقت نہیں رکھتا کیا پس جائز ہے مجھ کو یہ یا کیا مجھ کو اس میں ثواب اور فائدہ ہے تو فرمایا کہ ہاں اور تعاقب کیا گیا ہے یہ جواب ساتھ اسکے کہ اس کے بعض طریقوں میں صریح آچکا ہے کہ اس نے کفایت کا سوال کیا تھا یعنی کیا جائز ہے پس تمام ہوگیا استدلال اور مسلم کے بعض طریقوں میں آچکا ہے کہ اس نے کہا کہ بے شک میرے باپ پر اللہ کا فرض ہے حج کے امر میں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس پر حج فرض کیا گیا ہے اور بعض دعوی کیا ہے کہ یہ قصہ خاص ہے اس عورت خثعمیہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اصل عدم خصوصیت ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے یہ اس کے بعد کسی کو جائز نہیں لیکن یہ لائق استدلال کے نہیں ہے اس واسطے کہ اس کی سند ضعیف ہے اور نیز یہ مرسل ہے اور نیز اس کے معارض ہے یہ حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا قرض ادا کرو کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے اور بعض دعوی کرتے ہیں کہ صرف بیٹے کو اپنے باپ کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور کسی کو درست نہیں اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ یہ جمود ہے اور قرطبی نے کہا ہے کہ امام مالک کہتے ہیں کہ یہ خثعمیہ کی حدیث ظاہر قرآن کے مخالف ہے پس ظاہر قرآن کو ترجیح ہے اور نہیں شک ہے اسکے راجح ہونے میں تواتر کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ قول مذکور ایک عورت کا قول ہے کہ اس نے گمان کیا اور اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے سوال پر جواب دیا اور اگر اس کا یہ گمان غلط ہوتا تو آپ ﷺ اس کے لیے بیان

کرتے تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے سوال کے جواب میں حج کرنے کا حکم اس واسطے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ نے اس کو دیکھا کہ اس کو اپنے باپ کی طرف سے نیکی اور ثواب پہنچانے کی بہت حرص ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا پس آپ ﷺ کی یہ تقریر دلیل ظاہر ہے اوپر جائز ہونے اس کے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج کر اس کی طرف سے کہ اگر اس کو فائدہ نہ ہوگا تو نقصان بھی نہ ہوگا سو حفاظ حدیث نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حدیث شاذ ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو اس میں مخالف کے لیے حجت نہیں اور اس مسئلے کی فروعات سے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے درمیان اس کے کہ قرار پایا وجوب نے اس کے ذمہ میں پہلے غصب سے یا عارض ہوا اس پر بعد اسکے یہ مذہب جمہور کا ہے اور حنفیہ کی یہ بات مخالف ہے اور جمہور کی دلیل خثعمیہ کا قصد ہے اور یہ کہ جو غیر کی طرف سے حج کرے تو وہ حج اس غیر کی طرف سے واقع ہوتا ہے اور یہ بات مخالف ہے واسطے امام محمد بن حسن کے کہ اس نے کہا کہ مباشر کی طرف سے واقع ہوگا اور جس کی طرف سے حج کیا گیا ہے اس کو خرچہ کا ثواب ملے گا اور جو حج میں نیابت کو جائز رکھتے ہیں ان سب کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ نہیں کفایت کرتا فرض میں مگر موت سے یا غصب سے پس نہیں جائز ہوگا بیمار کی طرف سے اس لیے کہ اس کے تندرست ہونے کی امید ہے اور نہ دیوانے کے لیے اس لیے کہ اس کے ہوش میں آنے کی امید ہے اور نہ قیدی کی طرف سے کہ اس کے خلاص ہونے کی امید ہے اور نہ فقیر کی طرف سے کہ اس کے مالدار ہونے کی امید ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ سواری پر اپنے پیچھے کسی کو سوار کرنا جائز ہے اور بیان ہے اس چیز کا کہ جو مرکب کیا گیا ہے آدمی شہوت سے اور پیدا کی گئی ہے طبیعت اس کی اوپر اس کے نظر کرنے سے طرف خوبصورتوں کی اور یہ کہ منع ہے دیکھنا طرف عورت بیگانی کی اور ڈھانکنا آنکھوں کا اور عیاض نے کہا کہ بعض گمان کرتے ہیں کہ غیر عورت سے آنکھ کا بند کرنا واجب نہیں مگر جب کہ فتنے کا ڈر ہو اور میرے نزدیک حضرت ﷺ کا یہ فعل کہ آپ ﷺ نے فضل کا منہ ڈھانکا ابلغ ہے قول سے اور شاید کہ فضل نے اس کی طرف بدنظر سے نہ دیکھا بلکہ خوف کیا اس سے کہ وہاں تک نوبت پہنچے یا تھا یہ پہلے امر سے ساتھ دراز کرنے چادروں سے اور پکڑی جاتی ہے اس سے تفریق مردوں اور عورتوں کے یعنی مردوں کو عورتوں سے جدا کر دینا چاہیے واسطے خوف فتنے کے اور جائز ہونا کلام عورتوں کا اور سننا آواز اس کے کا واسطے اجنبی مردوں کے وقت ضرورت کے مانند مسئلہ پوچھنے کے اور مقدمہ لے جانے کے معاملہ میں اور یہ کہ عورت کا احرام اس کے منہ میں ہے سوا اس کو احرام میں اس کا کھولنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے نیابت کرنی سوال میں علم سے یہاں تک کہ عورت کو مرد کی طرف سے نائب ہو کر مسئلہ پوچھنا جائز ہے اور یہ کہ عورت کو بغیر محرم کے حج کرنا جائز ہے اور عورت کے ساتھ محرم کا ہونا شرط نہیں لیکن پہلے گزر چکا ہے کہ اس کا باپ اس کے ساتھ تھا پس یہ رد کرتا ہے اس پر اور یہ کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی

کرے اور کوشش کرے ساتھ کام ان کے اور کھڑا ہو ساتھ بھلائی والے کاموں میں اور اُن کے قرض ادا کرے اور خدمت اور نفقہ وغیرہ امور دین اور دنیا سے اور ابن عربی نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے اتفاق کیا گیا ہے اس کی صحت پر حج میں خارج ہے اس قائدے سے جو شریعت میں قرار پا چکا ہے کہ نہیں واسطے آدمی کے مگر جو اس نے کمایا یہ رحم ہے اللہ کی طرف سے بیچ پورا کرنے اس چیز کے کہ قصور کیا مرد نے بیچ اس کے ساتھ اولاد اپنی کے اور مال اپنے کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ عموم سعی میں داخل ہو اور یہ کہ عموم سعی کا آیت میں مخصوص ہے اتفاقا۔ (فتح)

بَابُ حَجِّ الصِّبْيَانِ.

نابالغ لڑکوں کے حج کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جائز ہے اور گویا جو حدیث اس میں صریح ہے وہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں اور وہ یہ ہے جو کہ مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنا لڑکا اٹھایا اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا اسکے واسطے حج ہے یعنی اس کو بھی حج کا ثواب ہے فرمایا ہاں اور تجھ کو بھی اس میں ثواب ہے اور ابن بطال نے کہا کہ ائمہ فتوی کا اس پر اجماع ہے کہ نابالغ لڑکے سے حج ساقط ہے یہاں تک کہ بالغ ہو مگر حج کرے تو جمہور کے نزدیک وہ اس کے لیے نفل ہوگا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا احرام صحیح نہیں اور نہیں جائز ہے اس پر کوئی چیز ساتھ کرنے کسی چیز کے احرام کی ممنوع چیزوں سے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کو حج کرایا جائے بطور تدریب کے اور بعض نے خلاف کیا ہے سو کہا کہ اگر نابالغ حج کرے تو اس کو حج اسلام سے کفایت کرتا ہے واسطے ظاہر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہاں اور طحاوی نے کہا کہ اس میں حجت نہیں واسطے اس کے بلکہ اس میں حجت ہے اس پر جو زعم کرتا ہے یہ کہ اس پر حج نہیں اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی اس حدیث کے نے کہا کہ جس لڑکے کو اس کے گھر والے حج کرائیں پھر بالغ ہو تو واجب ہے اس پر حج دوسرا۔ (فتح)

۱۷۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَعَثَنِي أَوْ قَدَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّقَلِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

۱۷۲۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آگے بھیجا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے اسباب میں یعنی اسباب کے ساتھ مزدلفہ سے رات کو۔

فائدہ: وجہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے بلکہ نابالغ تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث بیان کی ہے جس میں صریح آچکا ہے کہ وہ اس وقت بلوغت کے قریب تھے پھر معلق طریق سے بیان کیا کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ (فتح)

١٧٢٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الْحُلُمَ أَسِيْرُ عَلٰى أَتَانٍ لِّيْ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ بِمِنًى حَتّٰى سِرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا فَرَتَعَتْ فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَآءَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِنًى فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۱۷۲۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے گدھی پر سوار ہو کر آگے بڑھا اور حالانکہ میں بالغ ہونے کے قریب پہنچا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی میں کھڑے نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ میں پہلی صف کے بعض کے آگے چلا پھر میں گدھی سے اترا سو وہ چرنے لگی اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز کو کھڑا ہوا اور ابن شہاب نے کہا کہ یہ واقعہ منی میں حجۃ الوداع میں تھا۔

١٧٢٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حُجَّ بِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ.

۱۷۲۵۔ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کروایا گیا یعنی میرا باپ مجھ کو حج کے واسطے ساتھ لے گیا اور حالانکہ میں سات برس کا تھا۔

١٧٢٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَقُوْلُ لِلسَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ وَكَانَ قَدْ حُجَّ بِهِ فِيْ ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۲۶۔ جعید سے روایت ہے کہ اس نے عمر بن عبدالعزیز سے سنا کہ سائب سے کہتے تھے اور سائب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب سے حج کرایا گیا تھا۔

فائدہ: عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں صاع کی مقدار زیادہ ہو گئی تھی سو عمر نے سائب سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صاع کس قدر تھا ان حدیثوں میں معلوم ہوا کہ نابالغ کا حج صحیح ہے۔ وفیہ المطابقۃ

للترجمۃ اور یہی مذہب ہے جمہور کا۔

بَابُ حَجِّ النِّسَآءِ

عورتوں کے حج کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی کیا اس میں مردوں کے حج پر کوئی چیز زیادہ شرط ہے یا نہیں۔

۱۷۲۷۔ و قَالَ لِیْ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْأَزْرَقِیُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَذِنَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ.

۱۷۲۷۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو حج کرنے کی اجازت دی اخیر حج میں کہ اس نے اس کا قصد کیا تھا سو اس نے ازواج مطہرات کے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عورت کو حج کرنا ساتھ غیر محرم کے وسیاتی البحث فیہ۔

۱۷۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَغْزُوْ وَنُجَاهِدُ مَعَكُمْ فَقَالَ لٰكِنَّ أَحْسَنَ الْجِهَادِ وَأَجْمَلَهُ الْحَجُّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَا أَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافروں سے جہاد نہ کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اور بہت خوب جہاد حج ہے اور جو حج کہ مقبول ہو سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حج کو کبھی نہ چھوڑوں گی بعد اسکے کہ میں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جمل قصے میں طعن کرتے ہیں یعنی روافض وہ کہتے ہیں کہ آیت وقرن فی بیوتکن یعنی اپنے گھروں میں ٹھہری رہو تقاضہ کرتی ہے اس کو کہ ازواج مطہرات پر سفر کرنا حرام ہے اور یہ حدیث ان کو رد کرتی ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے افضل جہاد حج ہے پس معلوم ہوا کہ ان کے لیے جہاد ہے سوائے حج کے اور حج اس سے افضل ہے اور احتمال ہے کہ مراد لاسے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قول کے جواب میں فرمایا یہ ہو کہ یہ تم پر واجب نہیں جیسا کہ مردوں پر واجب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہیں کہ وہ ان پر حرام ہے اس واسطے کہ ام عطیہ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ جہاد میں نکلتی تھیں اور زخمیوں کا

علاج کرتی تھیں سو عائشہ وغیرہ نے اس ترغیب سے یہ سمجھا کہ ان کو مکرر حج کرنا درست ہے جیسا کہ مردوں کو مکرر جہاد کرنا درست ہے اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے عموم حدیث اور آیت مذکورہ کا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہلے اس پر توقف تھا پھر ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلیل کا قوی ہونا معلوم ہوا اپنی اخیر خلافت میں ان کو حج کرنے کی اجازت دی پھر عثمان رضی اللہ عنہ بھی اپنی خلافت میں ان کو حج کرایا کرتے تھے اور بعض نے ظاہر نہی پر عمل کیا مانند سودہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا کی اور بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ مراد ابو واقد کی حدیث میں یہ ہے کہ حج فرض ایک بار ہے مانند مردوں کی یہ مراد نہیں کہ ایک بار سے زیادہ کرنا منع ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ آیت میں گھر میں ٹھہرنے سے مراد بطور فرض کے نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اس پر کہ عورت کو معتبر مرد کے ساتھ حج کرنا درست ہے اگرچہ وہ اس کا نہ خاوند اور نہ محرم ہو کما سیاتی البحث فیه۔ (فتح)

۱۷۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ فِيْ جَيْشِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِيْ تُرِيْدُ الْحَجَّ فَقَالَ اخْرُجْ مَعَهَا.

۱۷۲۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سفر کرے کوئی عورت مگر ساتھ محرم کے اور نہ داخل ہوا س پر کوئی مرد مگر کہ یہ اس کی محرم ہو سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ارادہ کرتا ہوں کہ فلانے فلانے جہاد میں نکلوں اور میری عورت حج کا ارادہ رکھتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے ساتھ نکل۔

فائدہ: بعض روایتوں میں ایک دن کے سفر کا ذکر آیا ہے اور بعض میں دو دن کے سفر کا ذکر آیا ہے اور بعض میں تین دن کے سفر کا ذکر آیا ہے سو اختلاف روایات کی وجہ سے اکثر علماء نے تو مطلق سفر کو لیا ہے اور امام نووی نے کہا کہ تحدید سے ظاہر معنی مراد نہیں بلکہ جس کا نام سفر رکھا جائے اس میں عورت کا سفر کرنا درست نہیں مگر ساتھ محرم کے برابر ہے کہ چھوٹا ہو یا دراز اور ابن منیر نے کہا کہ یہ خلاف باعتبار خلاف مواطن اور اختلاف سائلوں کے ہے یعنی جیسا مقام اور سائل دیکھا اس کے مناسب جواب فرمایا مرادوں سے دن ساتھ رات کے ہے نہ تنہا دن اور احتمال ہے کہ آپ تین دن کا ذکر سب کم عددوں سے پہلے فرمایا ہو پس اقل عدد کو لیا جائے گا اور اقل اس کو برید ہے پس بنا بر اس کے شامل ہوگا ہر سفر کو چھوٹا ہو یا دراز اور نہ موقوف ہوگا باز رہنا عورت کا سفر سے مسافت قصر پر اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مسافت قصر سے کم میں منع نہیں اور حجت ان کی یہ ہے کہ منع مقید ساتھ تین دن کے متحقق ہے اس کو ماسوائے

مشکوک ہے پس یقین کو لیا جائے گا اور مناقضہ کیا گیا ہے بایں طور کہ روایت مطلق شامل ہے ہر سفر کو پس لائق ہے کہ اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور اس کے ماسوائے کو ترک کیا جائے کہ اس میں شک ہے اور حنفیہ کے قواعد میں سے مقدم کرنا عام کا ہے خاص پر اور ترک کرنا حمل مطلق کا مقید پر یعنی مطلق کو مقید پر حمل نہ کیا جائے اور اس جگہ انہوں نے اپنے قاعدے کی مخالفت کی ہے اور اختلاف تو صرف ان حدیثوں میں ہے جس میں تقیید واقع ہوئی ہے برخلاف حدیث باب کی کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اختلاف نہیں ہوا اور سفیان ثوری نے کہا ہے کہ اگر سفر دراز ہو تو منع ہے اگر سفر دراز نہ ہو تو منع نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے عموم حدیث سے تمسک کیا ہے سو کہا کہ جب عورت خاوند یا محرم کو نہ پائے تو اس پر حج واجب نہیں یہی ہے مشہور قول امام احمد کا اور ایک روایت مانند قول مالک رحمہ اللہ کے ہے اور وہ خاص کرنا حدیث کا ہے ساتھ غیر سفر فرض کے کہتے ہیں کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اجماع کے بغوی نے کہا کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ نہیں جائز ہے عورت کو سفر کرنا غیر فرض میں مگر ساتھ زوج یا محرم کے مگر کافر عورت کہ دارالحرب میں مسلمان ہو یا قیدی ہو خلاص ہو یا وہ عورت کہ اپنے ساتھیوں سے دور پڑے سو کوئی مرد اس کو پائے پس اس مرد کو جائز ہے کہ اس کے ہمراہ ہو کہ یہاں تک کہ اس کو اسکے ساتھیوں تک پہنچائے کہتے ہیں کہ جب اس کا عموم مخصوص ہے ساتھ اجماع کے تو چاہیے کہ حج فرض بھی اس سے مخصوص ہو اور مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ شرط ہے ہونا خاوند یا محرم کا یا معتبر عورت کا اور ایک قول ہے کہ ایک عورت معتبر کفایت کرتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اگر راہ میں امن ہو تو اس کو تنہا سفر کرنا درست ہے اور یہ سب حج اور عمرے واجب میں ہے اور کفال نے کہا کہ سب سفروں کا یہی حال ہے اور رویانی نے کہا کہ یہ خوب ہے لیکن نص کے خلاف ہے اس سے معلوم ہوا کہ بغوی نے جو اختلاف کی نفی کی ہے وہ ٹھیک نہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا محرم وغیرہ کا اس کے ساتھ ہونا شرط ہے واسطے واجب ہونا حج کے عورت پر یا شرط ہے قادر ہونے میں پس نہ منع کرے گا وجوب کو اور برقرار رہنے کو اس کے ذمہ میں اور عبارت طبری کی یہ ہے کہ جن شرطوں سے مرد پر حج واجب ہوتا ہے ان کے ساتھ عورت پر بھی واجب ہوتا ہے پس جب اس کی ادا کا ارادہ کرے تو نہیں جائز ہے ان کو مگر ساتھ محرم کے یا خاوند کے یا عورت معتبر کے اور امن کی حالت معتبر عورتوں کے سفر کرنے کی دلیل باب کی پہلی حدیث ہے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے اس پر اتفاق کیا اور اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے ان پر انکار نہیں کیا اور جس نے امہات المومنین سے اس کا انکار کیا تو وہ ایک خاص سبب سے اس کا انکار کیا ہے نہ اس سبب سے کہ سفر محرم پر موقوف ہے پس معلوم ہوا کہ امن کی حالت میں عورت کا معتبر عورتوں کے ساتھ سفر کرنا درست ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ یہاں دو عام معارض ہیں اس واسطے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ یعنی واسطے اللہ کے لوگوں پر حج ہے کعبے کا جو طاقت رکھے

طرف اس کی راہ کی عام ہے بیچ حق مردوں اور عورتوں کے اس سے معلوم ہوا کہ جب سفر کی طاقت پائی جائے تو حج سب پر فرض ہے اور قول حضرت ﷺ کا **لاتسافر المراة مع محرم** عام ہے سفر میں پس اس میں حج بھی داخل ہوگا سو جس نے حج کو نکالا ہے اس نے اس حدیث کو اس آیت سے خاص کیا ہے اور جس نے اس کو اس میں داخل کیا ہے اس نے آیت کو حدیث سے خاص کیا ہے اور محرم عورت کا علماء کے نزدیک وہ مرد ہے جس کے ساتھ اس عورت کا کبھی نکاح درست نہ ہو بہ سبب مباح کے واسطے حرمت اس کی کے جیسا کہ باپ ، بھائی ، چچا بھتیجا، بھانجا، بیٹا، نواسہ، پوتا پس ہمیشہ کی قید سے عورت کی بہن اور پھوپھی نکل گئی اور مباح سے ماں موطوئہ کی ساتھ شبہ کے اور بیٹی اس کی ساتھ حرمت اس کی کے وہ عورت جس سے لعان کیا گیا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابدی حرمت سے خاص کیا ہے اس عورت کو جو مسلمان ہو اور اس کا باپ کتابی ہو کہ وہ اس کا محرم نہیں اس واسطے کہ امن نہیں اس سے کہ اس کو اپنے دین سے فتنے میں ڈالے جب کہ اس کے ساتھ اکیلا ہو اور جو کہتا ہے کہ عورت کا غلام بھی محرم ہے وہ محتاج ہے یہ کہ زیادہ کرے ضابطہ میں کوئی چیز جو اس کو داخل کرے اور جو سفر کو غلام کے ساتھ جائز رکھتا ہے اس کو لائق ہے کہ اس کو قید کرے ساتھ اس کے جب دونوں قافلے میں ہوں اور جب دونوں تنہا ہوں تو درست نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند بھی محرم میں داخل ہے اور بعض نے کہا کہ خاوند کے بیٹے کے ساتھ بھی سفر کرنا مکروہ ہے اس واسطے کہ فساد لوگوں میں غالب ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیگانی عورت کے ساتھ خلوت کرنی درست نہیں اور اس پر اجماع ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ اس میں غیر محرم کے ساتھ قائم مقام ہوتا ہے یا نہیں مانند عورت معتبر کی صحیح یہ ہے کہ جائز ہے واسطے ضعیف ہونے تہمت کے ساتھ اس کے اور قفال نے کہا ہے کہ ضرور ہے ہونا محرم کا اور اسی طرح معتبر عورتوں میں حج کے سفر میں ضرور ہے کہ کسی کے ساتھ محرم ہو اور تائید کرتی ہے اس کو نص شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کہ نہیں جائز ہے مرد کو یہ تنہا عورت کو نماز پڑھائے مگر یہ کہ کسی ایک کے ساتھ محرم ہو اور یہ جو فرمایا کہ اس کے ساتھ نکل تو بعض اہل علم نے اس کے ظاہر کو لیا ہے پس کہا کہ اگر عورت کے ساتھ کوئی نہ ہو تو خاوند کو اس کے ساتھ سفر کرنا واجب ہے اور یہی قول ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور مشہور یہ ہے کہ اس کو اس کے ساتھ سفر کرنا لازم نہیں مانند ولی کی حج میں مریض کی طرف سے اور اگر باز رہے مگر ساتھ اجرت کے تو عورت کو لازم ہے اس واسطے کہ وہ عورت کی راہ میں داخل ہے پس ہوگا اس کے حق میں مانند خرچ کی اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ خاوند کو جائز نہیں کہ اپنی عورت کو حج فرض سے منع کرے اور یہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے اور صحیح نص ان کے نزدیک یہ ہے کہ اس کو منع کرنا درست ہے اس واسطے کہ حج دیر کے ساتھ فرض ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عورت کو بغیر اجازت خاوند کے حج کو جانا درست نہیں سو یہ روایت

محمول ہے حج نفل پر اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے کہ مرد کو جائز ہے کہ عورت کو سب سفروں سے منع کرے اور سفر واجب میں اختلاف ہے۔ (فتح)

۱۷۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا حَبِيْبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِهٖ قَالَ لِأُمِّ سِنَانٍ الْأَنْصَارِيَّةِ مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ قَالَتْ أَبُوْ فُلَانٍ تَعْنِيْ زَوْجَهَا كَانَ لَهٗ نَاضِحَانِ حَجَّ عَلٰى أَحَدِهِمَا وَالْآخَرُ يَسْقِيْ أَرْضًا لَّنَا قَالَ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ تَقْضِيْ حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَّعِيْ رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۳۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج سے پلٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سنان (ایک عورت کا نام ہے) سے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو حج کرنے سے منع کیا تھا اس نے کہا کہ فلاں کے باپ نے یعنی اس کا خاوند اور اس کے دو اونٹ تھے اور ایک پر وہ سوار ہو کر حج کو گیا تھا اور دوسرا ہماری زمین کو پانی پلاتا ہے یعنی میرے پاس سواری نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ رمضان میں عمرہ کرنا ثواب میں حج کے برابر ہے یا فرمایا کہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

۱۷۳۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ مَوْلٰى زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ أَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ يُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبْنَنِيْ وَآنَقْنَنِيْ أَنْ لَّا تُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَّسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى

۱۷۳۱۔ قزعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاد کیے ہیں اس نے کہا کہ چار چیزیں ہیں کہ میں نے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے سو وہ مجھ کو چار چیزیں خوش لگیں ایک یہ کہ نہ سفر کرے کوئی عورت راہ دو دن کی کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا محرم نہ ہو اور دوسری یہ کہ نہیں جائز ہے روزہ دو دن عید الفطر کے دن میں اور قربانی کے دن اور نہیں کوئی نماز بعد دو نمازوں کے ایک بعد عصر کے یہاں تک کہ سورج غروب ہو اور ایک بعد صبح کے یہاں تک کہ سورج نکلے اور نہ کجاوے باندھے جائیں طرف کسی مسجد کے مگر طرف تین مسجدوں کی

وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى.

ایک ادب والی خانے کعبے کی مسجد اور ایک میری مسجد اور ایک ملک شام میں مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد۔

فائدہ: ان چاروں مسئلوں کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ الْمَشْيَ إِلَى الْكَعْبَةِ اگر کوئی خانے کعبے کی طرف پیادہ چلنے کی نذر مانے

فائدہ: یعنی اس کو اس کے سوا اور تعظیم والی جگہوں کی طرف تو کیا اس پر اس کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں اور جب واجب ہو اور اس کو ترک کرے باوجود قدرت کے یا عجز سے تو اس کو کیا لازم آتا ہے اور ہر مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے کما سیاتی۔ (فتح)

۱۷۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى شَيْخًا يُهَادٰى بَيْنَ ابْنَيْهِ قَالَ مَا بَالُ هٰذَا قَالُوْا نَذَرَ أَنْ يَّمْشِيَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ لَغَنِيٌّ وَأَمَرَهٗ أَنْ يَّرْكَبَ.

۱۷۳۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر گھسیٹتا چلا جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے اس کا یعنی اس طرح کیوں رنج اٹھاتا ہے لوگوں نے کہا کہ اس نے نذر مانی ہے یہ کہ پیادہ حج کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ اس کے تکلیف دینے سے اپنی جان کو بے پرواہ ہے یعنی اس نے جو اپنی جان کو تکلیف میں ڈالا تو اللہ کو اس کی حاجت نہیں معلوم ہوا کہ جو پیادہ نہ چل سکے تو سوار ہو لے اگرچہ نذر مانی ہو۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نذر کے پورا کرنے کا حکم اس واسطے نہ فرمایا کہ وہ عاجز تھا معلوم ہوا کہ اگر کوئی خانے کعبے کی طرف پیادہ چلنے کی نذر مانے اور اس سے عاجز ہو تو اس پر پیادہ چلنا لازم نہیں بلکہ سوار ہو لے اور اس پر کچھ کفارہ نہیں، وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۷۳۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ

۱۷۳۳۔ عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری بہن نے نذر مانی یہ کہ خانے کعبے کی طرف پیادہ چلے اور اس نے مجھ کو حکم کیا یہ کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے لیے مسئلہ پوچھوں سو میں

أَيُّوبَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ وَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ قَالَ وَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

نے حضرت ﷺ سے فتوی چاہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چاہیے کہ پیادہ چلے اور چاہیے کہ سوار ہو لے یعنی کہ پیادہ چلنا اس پر لازم نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ بھاری بدن والی تھی سو اس پر پیادہ چلنا دشوار ہوا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ چاہیے کہ تین روزے رکھے اور ایک روایت میں ہے کہ کفارہ نذر کا کفارہ قسم کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نذر کا وفا کرنا لازم نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَضَائِلُ الْمَدِيْنَةِ

مدینہ منورہ کی فضیلتوں کا بیان

فائدہ: مدینے کو اول یثرب بن قانیہ نے بنایا تھا جو ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا پہلے اس میں عمالقہ رہتے تھے پھر بنی اسرائیل کی ایک جماعت وہاں اتری پھر وہاں اوس اور خزرج اترے جب کہ اہل سبا سیل عرم سے متفرق ہوئے۔ (فتح)

بَابُ حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ

مدینے کے حرام ہونے کے بیان میں اور جو کچھ کہ اس میں منع ہے

١٧٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا إِلٰى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا وَلَا يُحْدَثُ فِيْهَا حَدَثٌ مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ.

۱۷۲۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ حرام ہے فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک یعنی جبل عیر سے ثور تک نہ اس کا درخت کاٹا جائے نہ اس میں کوئی بدعت یعنی کوئی چیز مخالف قرآن اور حدیث کے نکالی جائے اور جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی یعنی وہ اللہ کی رحمت سے بہت دور ہے۔

فائدہ: علماء کے نزدیک اس میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک اس کے حرام ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی تعظیم اور تکریم کرنی یعنی منع ہے اس میں وہ چیز کرنی کہ باعث ہو اس کی حقارت کا نہ یہ کہ وہ حرام ہے مانند مکے کی پس حنفیہ کے نزدیک نہیں حرام ہیں درخت کاٹنے مدینے کے اور گرد اس کی کے اور شکار کرنا اس کا اور تینوں اماموں کے نزدیک حرام ساتھ معنی حرم کے ہے یعنی جو چیز کہ حرم مکہ میں کرنی حرام ہیں وہ مدینے میں بھی حرام ہیں پس ان کے نزدیک یہ چیزیں بھی وہاں حرام ہیں بغیر ضمان کے یعنی ان کا بدلہ نہیں آتا اور حد حرم مدینہ کی درمیان عیر اور ثور کے ہے کہ یہ دو پہاڑ ہیں دونوں طرف مدینہ منورہ کے (ح ع) اور امام طحاوی نے دلیل پکڑی

ہے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے ابی عمیر کے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا **مافعل النغیر** نہ کیا گیا نغیر (ایک جانور کا نام ہے جس کو لال کہتے ہیں) طحاوی نے کہا کہ اگر مدینے کا شکار حرام ہوتا تو جانور کا بند کرنا درست نہ ہوتا اور اس کا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ وہ حل کے شکار سے ہو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ جو شکار کرے حل میں پھر اس کو مدینے میں لے جائے تو اس کا چھوڑ دینا اس پر لازم نہیں واسطے دلیل حدیث ابی عمیر رضی اللہ عنہ کے اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن یہ جواب حنفیہ کو رد نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر حل کا شکار حرم میں داخل کیا جائے تو ان کے نزدیک اس کا حکم حرم کا ہے اور احتمال ہے کہ قصہ ابو عمیر کا حرام ہونے سے پہلے ہو اور دلیل پکڑی ہے بعضوں نے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے مسجد بنانے کے لیے کھجور کے درخت کاٹے اور اگر مدینے کے درخت کا کاٹنا حرام ہوتا تو حضرت ﷺ ان کو نہ کاٹتے اور جواب دیا گیا ہے اس کا بایں طور کہ یہ واقع ہجرت سے پہلے کا ہے **کما سیاتی واضحا فی المغازی** اور تحریم مدینے کے حدیث آپ ﷺ نے اس وقت فرمائی تھی جب کہ آپ ﷺ خیبر سے پھرے اور طحاوی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مدینے کا شکار کرنا اور اس کے درخت کاٹنے اس واسطے منع ہوں کہ اس کی طرف ہجرت کی جاتی تھی تو شکار اور درختوں کا باقی رکھنا اس کی زینت کی زیادتی کا سبب ہے اور اس کی الفت کا باعث پھر جب ہجرت بند ہوئی تو یہ سبب بھی دور ہوا لیکن یہ قول طحاوی کا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ نسخ ثابت نہیں ہوتا مگر ساتھ دلیل کے اور سعد رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس کے حرام ہونے کا فتوی دیا جیسا کہ روایت کی مسلم نے اور ابن قدامہ نے کہا کہ مدینے کا شکار اور اس کے درخت کاٹنے حرام ہیں اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور اکثر اہل علم کا اور ابو حنیفہ نے کہا کہ حرام نہیں پھر اگر اس میں کوئی حرام چیز کو کرے یعنی مثلا شکار کرے تو گنہگار ہوتا ہے اور اس پر کوئی بدلہ نہیں آتا اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور اکثر اہل علم کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت یہ ہے کہ اس میں بدلہ آتا ہے اور یہی قدیم قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور یہی قول ہے ایک جماعت کا پچھلوں سے اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن منذر نے اور ابن نافع اور قاضی عبدالوہاب نے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کا اسباب چھین لیا جائے واسطے حدیث سعد بن ابی وقاص کے جو کہ مسلم نے روایت کی ہے اور ابو داود کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جو کسی کو مدینے میں شکار کرتے پائے تو چاہیے کہ اس کا اسباب چھین لے اور قاضی عیاض نے کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے بعد کوئی اس کے ساتھ قائل نہیں مگر امام شافعی رحمہ اللہ قدیم قول میں کہتے ہیں کہ اسی کو اختیار کیا ہے ایک جماعت نے ساتھ اس کے اور بعد اس کے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے یعنی پس معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ اس میں اکیلا نہیں بلکہ اور ایک جماعت کا بھی یہی مذہب ہے اور اس کے اسباب کے کیفیت اور مصرف میں اختلاف ہے اور سعد کے فعل سے جو مسلم وغیرہ میں

منقول ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مانند اسباب منقول کی ہے اور یہ کہ وہ چھیننے والے کا حق ہے لیکن اس میں سے پانچواں اللہ کے واسطے نہ نکالا جائے اور بعض حنفیہ نے عجب بات کہی ہے پس دعوی کیا ہے یہ حدیث اسباب چھیننے کی بالا جماع متروک العمل ہے پھر استدلال کیا اس نے ساتھ اس کے اوپر منسوخ ہونے حدیثوں تحریم مدینہ کے اور اجماع کا دعوی مردود ہے پس باطل ہوا جو مترتب ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ اگر سعد کی حدیث صحیح ہو تو اسباب چھیننے کے منسوخ ہونے میں کوئی دلیل نہیں ہے جو صحیح حدیثوں کو ساقط کر دے اور جائز ہے لینا گھاس کا واسطے حدیث ابوسعید کے جو مسلم میں ہے کہ نہ جھاڑا جائے اس میں کوئی درخت مگر واسطے گھاس کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے اور مہلب نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ منع حدیث ماضی میں وہ چیز ہے جو درخت کو فاسد کر دے اور جس کا قصد اصلاح کا ہو مانند اس شخص کی کہ باغ لگائے تو نہیں منع ہے اس پر کاٹنا اس درخت کا کہ اس زمین میں ہو چکا باقی رہنا باغ کو ضرر کرے اور بعض کہتے ہیں کہ منع اس درخت کا کاٹنا ہے جو اللہ کی قدرت سے پیدا ہو آدمی کی دستکاری سے پیدا نہ ہو پس اس پر محمول ہوگی وہ حدیث کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کاٹ کر مسجد کے قبلے کی طرف کھڑے کیے اور اس سے نسخ مذکور لازم نہیں آتا اور یہ جو فرمایا کہ اس پر لعنت ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت کرنی گنہگاروں کو اور فسادیوں کو لیکن اس میں اس پر دلالت نہیں کہ فاسق معین کو لعنت کرنی درست ہے اور مراد حدیث سے ظلم ہے اور یا عام معنی مراد ہے ظلم ہو یا کچھ اور اس سے معلوم ہوا کہ مدینے میں بدعت نکالنی کبیرہ گناہ ہے۔ (فتح)

۱۷۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَأَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ فَقَالُوْا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ فَأَمَرَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوْا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ.

۱۷۳۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے یعنی مکے سے ہجرت کر کے اور مسجد بنانے کا حکم کیا سو فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کر کے قیمت لو انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدون قیمت کے نذر کرتے ہیں اور اللہ سے ثواب چاہتے ہیں سو آپ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم دیا سو اکھاڑی گئیں پھر حکم کیا ساتھ برابر کرنے خراب زمین کے سو برابر کی گئی اور حکم کیا ساتھ کاٹنے کھجوروں کے سو کاٹی گئیں پھر انہوں نے ان کو مسجد کے قبلے کی طرف قطار بنا کر کھڑا کیا۔

فائدہ: جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو وہاں مسجد نہ تھی جہاں نماز کا وقت آتا تھا وہاں

نماز پڑھ لیتے تھے سواب جس جگہ کہ حضرت ﷺ کی مسجد ہے وہاں کھجور کا باغ تھا انصار کی ملکیت حضرت ﷺ نے ان سے یہ باغ مول چاہا انہوں نے للہ دے دیا وہاں کافروں کی قبریں بھی تھیں حضرت ﷺ نے ان کی ہڈیاں کھدوا کر اور کھجوریں کاٹ کر وہاں مسجد بنائی اور یہ واقع مدینے کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے کہ حضرت ﷺ نے ابتدا ہجرت میں حرام ہونے سے پہلے کاٹی تھیں اب ان کا کاٹنا درست نہیں۔ (فتح)

١٧٣٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُرِّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى لِسَانِيْ قَالَ وَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيْ حَارِثَةَ فَقَالَ أَرَاكُمْ يَا بَنِيْ حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِّنَ الْحَرَمِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ بَلْ أَنْتُمْ فِيْهِ.

١٧٣٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حرام ہوئی وہ زمین کہ مدینے کے دونوں سنگستان کناروں کے درمیان ہے یعنی مشرق اور مغرب کی طرف سے میری زبان پر یعنی مدینے کا حرم اس قدر ہے اور راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ بنی حارثہ (ایک قبیلے اوس کا نام ہے) کے پاس آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اے بنی حارثہ میں تم کو گمان کرتا ہوں کہ تم حرم مدینہ سے باہر نکل گئے پھر حضرت ﷺ نے ان کے گھروں کو دیکھا سو فرمایا کہ تم حرم میں ہو۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ مدینے کے گرد بارہ میل زمین حرم ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مدینے کی ہر طرف سے ایک ایک برید تک حرم ہے اس کا درخت نہ جھاڑا جائے اور نہ کاٹا جائے مگر وہ چیز کہ اس کے ساتھ اونٹ ہانکا جائے۔ (فتح)

١٧٣٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلٰى كَذَا مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّقَالَ ذِمَّةُ

١٧٣٧۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ہمارے پاس کوئی چیز مگر اللہ کی کتاب یعنی قرآن اور یہ کاغذ کہ میں نے اس کو لکھا ہے اور اس کے احکام میں سے ایک یہ حکم ہے کہ مدینہ حرم ہے وہ چیز کہ عیر سے ثور تک ہے جو اس میں بدعت نکالے یا بدعت کو ٹھکانہ دے تو اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہیں قبول ہوتا اس سے فرض اور نہ نفل یا نہ توبہ اور نہ فدیہ عہد مسلمانوں کا ایک ہے سعی حاصل کر سکتا ہے ساتھ ان کے ادنی ان کا سو جو شخص کہ مسلمان کے عہد کو توڑے تو اس پر بھی لعنت ہے اللہ کی اور

الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّمَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَدْلٌ فِدَاءٌ.

فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہیں قبول ہوتا اس سے کوئی فرض اور نہ نفل یعنی نہ نفل عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ فرض اور جو ولا گروانے واسطے کسی قوم کے بغیر اذن اپنے مالکوں کے تو اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے اور اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہیں قبول ہوتا اس سے فرض اور نہ نفل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عدل کے معنی فدیہ کے ہیں۔

فائدہ: ابو داود وغیرہ میں ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا خاص کیا ہے تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کسی چیز کے ساتھ کہ وہ اور لوگوں کو نہیں بتلائی سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں خاص کیا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ خاص کسی چیز کے سوائے لوگوں کے مگر جو کہ قرآن میں ہے یا اس صحیفے میں اور وہ ایک کاغذ کا ورق تھا وہ ہمیشہ ان کی تلوار کے غلاف میں رہتا تھا اس میں دیت وغیرہ کے چند احکام لکھے تھے از آنجملہ بعض حکم یہ تھے جو اس حدیث میں بیان فرمائے اور جمہور کے نزدیک صرف کے معنی فرض ہیں اور عدل کے معنی نفل کے اور حسن سے بالعکس مروی ہے اور بعضوں نے کہا کہ صرف کے معنی توبہ کے ہیں اور عدل کے معنی فدیہ ہیں اور بعض کچھ اور معنی کرتے ہیں اور عیاض نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ بطور رضا مندی کے قبول نہیں ہوں گے اگر چہ بطور بدلے کے قبول ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے سبب سے گناہ معاف نہیں ہوتے اور کبھی اس کے معنی فدیہ کے ہوتے ہیں یعنی قیامت کے دن وہ بدلہ نہ پائے گا کہ اس کے عوض میں دیا جائے بخلاف اور گناہ گاروں کے کہ ان کے بدلہ آگ سے یہودی اور نصرانی بدلہ دیئے جائیں گے جیسا کہ مسلم میں ابو موسیٰ سے روایت ہے اور اس حدیث میں رد ہے شیعہ پر کہ کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور اگلے اہل بیت کے پاس بہت بھید تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہ اسرار پوشیدہ سکھائے تھے اور اوروں کو نہ بتلائے تھے کہ جو شامل ہیں دین کے بہت قاعدوں پر اور خلافت کے حکموں پر یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کی وصیت کی تھی سو اس سے ان کے سب دعوے باطل ہوئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے لکھنا علم کا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ احکام لکھ کر اپنے پاس رکھے ہوئے تھے اور یہ جو فرمایا کہ ذمہ مسلمان کا ایک ہے الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو امان دے اور اس سے عہد کرے اور اپنی پناہ میں لائے تو نہیں جائز ہے کسی مسلمان کو توڑنا اس کے عہد کا اگر چہ وہ امان دینے والا ایک ہو یا بہت اور برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت اور غلام ہو یا آزاد اس واسطے کہ سب مسلمان ایک جان کی مانند ہیں وسیاتی بحثه فی کتاب الجزیة اور یہ جو فرمایا کہ جو ولا گروانے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے غلام آزاد کیا اس غلام پر حق ولا ثابت ہوا کہ وقت نہ ہونے عصبے اس غلام کے وہ آزاد کرنے والا وارث ہوگا کہ ذوالفروض

سے جو کچھ بیچے گا وہ لے گا پس معنی اس کے یہ ہیں کہ جو نسبت کریں اپنے آزادی کو اپنے آزاد کرنے والوں کی غیر کی طرف تو وہ مستحق لعنت کا ہوتا ہے جیسا کہ مستحق لعنت کا ہوتا ہے غیر باپ کی طرف نسبت کرنے میں اس صورت میں قید بغیر اذن کے بنا بر غالب کے ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر غلام آزاد اپنے مالکوں سے اس بات کا اذن چاہتا ہے تو وہ اذن نہیں دیتے تو اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اگر مالک اذن دیدے تو غیر کی طرف نسبت کرنا درست ہے اسلیے کہ اس صورت میں جھوٹ لازم آتا ہے وسیاتی البحث فی الکتاب الفرائض۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَأَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ

باب ہے فضیلت مدینے کے بیان میں اور یہ کہ وہ دور کرتا ہے شریر آدمیوں کو

فائدہ: اور شریر لوگوں کا مراد ہونا ظاہر ہے تشبیہ سے جو واقع ہے حدیث میں اور مراد نفی سے نکال دینا ہے۔

١٧٣٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.

١٧٣٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اس بستی میں رہنے کا حکم ہوا جو سب بستیوں کو کھائے گی یعنی اسلام کی فتح ہوگی سب شہر مدینہ کے تابع ہو جائیں گے لوگ یعنی بعض منافق اس کو یثرب کہتے ہیں اور اس کا عمدہ نام مدینہ ہے برے لوگوں کو مدینے سے نکال دیتا ہے جیسا بھٹی لوہے کا میل نکال ڈالتی ہے۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ کھانے کے معنی یہ ہیں کہ مدینے کی فضیلت سب بستیوں سے زیادہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ برے لوگوں کو نکال دیتا ہے تو مراد اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے اس واسطے کہ نہیں صبر کرتا تھا ہجرت پر اور مدینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ٹھہرنے پر کوئی مگر جس کا ایمان ثابت ہوتا اور نیز یہ دجال کے وقت میں ہوگا کہ مدینہ کانپے گا اور برے لوگوں کو باہر نکال ڈالے گا لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ اس کی مکے پر فضیلت ہو۔ (فتح)

بَابُ الْمَدِيْنَةِ طَابَةٌ

مدینہ طابہ ہے

فائدہ: یعنی مدینے کا ایک نام طابہ ہے اور طابہ کے معنی پاک اور خوشی کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی مٹی پاک ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ رہنے والوں کے لیے خوش ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہاں کے رہنے والے خوش گزران ہیں اور بعض اہل علم نے کہا کہ اس کی مٹی اور ہوا پاک ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ نام اس کا درست ہے اس واسطے کہ جو وہاں رہے وہ اس کی مٹی اور دیواروں سے پاک خوشبو پاتا ہے کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتی اور اس کے سوا مدینہ منورہ کے اور بھی بہت نام ہیں جو دس تک پہنچے ہیں۔ (فتح)

۱۷۳۹۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوْكَ حَتّٰى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ.

۱۷۳۹۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک سے پھرے یہاں تک کہ ہم مدینے میں پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مدینہ طابہ ہے یعنی اس کی مٹی پاک اور اس کی ہوا موافق ہے سلیم طبیعتوں کو۔

بَابُ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ

باب ہے بیان میں حد اور حکم حرم مدینہ کے کہ اس کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے اندر ہے

۱۷۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِيْنَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ.

۱۷۴۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اگر میں مدینے میں ہرن کا بچہ چرتا دیکھوں تو اس کو نہ جھڑکوں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو زمین کہ اس کی دونوں طرف کی پتھریلی کے درمیان ہے وہ حرام ہے۔

فائدہ: یعنی میں اس کو شکار نہ کروں اور استدلال کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ مراد اس سے مدینہ ہے اس واسطے کہ وہ دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے اندر ہے یعنی شرقی اور غربی کے ہے اور حاصل یہ ہے کہ اس کے سب گھر اس میں داخل ہیں اور ابن خزیمہ نے اتفاق نقل کیا ہے اس پر کہ مدینے کے شکار میں بدلہ نہیں اور مکے کے شکار میں بدلہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَغِبَ عَنِ الْمَدِيْنَةِ

جو مدینے سے منہ پھیرے اس کا کیا حکم ہے

۱۷۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِ يُرِيْدُ عَوَافِيَ

۱۷۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ چھوڑ جائیں گے لوگ مدینے کو اچھی حالت پر نہ رہیں گے وہاں مگر وحشی جانور یعنی چوپائے درندے اور پرندے اور پچھلے جمع ہونے والوں میں دو بکریاں چرانے والے ہوں گے مزینہ کی قوم سے (وہ ارادہ کریں گے مدینے کا) کہ آواز دے کر اپنی بکریاں ہانک لے

السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتّٰى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا.

جائیں گے سو وہ مدینے کو وحشی جانوروں سے پر پائیں گے یہاں تک کہ جب وہ دونوں ثنیہ الوداع پہاڑی پر پہنچیں گے تو دونوں منہ کے بل گر پڑیں گے یعنی مر جائیں گے۔

فائدہ: ثنیۃ الوداع ایک پہاڑی کا نام ہے پاس مدینے کے۔

فائدہ: اس حدیث میں خبر ہے آئندہ کی کہ قیامت کے قریب مدینہ اجاڑ ہو جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ مدینے سے نکلنا درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

۱۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِيْ زُهَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيْهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيْهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.

۱۷۴۲۔ سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ فتح ہوگا ملک یمن کا تو آئے گی ایک قوم جلدی کرتی سو اٹھا لے جائیں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کا کہا مانے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے واسطے بہتر ہے اگر ان کو کچھ سمجھ ہوتی یعنی اگر وہ جانتے کہ مدینے میں رہنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا ثواب ہے تو مدینے کو نہ چھوڑتے اور فتح ہوگا شام کا ملک اور آئیں گے ایک قوم جلدی کرتے سو اٹھا لے جائیں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کا کہا مانے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے حق میں بہتر ہے اگر چہ ان کو کچھ دانست ہوتی اور فتح ہوگا عراق کا ملک اور آئیں گے لوگ جلدی کرتے سو اٹھائیں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی اطاعت کرے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے حق میں بہتر ہے اگر ان کو کچھ سمجھ ہوتی یعنی اسلام کی فتح ہوگی اور لوگ مدینے کا رہنا چھوڑ کر یمن اور شام اور عراق میں مع اپنے گھر بار کے جا بسیں گے حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی چھوڑنے اور اس کی برکتوں سے محروم رہنا ان کے حق میں بہتر نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مدینے سے منہ پھیرنا اور اس کو چھوڑ کر اور جگہ جا رہنا بہت برا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

لیکن اگر کوئی کسی حاجت کے واسطے نکلے مانند تجارت اور جہاد وغیرہ کی تو یہ درست ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں میں سے کہ موافق آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے یہ سب ملک فتح ہوئے یمن کا ملک تو خود حضرت ﷺ کے زمانے میں فتح ہوا اور شام اور عراق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہوئے اور جس طرح حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا اور اس سے معلوم ہوا کہ مدینے کو ان شہروں پر فضیلت ہے اور اس پر اجماع اور یہ کہ بعض جگہیں بعض سے افضل ہیں اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ مدینہ سب شہروں سے افضل ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ کیا مدینہ مکے سے افضل ہے یا برعکس۔ (فتح)

بَابُ الْإِيْمَانُ يَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ

ایمان مدینے کی طرف سمٹ جائے گا

۱۷۴۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْإِيْمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا.

۱۷۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ایمان سمٹ جائے گا مدینے کی طرف جیسا سانپ سمٹتا ہے اپنے بل کی طرف۔

فائدہ: یعنی جیسا کہ سانپ اپنے بل سے نکل کر طلب معاش کے واسطے ادھر ادھر پھرتا ہے اور جب کسی چیز سے خوف کھاتا ہے تو پھر اپنی بل کی طرف پلٹ آتا ہے اسی طرح ایمان اول مدینے میں پیدا ہوا اور ہر ایمان دار کے دل میں وہ چیز ہے جو اس کو مدینے کی طرف کھینچتی ہے واسطے محبت اس کی کے ساتھ حضرت ﷺ کے پس یہ سب زمانوں کو شامل ہوگا یعنی ہر وقت کے ایمان داروں کو وہاں جانے کی حاجت ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تو لوگ آپ ﷺ سے دین سیکھنے جاتے تھے اور اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانوں میں لوگ ان کے طریقوں کی پیروی کرنے جاتے تھے پھر ان کے بعد حضرت ﷺ کی قبر کی زیارت کو اور آپ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھنے کو اور آپ ﷺ کے آثار کے مشاہدے سے تبرک حاصل کرنے کو ہمیشہ لوگ جاتے ہیں اور داودی نے کہا کہ یہ حکم خاص حضرت ﷺ کے زمانے میں اور قرون ثلاثہ میں تھا اور قرطبی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر حجت اہل مدینہ کے اور سلامت ہونے ان کے کے بدعتوں سے اور یہ کہ ان کا عمل حجت ہے جیسا کہ روایت کی امام مالک نے اور یہ اگر تسلیم کیا جائے تو خاص ہوگا ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے اور خلفائے راشدین کے اور اس کے بعد ظاہر ہونے فتنوں کے اور جدا جدا ہونے اصحاب رضی اللہ عنہم کے شہروں میں خاص کر دوسری صدی

کے اخیر میں اور اسی طرح لگا تار پس وہ ساتھ مشاہدے کے بخلاف اس کے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ كَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ

جو اہل مدینے سے مکر اور حیلہ کرے یعنی ان سے بدی کا ارادہ کرے تو اس کو کیا گناہ ہے؟

١٧٤٤۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ عَنْ جُعَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ هِيَ بِنْتُ سَعْدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَكِيدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ.

۱۷۴۴۔ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو مدینے والوں کو مکر اور حیلے سے رنج دے گا وہ گل جائے گا جیسا کی نمک پانی میں گل جاتا ہے۔

فائدہ: یعنی جو دنیا میں ان سے بدی کا ارادہ کرے گا اس کو مہلت نہ ملے گی اس کی سلطنت جلدی برباد ہو جائے گی اور یا یہ معنی ہیں کہ جو ان کو مکر اور حیلے سے مارنا چاہے اس کا کام تمام نہ ہوگا بخلاف اس کے جو کھلم کھلا آئے جیسا کہ مسلم میں عقبہ نے اس کو مباح کیا۔ (فتح)

بَابُ آطَامِ الْمَدِينَةِ

مدینے کے قلعوں کا بیان

فائدہ: جب اوس اور خزرج مدینے میں اترے تو ان سے پہلے مدینے میں قلعے تھے اور ان کے بعد بھی تھے۔ (فتح)

١٧٤٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ سَمِعْتُ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى إِنِّي لَأَرٰى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۱۷۴۵۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے قلعوں میں سے ایک قلعے پر چڑھ کر دیکھا سو فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں لوگوں نے کہا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنہ وفساد کے مقامات کو جیسا کہ مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: یعنی مدینے میں بہت فتنے فساد پیدا ہوں گے اور یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ کی خبر دی اور مطابق اس کے واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینے میں بڑے بڑے فتنے اور فساد پیدا ہوئے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور یزید کی لڑائی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا یا تو بمعنی

علم کے ہے یا آنکھ سے دیکھنا مراد ہے کہ فتنوں کی صورت آپ ﷺ کے سامنے کی گئی جیسا کہ دوزخ اور بہشت کی صورت آپ ﷺ کے سامنے لائی گئی تھی۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِيْنَةَ

دجال مدینے میں داخل نہ ہوگا

١٧٤٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ.

١٧٤٦۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسیح دجال کا خوف مدینے میں نہ آئے گا اس دن مدینے کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیدار ہونگے یعنی تمام عالم میں دجال کا ڈر ہوگا سوائے مدینے کے۔

فائدہ: یہ حضرت ﷺ کی برکت سے مدینہ کی فضیلت ہوئی۔

١٧٤٧۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ.

١٧٤٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینے کے دروازے پر فرشتے ہوں گے نہ داخل ہو گی اس میں وبا اور نہ داخل ہوگا اس میں دجال۔

١٧٤٨۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَمْرٍو حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ.

١٧٤٨۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا شہر نہیں کہ جس کو دجال نہ روندے یعنی سب جگہ اس کا عمل دخل ہوگا سوائے مکے اور مدینے کے مدینے کے دروازوں سے کوئی دروازہ ایسا نہ ہوگا جس پر فرشتے قطار باندھے چوکیداری نہ کرتے ہوں گے پھر کانپے گا مدینہ اپنے سب لوگوں ساتھ تین بار تو نکل جائیں کے دجال کی طرف سب کافر اور منافق۔

١٧٤٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

١٧٤٩۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثَنَا بِهٖ أَنْ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهُ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيْرَةً مِّنِّي الْيَوْمَ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ أَقْتُلُهُ فَلَا أُسَلَّطُ عَلَيْهِ.

ایک حدیث دراز ہم سے دجال کے حال سے بیان فرمائی اور جو حدیث کہ آپ ﷺ نے ہم سے بیان فرمائی اس میں یہ بات بھی تھی کہ فرمایا کہ دجال آئے گا اس حال میں کہ حرام ہے اس پر کہ مدینے کے کسی دروازے سے داخل ہو اترے گا شوری زمین میں جو مدینے کے گرد ہے سو اس دن اس کی طرف ایک مرد نکلے گا کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہوگا سو وہ دجال سے کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ بے شک تو وہی دجال ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو تجھ سے حدیث بیان کی سو دجال کہے گا کہ بھلا بتلا تو کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں پھر اس کو زندہ کردوں تو کیا تم میری خدائی میں شک کرو گے سو لوگ کہیں گے کہ نہ سو دجال اس کو مار ڈالے گا پھر اس کو زندہ کردے گا سو جب اس کو زندہ کرے گا تو وہ مرد کہے گا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں ہوا میں کسی سخت تر از روئے بینائی کے آپ سے کہ میں آج کے دن ہوں سو دجال کہے گا کہ میں اس کو مار ڈالوں سو وہ اس پر غالب نہ ہوگا یعنی اس کے مار ڈالنے پر قادر نہ ہوگا قدرت الٰہی سے۔

فائدہ: ان سب حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نہ تو دجال خود مدینے میں داخل ہوگا اور نہ اس کا خوف داخل ہوگا۔

وفیہ المطابقة للترجمة

بَابُ الْمَدِيْنَةِ تَنْفِي الْخَبَثَ

مدینہ میل اور بدی والوں کو نکال دیتا ہے

فائدہ: یعنی ساتھ نکال دینے اس کے یا ظاہر کرنے اس کے۔

١٧٥٠۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوْمًا

١٧٥٠۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور چلا گیا پھر اگلے دن آیا اس حال میں کہ اس کو بخار تھا سو اس نے کہا کہ مجھ سے بیعت توڑ دو پس حضرت ﷺ نے نہ مانا اسی طرح اس نے تین بار کہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ

فَقَالَ اَقِلْنِیْ فَأَبٰی ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَهَا وَیَنْصَعُ طِیْبُهَا.

مانند بھٹی لوہار کی ہے کہ اپنی میل کو دور کر دیتی ہے اور پاک کو خالص کرتی ہے۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ اس نے اسلام سے بیعت توڑنی چاہی اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے عیاض نے اور بعضوں نے کہا کہ ہجرت سے بیعت توڑنی چاہی تھی نہیں تو اس کو مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کر ڈالتے۔

۱۷۵۱۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ سَمِعْتُ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ لَمَّا خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِلٰی أُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَتْ فِرْقَۃٌ نَقْتُلُهُمْ وَقَالَتْ فِرْقَۃٌ لَا نَقْتُلُهُمْ فَنَزَلَتْ ﴿فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنَافِقِیْنَ فِئَتَیْنِ﴾ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا تَنْفِی الرِّجَالَ کَمَا تَنْفِی النَّارُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ.

۱۷۵۱۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کی طرف نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ پھر آئے اور عبداللہ بن اوبی اور اس کے تابعدار تھے سو ایک گروہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مار ڈالیں گے اور ایک گروہ نے کہا کہ نہ ماریں گے سو یہ آیت اتری کہ کیا ہے تم کو کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ نکال دیتا ہے بد آدمیوں کو جیسا کہ آگ لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب اکثر نسخوں میں بغیر ترجمے کے ہے اور بعض نسخوں میں بالکل باب بھی نہیں اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو ضرور ہے کہ اس کو پہلے باب سے کچھ تعلق ہو اس لیے کہ وہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس باب میں دو حدیثیں ہیں اور ان کے تعلق کی وجہ پہلے باب سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے کے واسطے برکت کی دعا کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے سے محبت رکھنا مستلزم ہے اور مناسب ہے نفی خبث اور میل کے نکال دینے کو۔ (فتح)

۱۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ سَمِعْتُ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَۃِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃِ تَابَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ یُوْنُسَ.

۱۷۵۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی مدینے میں برکت کر کہ اس سے دو گنی کر جو تو نے مکے میں برکت کی ہے۔

فائدہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے واسطے دعا کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے واسطے اور برکت سے

مراد دنیا کی برکت ہے یعنی کشایش رزق کی ساتھ قرینہ دوسری حدیث کے کہ آپ ﷺ نے اس میں فرمایا کہ الٰہی برکت دے ہم کو ہمارے صاع میں اور احتمال ہے کہ اس سے عام معنی مراد ہوں یعنی برکت دنیا اور دین کی لیکن خاص کی گئی ہے اس سے وہ چیز جو دلیل سے نکل گئی مانند نماز پڑھنے کی مکے میں کہ مدینے میں نماز پڑھنے سے اس کا دونا ثواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مدینہ کو مکے پر فضیلت ہے اور وہ ظاہر ہے اس جہت سے لیکن اگر مفضول ایک چیز میں افضل ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے لیے مطلق افضلیت ثابت ہو پس اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مدینہ ہر چیز میں مکے سے افضل ہو اور اگر کوئی کہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ شام اور یمن مکے سے افضل ہو اس واسطے کہ آپ ﷺ نے دوسری حدیث میں فرمایا کہ الٰہی برکت دے ہم کو ہمارے شام میں اور آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا تو جواب اس کا یہ ہے کہ تاکید نہیں مستلزم ہے تکثیر کو کہ جس کے ساتھ حدیث باب میں تصریح کی گئی ہے یعنی تاکید سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو بھی دونی برکت ہو اور ابن حزم نے کہا کہ باب کی حدیث میں ان کے لیے حجت نہیں اس واسطے کہ اس میں برکت کا بہت ہونا نہیں مستلزم ہے فضیلت کو امور آخرت میں اور عیاض نے اس کو رد کر دیا ہے بایں طور کہ برکت عام ہے اس سے کہ دین کے کاموں میں ہو یا دنیا کے کاموں میں اس واسطے کہ وہ ساتھ معنی بڑھنے اور زیادہ ہونے کے ہے پس اس طرح دین کے کاموں میں پس واسطے اس چیز کے ہے جو متعلق ہے ساتھ اس کے حق اللہ کے زکوۃ اور کفاروں سے خاص کر بیچ واقع ہونے برکت کی صاع اور مد میں اور نووی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ برکت حاصل ہوئی ہے نفس اس چیز میں کہ پائی جائے ساتھ اس طرح کہ کفایت کرتی ہے مدینے میں ایک مد اس کو جس طرح وہ مد غیر مدینے میں کفایت نہیں کرتا اور یہ امر محسوس ہے ساتھ رہنے والوں اس کے کے اور قرطبی نے کہا کہ جب اس میں ایک وقت برکت پائی جائے تو حاصل ہوتی ہے اس سے قبولیت دعا کی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ ہر وقت میں ہر شخص کے لیے ہو یعنی یہ برکت کی دعا ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ خاص لوگوں اور خاص وقت کے لیے ہے۔ (فتح)

۱۷۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلٰى جُدُرَاتِ الْمَدِيْنَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا.

۱۷۵۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ سفر سے آتے تھے اور مدینے کی دیواریں دیکھتے تھے تو اپنی سواری کو تیز چلاتے تھے اور اگر اونٹ کے سوائے کسی اور چوپائے پر ہوتے تھے تو اس کو ہلاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کو مدینہ سے بہت محبت تھی پس امت کو بھی لازم ہے کہ مدینہ

سے بہت محبت رکھیں۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِيْنَةُ

حضرت ﷺ نے مدینے کے خالی چھوڑنے کو برا جانا

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے اور اس کا بیان باب احتساب الاثار میں پہلے گزر چکا ہے۔

تنبیہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے دو علتوں کے ساتھ باب باندھا نماز کے بیان میں تو احتساب الاثار سے باب باندھا واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ اپنے مکانوں کو اپنے اوپر لازم جانوں کہ تم کو ہر ہر قدم کے بدلے ثواب ملے گا اور اس جگہ یہ باب باندھا جو تو دیکھتا ہے واسطے قول راوی کے مکروہ جانا حضرت ﷺ نے یہ کہ خالی چھوڑا جائے مدینہ کو اور گویا کہ حضرت ﷺ نے اقتصار کیا بیچ خطاب ان کے کے اوپر اس علت کے کہ ان کے ساتھ متعلق ہے کہ وہ زیادہ تر بلانے والی ہے ان کو طرف موافقت کے۔ (فتح)

١٧٥٤۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ أَنْ يَّتَحَوَّلُوْا إِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِيْنَةُ وَقَالَ يَا بَنِيْ سَلِمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُوْنَ آثَارَكُمْ فَأَقَامُوْا

١٧٥٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو سلمہ (ایک قبیلہ عرب کا نام ہے) نے ارادہ کیا یہ کہ اپنے گھر چھوڑ کر مسجد نبوی کے قریب آ بسیں سو حضرت ﷺ نے برا جانا اس کو کہ مدینہ ننگا ہو یعنی اس کی چاروں طرف خالی ہو جائیں اور اس کے گرد کوئی نہ رہے سو فرمایا کہ اے بنی سلمہ کی اولاد کیا تم اپنے قدموں کا ثواب حساب نہیں کرتے ہو یعنی جتنی دور سے آؤ گے ہر ہر قدم کے بدلے ثواب لکھا جائے گا سو اپنے گھروں میں ٹھہرے رہو۔

بَابٌ

یہ باب ترجمہ سے خالی ہے

فائدہ: سب نسخوں میں یہ باب ترجمے سے خالی ہے اور اس میں دو حدیثیں ہیں اور ایک اثر ہے اور ہر ایک کو پہلے باب سے تعلق ہے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ترغیب ہے مدینے کے رہنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں حضرت ﷺ نے مدینے کے واسطے دعا کی اور اس میں بھی ترغیب ہے کہ مدینے میں رہنا بہت اچھا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ میری موت اس میں ہو اور یہ سب مناسب ہے واسطے مکروہ جاننے حضرت ﷺ کے اس کو کہ مدینہ اپنے گرد سے خالی کیا جائے۔ (فتح)

١٧٥٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

١٧٥٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِیْ خُبَیْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ.

فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔

فائدہ: یعنی یہ مکان بہشت کے باغ کی طرح ہے نزول رحمت اور حصول سعادت میں ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوتی ہے ملازمت حلق ذکر سے خاص کر حضرت ﷺ کے زمانے میں اور یا یہ معنی ہیں کہ وہاں کی عبادت نہایت مقبول ہے اس کے سبب سے بہشت ملے گی اور یا اپنے ظاہر پر ہے یعنی قیامت کے دن وہ مکان بعینہٖ بہشت کی طرف اٹھایا جائے گا تو اس قدر مکان حقیقۃً بہشت ہے اور یہ جو فرمایا کہ میرا منبر میرے حوض پر ہوگا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ قیامت کے دن میرا منبر اٹھایا جائے گا اور حوض کوثر پر کھڑا کیا جائے گا اور اکثر کے نزدیک مراد اس سے بعینہ منبر ہے جس پر آپ ﷺ نے بیٹھ کر یہ حدیث فرمائی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ منبر ہے کہ قیامت کے دن آپ ﷺ کے لیے رکھا جائے گا اور پہلی بات زیادہ ظاہر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ مراد ہے کہ جو اس کے نزدیک نیک عمل کرے گا اس کو وہ منبر حوض پر پہنچائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی قبر اور منبر کے درمیان ترپن یا چون یا پچاس ہاتھ کا فرق ہے۔ (فتح)

١٧٥٦۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ وُعِکَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّبِلَالٌ فَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اِذَا اَخَذَتْهُ الْحُمّٰی یَقُوْلُ کُلُّ امْرِیءٍ مُّصَبَّحٌ فِیْ اَهْلِهٖ وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِرَاکِ نَعْلِهٖ وَکَانَ بِلَالٌ اِذَا اُقْلِعَ عَنْهُ الْحُمّٰی یَرْفَعُ عَقِیْرَتَهٗ یَقُوْلُ اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ اَبِیْتَنَّ لَیْلَةً بِوَادٍ وَّحَوْلِیْ اِذْخِرٌ وَّجَلِیْلٌ وَهَلْ اَرِدَنْ یَوْمًا مِیَاهَ مَجَنَّةٍ وَّهَلْ یَبْدُوَنْ لِیْ شَامَةٌ وَّطَفِیْلٌ

١٧٥٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تیز بخار ہوتا تھا تو یہ شعر کہتے تھے کہ ہر مرد صبح کیا گیا اپنے گھر والوں میں اور موت نزدیک تر ہے اس کے جوتی کے تسمے اور جب بلال رضی اللہ عنہ سے بخار اترتا تھا تو بلند آواز سے روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے یعنی مکے کی یاد سے خبردار ہو کاش کہ میں جانتا کہ میں نالے میں رات گزاروں گا اس حال میں کہ میرے گرد اذخر اور جلیل ہو کہ نام ہیں دو گھاس کے کہ خاص مکے کی زمین میں ہوتے ہیں اور کیا میں البتہ وارد ہوں میں مجنہ (ایک جگہ کا نام ہے تلے مکے سے) کے پانی پر اور کیا ظاہر ہو واسطے میرے شام اور

قَالَ اللّٰهُمَّ الْعَنْ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كَمَا أَخْرَجُوْنَا مِنْ أَرْضِنَا إِلٰى أَرْضِ الْوَبَآءِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَفِيْ مُدِّنَا وَصَحِّحْهَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ قَالَتْ وَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ أَوْبَأُ أَرْضِ اللّٰهِ قَالَتْ فَكَانَ بُطْحَانُ يَجْرِيْ نَجْلًا تَعْنِيْ مَآءً آجِنًا.

طفیل کہ نام ہے دو پہاڑوں کا مکہ میں الٰہی لعنت کر شیبہ بن ربیعہ کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو جیسا انہوں نے ہم کو ہماری زمین سے وبا کی زمین کی طرف نکالا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کردے جیسا ہم کو مکے کی محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ الٰہی برکت دے ہم کو ہمارے صاع میں اور مد میں اور اچھا کردے مدینے کو یعنی مدینے کی آب وہوا کو درست کردے اور اس کے تپ کو جحفہ کی طرف لے جا کہ وہاں یہود رہتے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم مدینے میں آئے اور وہ سب اللہ کی زمین سے زیادہ بیماری والی زمین تھی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بطحان ایک نہر تھی یعنی مدینے کے میدان میں اس سے تھوڑا سا پانی جاری تھا یعنی اس کا رنگ اور مزہ بگڑا ہوا تھا یعنی اہل مدینہ کی بیماری کا سبب یہ تھا کہ اس نہر سے پانی پیتے تھے اور بیمار ہو جاتے تھے۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ نے دعا کی تو آپ ﷺ کی دعا سے وہاں کی بیماری جحفہ کی طرف جاتی رہی اور مدینہ کی آب وہوا درست ہوگئی۔

۱۷۵۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ عُمَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ

۱۷۵۷۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دعا کی کہ الٰہی عطا کر مجھ کو شہادت اپنے راہ میں اور کر میری موت کو اپنے رسول کے شہر میں یعنی میں مدینہ منورہ میں مروں۔

هِشَامٌ عَنْ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ سَمِعْتُ
عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ كَذَا
قَالَ رَوْحٌ عَنْ اُمِّهٖ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الصَّوْمِ — کتاب ہے روزے کے بیان میں

فائدہ: صوم کے معنی لغت میں بند رہنا ہیں اور شرح میں صوم چھوڑ دینا ہے کھانے کو اور پینے کو اور نکاح کو اور کلام کو اور راغب نے کہا کہ صوم اصل میں بند رہنا ہے فعل سے اور شرح میں بند رہنا مکلف ہے ساتھ نیت کے کھانے سے اور پینے سے اور عمداً منی نکالنے سے اور قے کرنے سے فجر سے مغرب تک ۔ (فتح)

بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾.

فرض ہونے کے بیان میں اور بیچ اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والوں لازم ہوا تم پر روزہ جیسا لازم ہوا تھا تم سے پہلوں پر شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف مبدأ فرض ہونے روزے سے کہ کب فرض ہوا اور گویا کہ اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز اس کے موافق شرط کے ثابت نہیں پس وارد کی وہ چیز کہ اشارہ کرے طرف مراد کی ۔ (فتح)

۱۷۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِيْ مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ

۱۷۵۸۔ طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس حال میں کہ اس کے سر کے بال پراگندہ تھے سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیجیے مجھ کو کہ اللہ نے مجھ پر نماز سے کیا چیز فرض کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ زیادہ کرے تو کوئی چیز نفل سے پھر اس نے کہا کہ خبر دو مجھ کو کہ کیا چیز فرض کی ہے مجھ پر اللہ نے روزے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے کے روزے مگر یہ کہ تو زیادہ کرے کوئی چیز نفل روزے سے پھر اس نے

الصِّيَامِ فَقَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِيْ بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ فَقَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِيْ أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَّلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ.

کہا کہ خبر دو مجھ کو کیا چیز فرض کی ہے مجھ پر اللہ نے زکوۃ سے راوی نے کہا کہ پس حضرت ﷺ نے اس کو احکام اسلام کی خبر دی یعنی کہ نصاب زکوۃ کی یا باقی احکام اسلام کی مانند حج وغیرہ کی سو اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو سچ کے ساتھ عزت بخشی کہ جو چیز کہ اللہ نے مجھ پر فرض کی ہے نہ اس سے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ اس سے کچھ گھٹاؤں گا یعنی اپنی طرف سے فرض جان کر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نجات پائی اس نے اگر یہ سچا ہے یا فرمایا کہ بہشت میں داخل ہوا اگر یہ سچا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں فرض ہے مگر روزہ رمضان کا۔ (فتح)

۱۷۵۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاشُوْرَآءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُوْمُهُ إِلَّا أَنْ يُّوَافِقَ صَوْمَهُ.

۱۷۵۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عاشورہ یعنی محرم کی دسویں کا روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا سو جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورہ کا روزہ چھوڑا گیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عاشورہ کا روزہ نہ رکھتے تھے مگر یہ موافق پڑھتا روزے ان کے کو کہ ہفتے کے دنوں میں رکھتے تھے۔

۱۷۶۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ أَنَّ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتّٰى فُرِضَ رَمَضَانُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَآءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

۱۷۶۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش جاہلیت کے زمانے میں عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے پھر حضرت ﷺ نے بھی اس کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ رمضان کا روزہ فرض ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے تو اس کا روزہ رکھے اور جو نہ چاہے تو اس کو روزہ نہ رکھے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں عاشورہ کے روزے کا حکم ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ امر ان حدیثوں میں استحباب پر محمول ہے یعنی عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے فرض نہیں اس واسطے کہ فرض صرف رمضان کا روزہ ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر آیت سے کہ فرمایا کہ روزہ تم پر لازم ہوا پھر اس کو بیان فرمایا پس کہا کہ مہینہ رمضان کا اور اس میں سلف کو اختلاف ہے کہ کیا رمضان سے پہلے بھی کوئی روزہ فرض تھا یا نہیں جمہور کہتے ہیں کہ رمضان سے پہلے کبھی کوئی روزہ فرض نہیں ہوا اور یہی مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض ہوا پھر جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورہ کا روزہ منسوخ ہوا اور شافعیہ کی دلیلوں سے حدیث معاذ کی ہے مرفوعا روایت ہے کہ اللہ نے تم پر عاشورہ کا روزہ فرض نہیں کیا وسیاتی فی اخر الصیام اور حنفیہ کی دلیل ظاہر ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو اس باب میں مذکور ہے ساتھ لفظ امر کے اور ایک دلیل انکی ربیع کی حدیث ہے جو مسلم میں ہے کہ جو صبح کرے روزے کی حالت میں چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے سو ہمیشہ ہم اس کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کا روزہ رکھاتے تھے اور حالانکہ وہ چھوٹے تھے اور ایک دلیل ان کی یہ حدیث مسلمہ کی ہے کہ جس نے کھا لیا ہو تو چاہیے کہ باقی دن روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور بنائی ہے انہوں نے اس خلاف پر یہ بات کہ کیا فرض روزے میں رات سے نیت کرنی شرط ہے یا نہیں وسیاتی البحث فیہ۔

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ

باب ہے روزے کی فضیلت کے بیان میں یعنی روزہ رکھنے کا کیا ثواب ہے

۱۷۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا.

۱۷۶۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے یعنی آگ سے پناہ ہے اور جب کوئی روزے دار ہو تو چاہیے کہ نہ فحش بات کرے اور نہ جماع کرے اور نہ نادانوں کا کام کرے اور اگر کوئی آدمی اس سے لڑنا چاہے تو یا اس کو گالی دے تو اس کو چاہیے کہ کہے کہ میں روزے دار ہوں دو بار کہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک زیادہ تر خوشبو دار ہے مشک کی خوشبو سے چھوڑتا ہے روزے دار اپنا کھانا اور پینا اور اپنی شہوت جماع کو میرے لیے یعنی بہ سبب حکم میرے کے روزہ میرے ہی لیے

ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور ایک نیکی کا ثواب دس
نیکیوں کے برابر ہے۔

فائدہ: اور بعضوں نے کہا کہ وہ ڈھال ہے گناہ سے یا آگ سے یا ان سب چیزوں سے اور اخیر کے ساتھ جزم کیا ہے نووی نے اور ابن عربی نے کہا کہ روزہ آگ سے ڈھال اس واسطے ہے کہ وہ بند رہنا ہے شہوتوں سے اور خواہشوں سے اور آگ گھیری گئی ہے ساتھ خواہشوں کے پس حاصل یہ ہے کہ جب وہ دنیا میں اپنے نفس کو خواہشوں سے باز رکھے تو آخرت میں یہ اس کے لیے آگ سے ڈھال ہوگی اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ جب تک کہ نہ پھاڑے اس کو غیبت سے تو اس میں اشارہ ہے کہ غیبت روزے کو ضرر دیتی ہے اور یہی محکی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابن حزم نے بڑی زیادتی کی کہ ہر گناہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جو جان بوجھ کر کرے اس حال میں کہ اس کو روزہ یاد ہے برابر ہے کہ فعل ہو یا قول واسطے عموم اس حدیث کے کہ نہ فحش بکے اور نہ نادانوں کا کام کرے اور واسطے اس حدیث کے جو آگے آتی ہے کہ جو جھوٹی بات کو نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں یہ کہ اپنا کھانا پینا چھوڑے اور جمہور نے اگرچہ نہی کو تحریم پر حمل کیا ہے لیکن خاص کیا ہے انہوں نے روزے کے ٹوٹنے کو ساتھ کھانے اور پینے اور جماع کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ روزے کو سب عبادتوں پر ترجیح ہے اور مشہور جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ نماز کو سب عبادتوں پر ترجیح ہے اور نادانوں کا کام یہ ہے کہ چیخ مارے اور بیوقوفی کا کام کرے اور اس سے یہ مراد نہیں کہ اگر روزہ نہ ہو تو یہ کام درست ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ روزے میں اس کے منع کی زیادہ تر تاکید ہے اور یہ جو فرمایا کہ کہے کہ میں روزے دار ہوں تو بعض کہتے ہیں کہ یہ بات زبان سے کہے اور بعض کہتے ہیں کہ دل سے کہے نووی نے پہلی بات کو ترجیح دی ہے اور متولی وغیرہ نے دوسری بات کو اور نووی نے شرح مہذب میں کہا دونوں طرح صحیح ہے لیکن زبان سے کہنا زیادہ تر قوی ہے اور اگر زبان اور دل دونوں سے کہے تو بہت خوب ہے اور زرکشی نے نقل کی ہے کہ ایک بار دل سے کہے اور ایک بار زبان سے کہے پس جب روزے دار یہ بات کہے تو ممکن ہے کہ لڑنے والا اس سے باز رہے اور اگر باز نہ آئے تو اس کو ہلکی چیز سے دفع کرے وعلی ہذا القیاس اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ تر پاک ہے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ خوشبو کو سونگھنے سے پاک ہے اس واسطے کہ یہ مخلوق کی صفات میں سے ہے اور باوجود یہ کہ وہ جانتا ہے ہر شے کو جس طرح کہ وہ ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ قریب ہوتی طرف اللہ کی زیادہ تر قریب کرنے مشک سے نزدیک تمہاری یعنی لوگوں کی عادت ہے کہ مشک کو بہت سونگھتے اور اپنے قریب بہت کرتے ہیں سو فرمایا کہ جس قدر تم مشک کو اپنے قریب کرتے ہو روزہ اس سے بھی زیادہ تر اللہ کے نزدیک کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ فرشتوں کے حق میں ہے یعنی وہ روزے دار کے منہ کی خوشبو کو سونگھتے ہیں اکثر سونگھنے

تمہاری سے مشک کی خوشبو اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ اس کو آخرت میں ثواب دیں گے پس ہوگی اس کی بو پاک تر خوشبو مشک سے اور بعض کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کو ثواب ملے گا کہ وہ افضل ہوگا خوشبو مشک سے اور بعض کہتے ہیں کہ اس بو میں زیادہ ثواب ہے اس مشک سے جو دکھائی جاتی ہے ذکر کی مجلسوں میں اور نووی نے اس اخیر معنی کو ترجیح دی ہے اور حاصل معنی خوشبو کے قبول اور رضا کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خوشبو آخرت میں ہوگی مانند خون شہید کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دنیا میں ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ اس کے روزے کو قبول کرتا ہے اور اس پر راضی ہوتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزہ صرف میرے لیے ہے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے اس واسطے کہ سب عمل اللہ ہی کے لیے ہیں اول یہ کہ روزے میں ریا نہیں واقع ہوا اس واسطے کہ وہ دل کا فعل ہے کوئی اس پر واقف نہیں ہوتا سوائے اللہ کے بخلاف اور عملوں کے کہ ان کو ہر آدمی معلوم کر لیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ زبان سے ذکر کرنے کا بھی یہی حکم ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ہی اس کے ثواب مقدار کو جانتا ہوں بخلاف اور عبادتوں کے کہ ان کے ثواب کی مقدار کبھی اور آدمیوں کو بھی معلوم ہو جاتی ہے جیسے معلوم ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس سے سات سو نیکی تک کے ثواب کے برابر ہوتا ہے یعنی بخلاف روزے کے کہ اس کے ثواب کی مقدار کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کس قدر ہے لاکھ درجہ زیادہ ہے کروڑ مثلا اور سوم یہ کہ وہ مجھ کو سب عبادتوں سے زیادہ تر پیارا ہے چہارم یہ کہ یہ اضافت تعظیم کے لیے ہے پنجم یہ کہ کھانے اور خواہشوں وغیرہ سے بے پرواہ ہونا اللہ کی صفات سے ہے سو جب روزے دار نے اللہ کے نزدیک وہ چیز حاضر کی جو اسکے صفات کی موافق ہے تو اس کو اپنی طرف نسبت کیا کہ گویا کہ اس کا بدلہ میں ہوں ششم یہ کہ یہ نسبت فرشتوں کی صفات کے ہے کہ یہ ان کی صفات میں سے ہے ہفتم یہ کہ یہ خاص اللہ کے لیے ہے اس میں بندے کا حصہ نہیں ہفتم یہ کہ روزے کے ساتھ غیر اللہ کی عبادت نہیں کی جاتی بخلاف نماز اور خیرات وغیرہ کے کہ اس کے ساتھ کبھی غیر اللہ کی عبادت بھی کی جاتی ہے نہم یہ کہ سب عبادتوں سے بندے کے مظالم پورے کیے جائیں گے مگر روزے سے نہیں دہم یہ کہ روزہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس کو فرشتے لکھیں جیسے اور عملوں کو لکھتے ہیں اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ مراد روزے سے یہاں وہ روزہ ہے کہ گناہوں سے محفوظ اور پاک ہو از روئے قول اور فعل کے اور خالص اللہ کے واسطے ہو اور روزہ چار قسم کا ہے ایک عام کا روزہ اور وہ باز رہنا ہے کھانے سے اور پینے سے اور جماع سے اور ایک روزہ خواص عام کا ہے اور وہ یہی ہے ساتھ پرہیز کرنے کے حرام چیزوں سے قول ہو یا فعل اور ایک روزہ خواص کا ہے اور وہ باز رہنا ہے غیر ذکر اللہ اور عبادت اسکی سے اور ایک خاص الخاص لوگوں کا روزہ ہے اور وہ روزہ رکھنا ہے غیر اللہ سے سو ان کا روزہ قیامت تک نہیں کھلے گا اور یہ مقام بلند ہے۔ (فتح)

بَابُ الصَّوْمُ كَفَّارَةٌ — روزہ گناہوں کا کفارہ ہے

۱۷۶۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَامِعٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ يَّحْفَظُ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ قَالَ لَيْسَ أَسْأَلُ عَنْ ذِهِ إِنَّمَا أَسْأَلُ عَنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ وَإِنَّ دُوْنَ ذٰلِكَ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُفْتَحُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَجْدَرُ أَنْ لَّا يُغْلَقَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ.

۱۷۶۲۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون یاد رکھتا ہے حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنے کے باب میں سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے فرماتے تھے کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور جان اور اولاد اور ہمسائے کے حق میں ان سب کو تو روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا دور کر دیتا ہے یعنی اگر آدمی سے جان اور مال اور اولاد کے حق میں کچھ قصور یا بے انصافی ہو جائے گی تو ان عبادتوں سے معاف ہو جائے گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے نہیں پوچھتا بلکہ میں اس فتنے کا حال پوچھتا ہوں جو دریا کی طرح موج مارتا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اس سے ورے ایک دروازہ ہے بند کیا ہوا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا وہ دروازہ کھل جائے گا یا ٹوٹ جائے گا کہا کہ ٹوٹ جائے گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ٹوٹنا فائق تر ہے ساتھ اس کے کہ قیامت تک بند نہ ہو شقیق کہتا ہے کہ ہم نے مسروق سے کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ کہ کیا عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ دروازہ کون سا ہے؟ سو اس نے اس سے پوچھا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں وہ جانتے تھے جیسا جانتے تھے کہ رات کل سے نزدیک ہے۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے باب میں پہلے بھی گزر چکی ہے مراد دروازے سے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور موج مارنے والے فتنے سے مراد وہ فتنہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فتنہ اور فساد جس میں وہ شہید ہوئے کہ اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا۔ (تیسیر)

بَابُ الرَّيَّانِ لِلصَّائِمِيْنَ

بہشت کا دروازہ کہ ریان ہے خاص ہے واسطے روزے داروں کے

فائدہ: بہشت کا ایک دروازہ ہے اس کا نام ریان ہے اس میں سے خاص روزے دار داخل ہوں گے اور کوئی

داخل نہ ہوگا اوراس میں لفظ اور معنی میں مناسبت واقع ہے اس واسطے کہ وہ مشتق ہے ری سے جس کے معنی سیراب ہونے کے ہیں اور وہ مناسب ہے واسطے حال روزے داروں کے۔ (فتح)

۱۷۶۳۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ.

۱۷۶۳۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بہشت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں یعنی سیراب کرنے والا پیاس بجھانے والا اس سے قیامت کے دن روزے دار داخل ہوں گے ان کے سوا اور کوئی اس سے داخل نہ ہو گا کہا جائے گا کہ کہاں ہیں روزے دار سو وہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا اور کوئی اس سے داخل نہ ہوگا سو جب وہ اس میں داخل ہو چکے گے تو وہ دروزہ بند کیا جائے گا سو کوئی اس سے داخل نہ ہوگا۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ ہے کہ اس کا نام ریان ہے نہ داخل ہوں گے اس میں مگر روزے دار اور جو اس سے داخل ہوگا وہ اس سے پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ سب مسلمان روزے دار ہیں پس اس سے لازم آتا ہے کہ بہشت کے باقی دروازے سب بیکار ہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں عام روزے دار مراد نہیں بلکہ وہ روزے دار ہیں کہ ان سے روزے کی حالت میں کوئی بیہودہ بات اور نالائق کام زبان سے یا فعل سے واقع نہ ہوا ہو۔ (تیسیر)

۱۷۶٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ

۱۷۶٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ جوڑا خرچ کرے گا اللہ کی راہ میں تو بہشت کے چوکیدار اس کو بہشت کے دوازے سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے یہ دروازہ بہتر ہے اس دروازے سے آ سو جو نمازی ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد سے ہوگا وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو روزہ داروں سے ہوگا وہ ریان دروازے سے بلایا جائے گا اور جو خیرات کرنے والوں میں سے ہوگا وہ خیرات کے دروازے سے بلایا جائے گا سو ابو بکر رضی اللہ عنہ

الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ.

نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کہ کوئی ایسا ہے جو ان تمام دروازوں سے داخل ہوگا ان دروازوں سے بلایا جائے کچھ ضرر یعنی مثلاً اگر نمازی روزے دار کے دروازے سے بلایا جائے یا بالعکس تو اس میں کچھ ضرر نہیں اس واسطے کہ مقصود اصلی بہشت میں داخل ہونا ہے خواہ کسی دروازے سے داخل ہو پس کیا کوئی ایسا بھی ہوگا کہ ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور البتہ مجھ کو امید ہے کہ تو انہیں لوگوں سے ہو جن کو فرشتے سب دروازوں سے بلائیں گے۔

فائدہ: جوڑا خرچ کرے یعنی دو روپے دے یا دو شرفی یا دو پیسے یا دو گھوڑے یا دو کپڑے یا دو روٹیاں اسی طرح ہر چیز کا جوڑا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے دار ریان دروازے سے داخل ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر عمل کرنے والے کے لیے ایک دروازہ ہے کہ وہ اس عمل کے ساتھ اس دروازے سے بلائے جائیں گے سو روزے دار کے لیے ایک دروازہ ہے وہ اس سے بلائے جائیں گے اس کو ریان کہتے ہیں اور یہ حدیث صریح ہے باب کے مقصود میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جوڑا دینے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بہشتی ہیں۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَأٰى كُلَّهُ وَاسِعًا

کیا جائز ہے کہ تنہا رمضان کہا جائے یا شہر رمضان کہا جائے؟ یعنی مرکب ساتھ شہر کے یعنی مہینہ رمضان کا اور بیان اس کا جس نے اس سب کو فراخ اعتقاد کیا ہے یعنی رمضان کہے یا رمضان کا مہینہ کہے سب طرح سے درست ہے اس میں کسی قسم کی تنگی اور کراہت نہیں۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کی طرف حدیث ضعیف کے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ کہو رمضان اس واسطے کہ رمضان نام ہے اللہ کے ناموں سے لیکن کہو شہر رمضان یعنی مہینہ رمضان کا روایت کی یہ حدیث ابن عدی نے کامل سے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے چند حدیثوں کے ساتھ دلیل پکڑی ہے اس پر کہ یہ جائز ہے اور نسائی نے بھی اس کے واسطے ایک باب باندھا ہے پس کہا کہ شہر رمضان کو رمضان کہنا بھی درست ہے اور پھر اس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث وارد کی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے رمضان کا

روزہ رکھا اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے اور کبھی دلیل پکڑی جاتی ہے واسطے مقید کرنے رمضان کے ساتھ شہر کے ساتھ وارد ہونے اس کے کہ قرآن میں کہ جس جگہ فرمایا شہر رمضان باوجود یہ کہ احتمال ہے کہ راویوں نے شہر کا لفظ حدیثوں سے حذف کر دیا ہو اور گویا کہ یہ بھید ہے اس میں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حکم کے ساتھ یقین نہیں کیا اور اصحاب مالک سے منقول ہے کہ صرف رمضان کہنا مکروہ ہے اور باقلانی اور بہت سے شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر وہاں کوئی قرینہ ہو کہ شہر پر دلالت کرے تو مکروہ نہیں اور جمہور کہتے ہیں کہ جائز ہے اور رمضان کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ رمضان کو رمضان اس واسطے رمضان کہتے ہیں کہ کہ اس میں گناہ رمض کیے جاتے ہیں یعنی جلائے جاتے ہیں اس واسطے کہ رمضان کے معنی سخت گرمی کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ابتداء رمضان کے روزے کی گرمی میں ہوئے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَالَ لَا تَقَدَّمُوْا رَمَضَانَ

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان کو روزہ رکھے اور فرمایا کہ رمضان سے پہلے کوئی روزہ نہ رکھو

فائدہ: یعنی دونوں حدیثوں میں صرف رمضان کا لفظ واقع ہوا ہے مہینے کا لفظ اس کے ساتھ نہیں فرمایا پس معلوم ہوا کہ اس مہینے کو فقط رمضان کہنا بھی درست ہے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۷۶۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ.

۱۷۶۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کو رمضان کہنا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۷۶۶۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّيْنَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ

۱۷۶۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیطان قید کیے جاتے ہیں۔

وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ شہر رمضان کو فقط رمضان کہنا بھی درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور یہ جو فرمایا کہ شیطان قید کیے جاتے ہیں تو احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ شیطان ہوں کہ جو چھپ کر آسمان کی خبریں چرا لاتے ہیں یعنی جو اللہ کی طرف سے فرشتوں کو بندوں کے بارے میں حکم ہوتا ہے کہ فلاں وقت میں یوں ہوگا فلاں پیدا ہوگا اور فلاں مر جائے گا وغیرہ وغیرہ اور یہ کہ رمضان کی راتوں میں قید ہوتے ہیں اس کے علاوہ دنوں میں قید نہیں ہوتے اس واسطے کہ وہ قرآن کے اترنے کے وقت حکم چرانے سے منع کیے گئے تھے سو زیادتی حفاظت واسطے ان کو قید زیادہ کی گئی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ رمضان میں شیطان مسلمان کو بہکا نہیں سکتے جیسا کہ اور دنوں میں بہکا سکتے ہیں واسطے مشغول ہونے ان کے کے ساتھ روزے کے کہ وہ شہوتوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے اور ساتھ قرآن پڑھنے اور ذکر کرنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ان سے بعض شیطان ہیں جو کہ سرکش اور راکس ہیں کہ وہ رمضان میں قید کیے جاتے ہیں اور ایک روایت میں میں ہے کہ بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو سارا مہینہ کھلے رہتے ہیں اس سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا قاضی عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ اس سے ظاہر معنی مراد ہوں کہ فی الواقع بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور یہ سب علامت ہے واسطے فرشتوں کے واسطے داخل ہونے مہینے کے اور تعظیم حرمت اس کی کے اور واسطے منع کرنے شیطانوں کے ایمانداروں کی ایذا سے اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو اس طرف کہ رمضان میں ثواب اور معافی بہت ہوتی ہے اور بہت لوگ بخشے جاتے ہیں اور شیطان لوگوں کو کم بہکاتے ہیں پس ہوتے ہیں مانند قیدیوں کی اور احتمال ہے کہ بہشت کے دروازے کھل جانے سے یہ مراد ہو کہ مسلمانوں کو عبادت اور نیک کام کرنے کی توفیق ہوتی ہے اور یہ سبب ہے کہ داخل ہونے کا بہشت میں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جانے سے یہ مراد ہے کہ آدمی گناہوں سے باز رہتا ہے جو سبب ہیں دوزخ میں داخل ہونے کا اور شیطان کے قید ہونے سے یہ مراد ہے کہ لوگوں کو بہکانے سے عاجز آ جاتے ہیں اور طور پشتی نے کہا کہ آسمانوں کے کھل جانے سے یہ مراد ہے کہ رحمت نازل ہوتی ہے اور قفل دور کرنے سے یہ مراد ہے کہ بندوں کے اعمال اللہ تک چڑھتے ہیں کبھی ساتھ بدل توفیق کے اور کبھی حسن قبول کے اور جہنم کے دروازے بند ہونے سے یہ مراد ہے کہ پاک ہوتا ہے نفس روزے دار کا نجاست بے حیایوں سے اور خلاص ہوتا ہے گناہ کے اسباب سے ساتھ قمع شہوات کے اور طیبی نے کہا کہ فائدہ فتح ابواب سماء سے کھڑا کرنا فرشتوں کا ہے اوپر تعریف کرنے فعل روزے داروں کے اور یہ کہ اللہ کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے اور کہا طیبی نے بعد اس کے کہ ترجیح دی اس کو کہ یہ ظاہر پر محمول ہے کہ اگر کوئی کہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ رمضان میں بہت گناہ واقع ہوتے ہیں پس اگر شیطان اس میں قید کیے جائیں تو گناہ واقع نہ ہوں تو جواب یہ ہے کہ مراد وہ روزہ ہے جس کی شرطوں پر محافظت کی جائے کہ اس

سے گناہ کم ہوتے ہیں یا مراد بعض شیطان ہیں نہ کل اور وہ سرکش ہیں اور یا مراد کم ہونا گناہوں کا ہے اور یہ امر محسوس ہے اور اصل حدیث میں ابواب الجنۃ کا لفظ آیا ہے یعنی بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں یہی صحیح ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ایک میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو یہ بعض راویوں کا تصرف ہے۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

چاند دیکھنے کا بیان یعنی پہلی رات کا چاند

۱۷۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ وَيُوْنُسُ لِهِلَالِ رَمَضَانَ.

۱۷۶۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب اس کو یعنی عید کا چاند دیکھو تو روزے کو افطار کر ڈالو اور اگر چاند تم سے پوشیدہ ہو یعنی تیسویں شب کو بہ سبب بادل وغیرہ کے تو اندازہ کرو واسطے اس کے یعنی تیس دن پورے کرو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پوری کرو گنتی تیس دن کی یعنی تیس دن روزے پورے کرو اور ظاہر یہ ہے کہ ابر اور غبار کے وقت مہینے شعبان کو پورا کرنا واسطے روزے رمضان کے ہوتا ہے اور پورا کرنا رمضان کا واسطے افطار کے ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے علماء کا (تیسیر) اور ایک روایت میں یہ لفظ آیا ہے کہ جب رمضان کا چاند الخ تو مقصود اس سے یہ ہے کہ پہلی روایت میں چاند سے مراد رمضان کا چاند ہے۔

بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّنِيَّةً

جو رمضان کا روزہ رکھے ایمان سے اور ثواب کی امید سے اور نیت سے تو اس کا کیا ثواب ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا جواب بیان نہیں کیا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں اس کا جواب موجود ہے اس پر کفایت کی ہے اور مراد ایمان سے یہ ہے کہ روزہ رمضان کے فرض ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اور احتساب سے یہ مراد ہے کہ ثواب جانتا ہو اور نیت شرط ہے بیچ واقع ہونے اس کے کی قربت یعنی اس کی قربت اور عبادت ہونے میں یہ شرط ہے کہ حکم الٰہی کے بجا لانے کی نیت ہو بدون اس کے ثواب نہیں ہوگا۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُوْنَ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آخرت میں اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے

عَلٰى نِيَّاتِهِمْ.

فائدہ: اول اس حدیث کا یہ ہے کہ ایک لشکر کفار کا کعبے پر چڑھائی کرے گا سو جب میدان میں پہنچیں گے تو سب کے سب زمین میں دھنسائے جائیں گے پھر قیامت کو اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے اور وجہ استدلال کی اس جگہ یہ ہے کہ نیت کو عمل میں تاثیر ہے واسطے چاہنے اس حدیث کے اس بات کو کہ لشکر مذکور میں بعض مجبور تھے اور بعض مختار اس واسطے کہ جب وہ نیتوں پر اٹھائے جائیں گے تو مختار کو مواخذہ ہوگا اور مجبور کو نہ ہوگا جو مجبورا ساتھ آیا تھا۔ (فتح)

۱۷۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

۱۷۶۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے گا اور نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو ایمان اور ثواب کے واسطے رمضان کے روزے رکھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔

فائدہ: اور گناہ سے مراد عام گناہ ہیں لیکن یہ حدیث جمہور کے نزدیک مخصوص ہے۔ (فتح)

بَابٌ أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ

زیادہ تر سخی ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان میں تھا یعنی رمضان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخاوت کرتے تھے

۱۷۶۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۷۶۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ تر سخی تھے ساتھ بھلائی کے اور رمضان میں بہت سخاوت کرتے تھے یعنی بہ نسبت اور دنوں کے جب کہ ملاقات کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیل علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیا کرتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ پورا ہو جاتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے قرآن پڑھتے تھے یعنی ان کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے سو جب جبرائیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آندھی سے زیادہ سخاوت کرتے تھے۔

الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.

فائدہ: اور یہ حال آپ ﷺ کو قرآن کے فیض سے اور اس کے بہت پڑھنے سے حاصل ہوتا تھا اور مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ لوگوں کو نفع بہت پہنچاتے تھے اور بھلائی بہت کرتے تھے بہ نسبت اور لوگوں کی خصوصا رمضان میں کہ وہ ایام بابرکت ہیں ان کے اندر نیکی کرنی افضل ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہوا جاری سے تو مراد اس سے وہ ہوا ہے کہ مینہ لاتی ہے حاصل یہ ہے کہ نفع اس ہوا کا عام ہے اور ہر شخص کو پہنچتا ہے تو حضرت ﷺ اس سے بھی زیادہ نفع پہنچاتے تھے اور زیادہ تر بھلائی کرتے تھے وقت ملاقات کرنے جبرائیل علیہ السلام کے اور یہ حدیث باب بدء الوحی میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح وغیرہ)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فِي الصَّوْمِ

جو روزے میں جھوٹ بولنا نہ چھوڑے اور اس کے ساتھ عمل کرنا نہ چھوڑے تو اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ کے دراز ہونے کے خوف سے جواب بیان نہیں کیا۔

۱۷۷۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ.

۱۷۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو روزے میں جھوٹ بولنا اور بے ہودہ باتیں کرنا نہ چھوڑے اور اس کے کام سے باز نہ آئے تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کچھ پرواہ نہیں۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کو حکم کیا جائے کہ اپنا روزہ چھوڑ دے بلکہ اس کے معنی ڈرانا ہے بے ہودہ باتیں کرنے سے اور وہ مثل اس قول کے ہے کہ فرمایا کہ جو شراب بیچے تو چاہیے کہ خنزیر کو ذبح کرے اس واسطے کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ سور کو ذبح کرے بلکہ اس کے معنی ڈرانا ہیں اور معلوم کروانا ہے کہ شراب بیچنے کا بہت بڑا گناہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں تو اس کا مفہوم مخالف کچھ نہیں اس واسطے کہ اللہ کو کسی چیز کی حاجت نہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کو اس کے روزے میں ارادہ نہیں اور امام ابن منیر نے کہا کہ یہ مراد ہے کہ وہ روزہ قبول نہیں ہوتا جیسا کہ اگر کوئی کسی سے کوئی چیز مانگے اور وہ اس کے ساتھ قائم نہ ہو تو وہ کہتا ہے کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں پس مراد یہ ہے کہ جو روزہ جھوٹ کے ساتھ مخلوط ہو وہ قبول نہیں ہوتا اور جو اس سے سالم رہے وہ قبول ہے اور ابن عربی نے کہا کہ مقتضی حدیث کا یہ ہے کہ اس کو اس روزے

کا ثواب نہیں ہوتا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ روزے کا ثواب جھوٹ بولنے کے برابر نہیں اور بیضاوی نے کہا کہ مقصود روزے کے مشروع ہونے سے محض بھوک اور پیاس نہیں بلکہ مقصود توڑنا شہوتوں اور خواہشوں کا ہے اور نفس عمارہ کو نفس مطمئنہ کے تابع کرنا ہے اور جب یہ مقصود حاصل نہ ہو تو اللہ اس کی طرف نظر نہ کرتا پس مراد یہ ہے کہ وہ روزہ قبول نہیں ہوتا پس سبب کی نفی کی اور مسبب کا ارادہ کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ یہ کام روزے کو ناقص کر دیتے ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس لحاظ سے کہ وہ صغیرہ گناہ ہیں اجتناب کبائر سے معاف ہو جاتے ہیں اور سبکی کبیر نے جواب دیا ہے ساتھ اس طور کے کہ باب کی حدیث میں اور جو اول صوم میں گزر چکی ہے دلالت قوی ہے واسطے اول کے یعنی ان افعال سے روزے کا ثواب کم اور ناقص ہو جاتا ہے واسطے کہ بے حیائی اور شور کرنا اور بے ہودہ باتیں کرنا روزے میں مطلق منع ہیں اور روزہ مطلق مامور ہے پس اگر ان کاموں کی روزے میں کچھ تاثیر نہ ہو تو ان کو اس میں بطور شرط کے ذکر کرنے کے کوئی معنی نہیں سو جب امر ان دونوں حدیثوں میں بطور شرط کے ذکر کیے گئے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ایک یہ کہ روزے میں ان کو کرنا زیادہ برا ہے غیر سے اور دوسرا بحث کرتا ہے اوپر سلامت رہنے روزے کے ان سے اور یہ کہ ان سے سلامت رہنا صفت کمال کی ہے بیچ اس کے اور قوت کلام کی چاہتی ہے اس کو کہ یہ برا ہو واسطے روزے کے تو مقتضی اس کا یہ ہے کہ ان کے ساتھ سلامت رہنے کے ساتھ روزہ کامل ہوتا ہے اور جب ان سے سلامت نہ رہے تو ناقص ہوگا پھر کہا کہ نہیں شک ہے اس میں کہ تکلیفیں کبھی وارد ہوتی ہیں ساتھ بعض چیزوں کے اور تنبیہ کی جاتی ہے ساتھ ان کے اور چیزوں پر ساتھ طریق اشارت کے اور نہیں مقصود ہے روزے سے عدم محض جیسا کہ ممنوع چیزوں میں ہے اس واسطے کہ شرط ہے واسطے اس کے نیت بالا جماع اور شاید کہ مقصود ساتھ اس کے اصل میں بند رہنا ہے سب مخالف چیزوں سے لیکن چونکہ مشکل تھا تو اللہ نے تخفیف کر دی اور حکم کیا ساتھ باز رہنے کے روزہ توڑنے والی چیزوں سے اور تنبیہ کی غافل کو ساتھ اس کے بند رہنے پر مخالف چیزوں سے اور حضرت ﷺ کی حدیثوں نے اس طرف ہدایت کی ہے سو روزہ توڑنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا واجب ہوگا اور ان کے سوا اور مخالف چیزوں سے پرہیز کرنا کامل کرنے والی چیزوں سے ہوگا۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَقُوْلُ إِنِّيْ صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ

کوئی اس کو گالی دے تو کیا اس کو جائز ہے کہ کہے کہ میں روزے دار ہوں؟

۱۷۷۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ أَبِيْ صَالِحِ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ

۱۷۷۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا ہر عمل اس کے لیے ہے یعنی اس کا بدلہ اس کے لیے مقصود ہے تعریف لوگوں سے اور عزت اسلامی سے مگر

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ.

روزہ کہ وہ خاص میرے ہی لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ڈھال ہے سو جب کوئی روزے دار ہو جاتا ہے تو چاہیے کہ نہ فحش باتیں کرے اور نہ شور مچائے اگر کوئی اس کو برا کہے یا اس سے لڑنا چاہے تو چاہیے کہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ البتہ روزے دار کے منہ کی بو زیادہ تر پاک اور خوشبو دار ہے مشک کی خوشبو سے اور روزے دار کو دو خوشیاں ہیں کہ وہ ان سے خوش ہوتا ہے کہ ایک جب روزہ کھولتا ہے تو خوش ہوتا ہے دوسرا جب اللہ سے ملے گا تو اپنے روزے کی جزا سے خوش ہوگا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ شور نہ مچائے تو اس سے منع کرنے سے مراد تاکید اس کی ہے روزے کی حالت میں یعنی روزے کی حالت میں تو بہت ہی منع ہے نہیں غیر روزے کو بھی یہ کام کرنا منع ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزے دار کو دو خوشیاں ہیں تو معنی اس کے یہ ہیں کہ جب آدمی روزہ کھولتا ہے تو بھوک اور پیاس کے دور ہونے سے خوش ہوتا ہے اور یہ فرحت طبعی ہے اور یہی سابق ہے طرف فہم کی یعنی اس کی طبع خوش ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں خوش ہونا اس کا روزے کے افطار سے صرف اس اعتبار سے ہے کہ وہ فطر تمام روزے اس کے کا ہے اور خاتمہ ہے عبادت اس کی کا اور تخفیف ہے رب اس کے سے اور مدد ہے اس کی آئندہ روزے پر میں کہتا ہوں کہ نہیں مانع اس سے کہ مراد اس سے عام تر ہو اس چیز سے کہ مذکور ہوئی سو خوشی ہر ایک کی باعتبار طبع اس کی کے ہے واسطے مختلف ہونے مقامات لوگوں کے سو ان میں سے بعض تو وہ ہیں کہ ان کی خوشی مباح ہوتی ہے اور وہ طبعی ہے اور بعض وہ ہیں کہ ان کی خوشی مستحب ہوتی ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی خوشی کا سبب مذکور چیزوں سے کوئی چیز ہوتی ہے اور روزہ کی خوشی سے مراد یہ ہے کہ اس کے بدلے اور ثواب سے خوش ہوتا ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَلٰى نَفْسِهِ الْعُزْبَةَ

جو عورت سے مجرد ہونے کے سبب سے اپنی جان پر زنا کا خوف کرے تو چاہیے کہ روزہ رکھے

١٧٧٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ

١٧٧٢۔ علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلتا تھا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو حضرت ﷺ نے کہا کہ جو

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهٗ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهٗ لَهٗ وِجَآءٌ قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْبَآءَةُ النِّكَاحُ.

طاقت رکھتا ہو نکاح اور خانہ داری کی تو چاہیے کہ نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا ہے اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے یعنی نکاح کے سبب آدمی حرام کاری اور بیگانی عورتوں کے گھورنے سے بچتا ہے اور جس کو خانہ داری کی طاقت نہ ہو تو وہ اپنے اوپر روزے رکھنا لازم جانے اس واسطے کہ اس کے حق میں روزہ رکھنا خصی کرتا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد لفظ باءۃ سے نکاح کرنا ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ روزہ شہوت کو اکھاڑ ڈالتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ روزے سے حرارت جوش مارتی ہے اور وہ شہوت کو اٹھاتی ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معاملہ ابتداء روزہ میں ہوتا ہے اور جب مدت دراز ہو جائے اور عادت پڑ جائے تو پھر شہوت مٹ جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا.

باب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بیان میں کہ جب تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم عید کا چاند دیکھو تو روزہ کھول ڈالو۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں وہ حدیثیں ذکر کی ہیں جو دلالت کرتی ہیں روزہ شک کی نفی پر اور ان کو بہت عمدہ ترتیب سے بیان کیا سو پہلے تو عمار کی حدیث بیان کی جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ شک کے دن روزہ رکھنا گناہ ہے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی اس کے ایک طریق پر آیا ہے کہ اگر ابر وغیرہ کے سبب سے چاند نظر نہ آئے تو اندازہ کرو اور اس کے دوسرے طریق میں ہے کہ تیس دن کی گنتی پوری کرو تو اس سے غرض یہ ہے کہ اندازہ کرنے سے مراد تیس دن پورے کرنا ہیں اور اس کے بعد پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی اس میں یہ ہے کہ مہینہ اس طرح ہے اور اس طرح پھر تیسری بار انگوٹھا بند کیا پھر اس کی شہادت کے لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی جس میں تصریح ہے کہ تیس دن کی گنتی کے پورا کرنے کا حکم شعبان کے مہینے سے ہے پھر ام سلمہ کی حدیث بیان کی جس میں تصریح ہے کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ صِلَةُ عَنْ عَمَّارٍ مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص شک کے دن روزہ رکھے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شک کے دن روزہ رکھنا درست نہیں اس واسطے کہ صحابی اس کو

اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتا پس یہ حدیث حکماً مرفوع ہے (فتح) شعبان کی تیسویں رات کو اگر بہ سبب ابر وغیرہ کے چاند نظر نہ آئے تو اس کو شک کا دن کہتے ہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ رمضان کا دن ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ رمضان کا دن نہ ہو اور اگر اس رات کو بادل وغیرہ نہ ہوں اور نہ کوئی چاند کو دیکھے تو اس کو شک کا دن نہیں کہتے بلکہ وہ یقیناً شعبان کا دن ہے اور حنفیہ کے نزدیک شک کا روزہ رکھنا ساتھ نیت رمضان کے درست نہیں اور اگر ساتھ نیت نفل کے ہو یا وہ دن عادت کے موافق پڑ جائے تو درست ہے۔ (تیسیر)

۱۷۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ.

۱۷۷۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر فرمایا سو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند کو دیکھو اور روزہ نہ کھولو یہاں تک کہ عید کا چاند دیکھو اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو تو اس کے لیے اندازہ کرو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند کو دیکھو تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند دیکھنے کے وقت روزہ واجب ہوتا ہے خواہ رات کو دیکھے یا دن کو لیکن مراد اس سے آئندہ دن کا روزہ ہے اور فرق کیا ہے درمیان اس کے بعض علماء نے کہ زوال سے پہلے ہو یا پیچھے اور شیعہ نے اس میں اجماع کی مخالفت کی ہے کہتے ہیں کہ روزہ مطلق واجب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چاند دیکھنے سے پہلے رمضان کے روزے کے ساتھ ابتداء کرنی منع ہے برابر ہے کہ بادل کی وجہ سے نظر نہ آئے یا کسی اور سبب سے نظر نہ آئے اور اگر اس جملہ پر اقتصار واقع ہوتا تو کفایت کرتا اس کو جو اس کے ساتھ تمسک کرتا ہے لیکن جو لفظ کہ اکثر روایتوں میں آیا ہے اس نے مخالف کو شبہ ڈال دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو تو اس کے لیے اندازہ کرو پس احتمال ہے کہ مراد اس سے تفرقہ ہو درمیان حکم صاف ہونے آسمان کے اور بادل کے یعنی اگر آسمان صاف ہو تو بدون چاند دیکھے روزہ نہ رکھے اور اگر بادل ہو تو تیس دن پورے کرے اور احتمال ہے کہ تفرقہ مراد نہ ہو اور دوسرا حکم پہلے کی تاکید ہو پہلا مذہب اکثر حنبلیوں کا ہے اور دوسرا مذہب جمہور کا ہے پس کہتے ہیں کہ مراد اندازہ کرنے سے یہ ہے کہ اول مہینے میں نظر کرو اور تیس دن کی گنتی پوری کرو اور اس تاویل کو دوسری روایتیں ترجیح دیتی ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں کہ تیس دن کی گنتی پوری کرو یعنی شعبان کو اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر شعبان کی تیسویں رات کو چاند وغیرہ کے آگے بادل آ جائے تو کیا کرے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ اس دن کا روزہ واجب ہے اس بناء پر کہ وہ رمضان کا روزہ ہے دوم یہ کہ اس دن کا روزہ رکھنا مطلق درست نہیں اور نہ فرض اور نہ نفل بلکہ اگر قضاء اور کفارہ اور نظر ہو یا نفل روزہ عادت کے موافق پڑ جائے تو

بھی درست نہیں اور یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رمضان کا فرض روزہ رکھنا درست نہیں اور اس کے سوا سب روزے درست ہیں سوم یہ کہ امام کی رائے کے سپرد ہے روزہ رکھنے میں اور کھولنے میں اور پہلے کی حجت یہ ہے کہ وہ رائے صحابی کے موافق ہے جو راوی حدیث کا ہے چنانچہ نافع رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ساتھ لفظ فَاقْدِرُوْا لَهٗ کے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب شعبان کے انتیس دن گزر جاتے تھے تو کسی آدمی کو بھیجتے کہ چاند کو دیکھے پس اگر وہ دیکھتا تو اس پر عمل کرتے اور اگر وہ نہ دیکھتا اور نہ اس کے درمیان کوئی چیز حائل ہوتی بادل وغیرہ سے تو صبح کو روزہ نہ رکھتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہتے تھے کہ اگر میں تمام سال روزہ رکھوں تو البتہ شک کے دن میں افطار کروں اور تطبیق ان دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ جس دن میں وہ روزے کو واجب کہتا ہے اس کو شک کا دن نہیں کہتے اور یہی مشہور ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس نے خاص کیا ہے شک کے دن کو ساتھ اس دن کے کہ لوگ چاند دیکھنے سے باز رہیں یا ایسا شخص چاند دیکھنے کی شہادت دے کہ جس کی شہادت کو حاکم قبول نہ کرے لیکن اگر چاند دیکھنے کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اس کو شک کا دن نہیں کہا جاتا اور اختیار کیا ہے اس کو اس کے اکثر محققین اصحاب نے اور دوسرا یہ کہ ابن عبدالہادی نے کہا کہ جس پر حدیثیں دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ جس مہینے کا چاند بادل وغیرہ سے پوشیدہ ہو جائے تو اس کی تیس کی گنتی پوری کی جائے برابر ہے کہ شعبان کا مہینہ ہو کہ رمضان کا یا کوئی اور پس پورا کرنے کا حکم دونوں جملوں کی طرف راجع ہے اور اس جگہ تیسرا قول ہے اور وہ یہ ہے کہ فَاقْدِرُوْا لَهٗ کے معنی یہ ہیں کہ اندازہ کرو اس کو باعتبار منزلوں کے اور ابن منذر نے اس سے پہلے اس پر اجماع نقل کیا ہے سو کہا کہ اگر شعبان کی تیسویں رات کو آسمان صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو شعبان کی تیسویں کو روزہ رکھنا بالا جماع واجب نہیں اور اکثر اصحاب اور تابعین سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ روزہ مکروہ ہے سو جو حاسب وغیرہ کے درمیان فرق کرے یعنی کہے کہ حساب وغیرہ کرنے والے پر واجب ہے تو وہ مجوح ہے ساتھ اس اجماع کے۔ (فتح)

۱۷۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ.

۱۷۷۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس رات کا ہے سو روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم اس کو دیکھو اور اگر ڈھانکا جائے تم پر چاند یعنی اس کے اور تمہارے درمیان بادل حائل ہوں تو پوری کرو گنتی تیس دن کی۔

فائدہ: ظاہر اس سے حصر معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ انتیس ہی دن کا ہوتا ہے باوجود یہ کہ ان میں منحصر نہیں ہوتا بلکہ مہینہ

کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ اس میں الف لام عہد کا ہے یعنی مراد مہینہ معین ہے اور یا محمول ہے اکثر پر کہ اکثر مہینے انتیس دن کے ہوتے ہیں اور بعض تیس دن کے بھی ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد حصر ہونا ایک طرف ہے یعنی کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور وہ اس کی اقل طرف ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے تو وہ اس کی اکثر کی طرف ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند کو نہ دیکھو تو اس سے یہ مراد نہیں کہ روزے کے واسطے ہر آدمی کو چاند دیکھنا لازمی ہے بلکہ مراد اس سے بعض کا دیکھنا ہے یعنی اگر تم میں سے بعض آدمی چاند کو دیکھ لیں تو روزہ رکھو اور وہ بعض وہ ہیں کہ اس کے ساتھ یہ امر ثابت ہو یا تو ایک آدمی ہے جمہور کے راوی پر یا دو اور لوگوں کی رائے پر اور حنفیہ جمہور کے موافق ہیں لیکن وہ اس کو خاص کرتے ہیں ساتھ اس وقت کے جب کہ آسمان میں کوئی علت بادل وغیرہ سے نہ ہو نہیں تو جب آسمان صاف ہو تو نہیں قبول ہوتی ہے شہادت مگر جماعت کثیر سے کہ ان کی خبر سے علم یقینی حاصل ہو اور تحقیق دلیل پکڑی ہے ساتھ معلق کرنے روزے کے ساتھ رویت کے اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر لازم کر دیتا ہے اور جس کا یہ مذہب نہیں وہ کہتا ہے کہ یہ خطاب خاص لوگوں کے لیے ہے یعنی مثلا ایک شہر والوں کے لیے پس یہ غیروں پر لازم نہیں لیکن وہ ظاہر سے پھیری گئی ہے پس نہیں موقوف ہے حال ہر ایک کے دیکھنے پر پس نہ مقید ہوگا ساتھ شہر خاص کے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کئی مذہبوں پر ایک یہ ہے کہ یہ شہر والوں کے لیے اپنا دیکھنا ہے یعنی ایک شہر والوں کے چاند دیکھنے سے دوسرے شہر والوں پر روزہ رکھنا یا افطار کرنا لازم نہیں آتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو مسلم میں ہے اس کے واسطے شہادت دیتی ہے اور حکایت کیا ہے اس قول کو ابن منذر نے عکرمہ اور قاسم اور سالم اور اسحاق سے اور حکایت کیا اس کو ترمذی نے اہل علم سے اور نہیں حکایت کیا اس کے سوا اور کسی نے اور دوم یہ کہ اگر ایک شہر میں چاند دیکھا جائے تو لازم ہوگا سب شہروں پر روزہ رکھنا مثلا اگر دہلی میں شب جمعہ کو چاند دیکھیں اور لاہور وغیرہ میں ہفتہ کی شب دیکھیں دہلی والوں کا دیکھنا معتبر ہوگا اور سب جگہوں والوں پر جمعہ کا روزہ رکھنا لازم ہے اور یہی مشہور ہے نزدیک مالکیہ کے لیکن ابن عبدالبر نے حکایت کی ہے کہ اجماع اس کے برخلاف ہے اور کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ جو دور دور شہر ہیں ان میں رویت چاند کی رعایت نہیں کی جاتی مانند خراساں اور اندلس کے اور قرطبی نے کہا کہ جب چاند کا دیکھنا ظاہر ہو اور یقین ہو ایک جگہ میں پھر وہ دیکھنا ایک یا دو آدمیوں کا شہادت سے غیروں کی طرف نقل کیا جائے تو ان پر روزہ رکھنا لازم ہے اور ابن ماجشون نے کہا کہ نہیں لازم ہے ان کو روزہ رکھنا ساتھ گواہی کے مگر واسطے اہل اس شہر کے کہ اس میں شہادت ثابت ہو مگر یہ کہ بادشاہ کے نزدیک ثابت ہو پس سب لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہوگا اس واسطے کہ اس کے حق میں سب شہر ایک شہر کی مانند ہیں اور اس کا حکم سب میں جاری ہے اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر شہر پاس پاس ہوں تو ان کو ایک شہر کا حکم ہے اور اگر دور دور ہوں تو اس میں دو قول ہیں اکثر کے نزدیک واجب نہیں اور بعض

کے نزدیک واجب ہے اور یہی مختار قول ہے نزدیک ایک گروہ کے اور یہی محکی ہے امام شافعی رحمہ اللہ سے اور دور ہونے کی حد میں کئی قول ہیں ایک قول مطالع کا ہے یعنی اگر دو شہروں کا مطلع مختلف ہو تو کہا جائے گا کہ یہ شہر اس سے دور ہے یقین کیا ہے ساتھ اس کے عراقیوں نے اور صحیح کہا ہے اس کو نووی وغیرہ نے شرح مہذب میں دوم یہ کہ حد بعد کے مسافت قصر کی ہے جس میں نماز کا قصر کرنا درست ہے یقین کیا ہے ساتھ اس کے امام بغوی نے اور صحیح کہا ہے اس کو نووی نے شرح مسلم میں اور سوم یہ کہ حد دوری کا مختلف ہونا ولایتوں کا ہے یعنی ایک ریاست دوسری سے دور ہونے کا حکم رکھتی ہے چہارم یہ کہ جس شہر سے چاند کا دیکھنا پوشیدہ رہنا بدون عارض کے ممکن نہ ہو ان کا حکم دوسرے شہر کا لازم ہے سوائے غیر ان کے کے استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ روزہ رکھنا اور کھولنا واجب ہے اس پر جو چاند کو اکیلا دیکھے اگرچہ اس کے قول سے اوروں پر ثابت نہ ہو اور یہی قول ہے چاروں اماموں کا روزہ رکھنے میں اور روزہ کھولنے میں اختلاف ہے سو امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ روزہ نہ رکھے اور اس کو چھپائے اور اکثر کہتے ہیں کہ روزہ رکھے بہ سبب احتیاط کے۔ (فتح)

۱۷۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَخَنَسَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ.

۱۷۷۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ اس طرح ہے اور اس طرح یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دو بار کھولیں اور تیسری بار انگوٹھا کو بند کیا۔

فائدہ: یعنی مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔

۱۷۷۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ.

۱۷۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاند کے دیکھنے سے روزہ رکھو اور اس کے دیکھنے سے کھول ڈالو اور اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو اور معلوم نہ ہو تو پوری کرو گنتی شعبان کی تیس دن۔

۱۷۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ

۱۷۷۷۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایلا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے یعنی قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنی بیویوں

عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلٰى مِنْ نِّسَآءِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا أَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهٗ إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا.

کے پاس نہ جائیں گے سو جب انتیس دن گزرے تو صبح کو یا شام کو ان کے پاس آئے سو کسی نے آپ ﷺ سے کہا یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ نے ایک مہینہ نہ آنے کی قسم کھائی تھی سو فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

١٧٧٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآءِهٖ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَأَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.

۱۷۷۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایلا کیا اور آپ ﷺ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا سو آپ ﷺ ایک بالا خانے میں انتیس رات رہے پھر وہاں سے اترے سو بیویوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ نے ایک مہینہ کی قسم کھائی تھی سو فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

بَابٌ شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِسْحَاقُ وَإِنْ كَانَ نَاقِصًا فَهُوَ تَمَامٌ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَجْتَمِعَانِ كِلَاهُمَا نَاقِصٌ.

عید کے دو مہینے ناقص نہیں ہوتے

١٧٧٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِيْ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۱۷۷۹۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو مہینے ہیں کہ وہ کم نہیں ہوتے ایک مہینہ عید رمضان کا دوسرا ذوالحجہ کا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ شَهْرَا
عِيْدٍ رَمَضَانُ وَذُو الْحَجَّةِ.

فائدہ: علماء کو اس حدیث کے معنی میں اختلاف ہے بعض اس کو ظاہر معنی پر حمل کرتے ہیں یعنی رمضان اور ذیحجہ کا مہینہ کبھی انتیس دن کا نہیں ہوتا بلکہ دونوں ہمیشہ تیس دن کے ہوتے ہیں اور یہ قول مردود ہے مخالف ہے واسطے موجود مشاہد کے اور اس کے رد میں یہ حدیث کافی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھو چاند کے دیکھنے سے اور کھول ڈالو اس کے دیکھنے سے اور اگر تم پر چاند ڈھانکا جائے تو گنتی پوری کرو اس واسطے کہ اگر رمضان کا مہینہ ہمیشہ تیس دن کا ہوتا تو اس کے کہنے کی کوئی حاجت نہ ہوتی یعنی اس واسطے کہ ہم کو یقیناً معلوم ہو چکا کہ رمضان کا مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے کبھی اس سے کم و بیش نہیں ہوتا تو پھر روزہ کھولنے اور رکھنے کو چاند کے دیکھنے پر محمول کرنے کا کوئی معنی نہ تھے اور اسی طرح اخیر جملے کے بھی کوئی معنی نہ تھے اور بعض اس کو لائق معنی کے ساتھ تاویل کرتے ہیں کہ اسحاق بن راہویہ کا یہ قول ہے کہ وہ فضیلت میں کم نہیں ہوتے خواہ دونوں انتیس انتیس دن کے ہوں یا تیس تیس دن کے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں اکٹھے کم نہیں ہوتے بلکہ اگر ایک انتیس دن کا ہو تو دوسرا تیس دن کا ہوتا ہے اور یہ ضرور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں میں عمل کرنے کا ثواب برابر ہے اور یہ دونوں قول مشہور ہیں سلف سے اور اسحاق کے مذہب پر جائز ہے کہ ایک سال میں دونوں کم ہوں اور بعض کہتے ہی کہ احکام میں کم نہیں ہوتے اگرچہ دونوں انتیس انتیس دن کے ہوں لیکن احکام اسلام کم نہیں بلکہ پورے ہوتے ہیں جیسا کہ تیس ہونے کی حالت میں پورے اور کامل ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نفس الامر میں کم نہیں ہوتے لیکن اکثر اوقات ان کے دیکھنے کے درمیان کوئی مانع واقع ہوتا ہے بادل وغیرہ سے اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس تاویل کا اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اکثر اوقات تو ایک سال میں دونوں اکٹھے کم نہیں ہوتے اگرچہ کبھی شاذ نادر ہو بھی جاتے ہیں اور یہ تاویل پہلی تاویلوں سے زیادہ تر قریب ہے طرف انصار کی اور طحاوی نے کہا کہ اس کے ظاہر کو لینا یا حمل کرنا اس کو اوپر کم ہونے ایک کے دونوں میں سے دفع کرتا ہے اس کو عیان اور مشاہدہ اس واسطے کہ ہم نے اس کو پایا ہے کہ دونوں اکٹھے ایک سال میں کم ہوتے ہیں اور ابن منیر نے کہا کہ ان اقوال سے کوئی قول اعتراض سے خالی نہیں اور قریب تر سب اقوال سے یہ ہے کہ مراد اس سے نقصان حسی ہے باعتبار گنتی کے اور پورا کیا جاتا ہے یہ قول اس طریقے سے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے عید پر پڑھی کے پس لائق نہیں ہے وصف اسکے ساتھ نقصان کے برخلاف اور مہینوں کے اور اس کا حاصل رجوع کرتا ہے طرف قول اسحاق کی اور بیہقی نے معرفہ میں کہا کہ ان دونوں مہینوں کو خاص اس واسطے ذکر کیا کہ روزے اور حج کا حکم دونوں کے ساتھ متعلق ہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے نووی نے کہا کہ یہی ہے ثواب معتمد پس معنی یہ ہیں کہ ہر وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے ان دونو سے فضائل اور

احکام سے حاصل ہوتا ہے برابر ہے کہ رمضان تیس دن کا ہو یا انتیس کا اور برابر ہے کہ وقوع نویں کو واقع ہو یا اس کے سوا اور کسی دن میں اور نہیں پوشیدہ ہے ساتھ اس کے محل اس کا اس وقت ہے جب کہ چاند کی طلب میں قصور واقع نہ ہو اور فائدہ حدیث کا دور کرنا اس چیز کا ہے جو واقع ہوتی ہے دلوں میں شک کے واسطے اس شخص کے جو رمضان کے انتیس روزے رکھے یا غیر عرفہ کے دن کھڑا ہو اور تحقیق مشکل جانا ہے اس کو بعض علماء نے امکان وقوف کو آٹھویں میں اجتہاد سے اور یہ مشکل نہیں اس واسطے کہ کبھی ثابت ہوتی ہے رویت ساتھ دو گواہوں کے کہ پہلا دن ذیحجہ کا جمعرات ہے مثلا بس وقوف کیا ہے انہوں نے دن جمعہ کے پھر ظاہر ہوا کہ وہ دونوں جھوٹے گواہ ہیں اور طیبی نے کہا کہ ظاہر سیاق حدیث کا خاص ہونا دونوں مہینوں کا ہے ساتھ زیادتی کے کہ ان کے سوا اور مہینوں میں نہیں اور یہ مراد نہیں کہ ان کے سوائے اور مہینوں میں بندگی کا ثواب کم ہوتا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ مراد تو اٹھانا حرج کا ہے اس چیز سے کہ قریب ہے یہ واقع ہو اس میں خطا حکم میں واسطے خاص ہونے ان دونوں کے ساتھ دو عیدوں کے اور واسطے جواز احتمال وقوع خطا کے بیچ ان دونوں کے اور اسی واسطے کہا کہ دو مہینے عید کے بعد قول اپنے کے کہ دو مہینے کم نہیں ہوتے اور نہیں اقتصار کیا اپنے قول پر کہ رمضان اور ذی الحجہ ہیں اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ کہتا ہے ثواب نہیں مرتب ہے اوپر وجود مشقت کے ہمیشہ بلکہ اللہ کے واسطے ہے یہ کہ فضل کرے ساتھ ملانے ناقص کے ساتھ تام کے ثواب میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے بعض نے واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس پر کہ سارے رمضان پر ایک ہی نیت کافی ہے ہر ہر روزے کے واسطے علیحدہ علیحدہ نیت کرنی ضرور نہیں اس واسطے کہ سارا مہینہ ایک عبادت ٹھہرایا گیا تو اس کے لیے ایک نیت کافی ہو گی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ برابر کرنے ثواب میں درمیان اس مہینے کے کہ انتیس کا ہو اور درمیان اس مہینے کے کہ تیس کا ہو سوائے اس کے نہیں کہ وہ اس نظر سے ہے کہ ثواب متعلق ہے ساتھ مہینے کے نہ اس اعتبار سے کہ دونوں کی فضیلت ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ.

باب ہے اس حدیث کے بیان میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم جماعت امی یعنی ان پڑھ ہیں ہم حساب کتاب نہیں جانتے ہیں۔

فائدہ: مراد ہم سے اہل اسلام ہیں جو اس حدیث کے فرمانے کے وقت آپ ﷺ کے پاس حاضر تھے اور وہ محمول ہے اکثر پر اس واسطے کہ اکثر اہل عرب ایسے ہی ہوتے تھے کہ حساب کتاب نہ جانتے تھے نہ سب یا مراد اس سے خود حضرت ﷺ ہیں۔ (فتح)

۱۷۸۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

۱۷۸۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

الْاَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ وَمَرَّةً ثَلَاثِيْنَ.

فرمایا کہ ہم جماعت ان پڑھ ہیں حساب کتاب نہیں جانتے مہینہ ایسا ہے اور ایسا ہے یعنی دو بار دونوں ہاتھ کی انگلیاں بند کر کے کھولیں اور تیسری بار نو انگلیاں کھولیں اور انگوٹھا بند رکھا پھر تین بار اسی طرح کیا لیکن تیسری بار میں انگوٹھے کو بند نہ کیا بلکہ اس کو بھی اور انگلیوں کے ساتھ کھول دیا یعنی مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔

فائدہ: عرب کو امی اس واسطے کہا گیا کہ ان میں لکھنا بہت کم تھا جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ وہ ہے کہ جس نے ان پڑھوں میں رسول بھیجا انہیں میں سے اور اگر کوئی کہے کہ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو حساب کتاب کو جانتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لکھنا ان میں نہایت کم تھا اور اس کو بہت کم لوگ جانتے تھے اور ان کا اعتبار نہیں کیا اس واسطے کہ قلیل کالعدم ہوتا ہے اور مراد حساب سے اس جگہ نجوم کا حساب ہے اور اس کو بھی نہ جانتے تھے مگر نہایت کم لوگ پس موقوف کیا حکم کو ساتھ روزے وغیرہ کے چاند کے دیکھنے پر واسطے دور کرنے حرج سے ان سے بیچ مدد لینے حساب سے ہمیشہ رہا یہ حکم بیچ روزے کے کہ چاند کو دیکھ کر روزہ رکھا کریں اگرچہ ان کے بعد نجوم کا حساب جاننے والے ان میں پیدا ہوئے پس ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم حساب کے ساتھ ہرگز متعلق نہیں اور واضح کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ اگر ڈھانکا جائے چاند تم پر تو پوری کرو گنتی تیس دن کی یعنی اگر حساب نجوم پر روزے کا حکم موقوف ہوتا تو پھر یہ نہ فرماتے کہ تیس دن پورے کرو بلکہ یہ فرماتے کہ حساب والوں سے دریافت کرو اور اس میں حکمت یہ ہے کہ ابر کے وقت گنتی میں سب مکلف برابر ہیں پس دور ہوگا اختلاف اور نزاع ان میں سے اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ اس باب میں اہل حساب کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ رافضی لوگ ہیں اور فقہاء سے بعض لوگ ان کے موافق ہیں اور باجی نے کہا کہ اجماع سلف کا حجت ہے اور یہ ان کے اور ابن بریرہ نے کہا کہ مذہب باطل ہے اور شرع میں علم نجوم میں نظر کرنے سے منع فرمایا اس واسطے کہ وہ محض تخمین ہے نہ اس میں یقین ہے اور نہ گمان غالب بلکہ اگر یہ حکم اس پر موقوف ہوتا تو نہایت مشکل پڑتی اس واسطے کہ نہیں جانتے اس کو مگر بہت تھوڑے لوگ۔ (فتح)

بَابُ لَا يَتَقَدَّمُ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَّلَا يَوْمَيْنِ

یعنی نہ پیشوائی کرے رمضان کی ایک دن یا دو دنوں کے روزے سے

فائدہ: یعنی نہ پیشوائی کرے رمضان کے ساتھ ایک روزے کے کہ رمضان سے گنا جائے ساتھ قصد احتیاط کے اس واسطے کہ اس کا روزہ چاند کے دیکھنے پر موقوف ہے پس اس تکلف کی حاجت نہیں۔

۱۷۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ.

۱۷۸۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پیشوائی کرے رمضان کی کوئی ایک یا دو دن کے روزے سے مگر وہ مرد کہ جو اپنی عادت سے روزہ رکھا کیا کرتا ہو سو چاہیے کہ اس کو روزہ رکھے یعنی کسی کو بطور سنت کے دو شنبہ یا سہ شنبہ کے روزے کی عادت ہو اور وہ رمضان سے متصل آ پڑے تو اس کو روزہ رکھنا درست ہے لیکن صرف رمضان کی پیشوائی کے واسطے ایک یا دو روزہ رکھنا درست نہیں۔

فائدہ: علماء نے کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ نہ پیشوائی کرو ساتھ روزے کے اوپر نیت احتیاط کے واسطے رمضان کے اور ترمذی نے کہا کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے کہتے ہیں کہ مکروہ ہے یہ کہ جلدی کرے مرد ساتھ روزے کے پہلے داخل ہونے رمضان کے سے واسطے پیشوائی رمضان کے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ روزہ نہ رکھنے سے رمضان کے روزے پر قوت حاصل ہوتی ہے تا کہ داخل ہو اس میں ساتھ قوت اور نشاط کے اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ مقتضی اس حدیث کا یہ ہے کہ اگر رمضان سے پہلے تین یا چار روزے رکھے تو درست ہے یعنی اس واسطے کہ حدیث باب میں ممانعت تو ایک یا دو روزے کی آئی ہے زیادہ کی نہیں آئی پس یہ حکمت شبہ سے خالی نہیں اور جو اس میں ہے سو اس کو ہم عنقریب بیان کریں گے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ فرض نفل کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے اور اس میں بھی شبہ اس واسطے کہ حدیث میں صریح موجود ہے اگر اس کی عادت ہو تو اس کو رمضان سے پہلے روزہ رکھنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ حکم روزے کا چاند دیکھنے پر موقوف ہے سو جس نے رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے رکھے تو اس نے اس حکم میں طعن کیا اور یہی قول ہے معتبر اور معنی استثناء کے یہ ہیں کہ جس کا کوئی ورد ہو اس کو روزہ رکھنے کی اجازت ہے اس واسطے کہ وہ اس کی عادت ہے اور عادت کا چھوڑنا مشکل ہے اور یہ رمضان کی پیشوائی میں داخل نہیں اور اسی طرح قضاء اور نذر کا روزہ بھی رمضان سے پہلے درست ہے واسطے واجب ہونے ان دونوں کے اور بعض علماء کہتے ہیں قضاء اور نذر ادلہ قطعیہ کے ساتھ مخصوص ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ ان کا پورا کرنا واجب ہے سو نہ باطل ہوگا قطعی ساتھ ظن کے اور اس حدیث میں رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ چاند کے دیکھنے سے پہلے روزہ رکھنا درست ہے مانند رافضیوں کے اور رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ رمضان سے پہلے مطلق نفل روزہ درست ہے اور بعید تر ہے قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ نہیں کے پہلے روزہ رکھنا ہے ساتھ نیت رمضان کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ لفظ تقدم کے اس واسطے کہ ایک چیز کا دوسری چیز سے پہلے ہونا سوائے اس کے نہیں کہ ثابت ہوتا ہے جب کہ اس

کی جنس سے ہو پس بنابر اس کے جائز ہے روزہ رکھنا ساتھ نیت مطلق نفل روزے کے لیکن سیاق حدیث کا اس تاویل سے انکار کرتا ہے اور اس میں بیان ہے واسطے معنی اس حدیث کے کہ فرمایا روزہ رکھو چاند کے دیکھنے سے اس واسطے کہ لام اس میں واسطے توقیت کے ہے نہ واسطے تعلیل کے یعنی چاند چڑھنے کے وقت روزہ رکھو کہ اس کا وقت چاند کا چڑھنا ہے اس سے پہلے روزہ نہ رکھو اور ابن دقیق نے کہا کہ باوجود یہ کہ وہ توقیت پر محمول ہے پس لا بد ہے اختیار کرنے مجاز سے اس واسطے کہ چاند دیکھنے کا وقت اور وہ رات ہے محل روزے کا نہیں اور تعاقب کیا اس کا فاکہی نے کہ مراد صوموا سے روزے کی نیت کرنی ہے اور ساری رات ظرف ہے واسطے نیت کے میں کہتا ہوں پس واقع ہوا فاکہی مجاز میں جس سے بھاگا تھا اس واسطے کہ رات کو روزے کی نیت کرنے والا حقیقۃ روزے دار نہیں گنا جاتا اس دلیل سے کہ اس کو نیت کے بعد صبح صادق تک کھانا پینا درست ہے اور اس میں منع ہے پیدا کرنا روزے کا پہلے رمضان سے جب کہ احتیاط کے لیے ہو پس اگر اس پر زیادہ ہو تو اس کا مفہوم جواز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دراز ہوتی ہے ممانعت واسطے اس چیز سے کہ اس سے پہلے ہیت اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے بہت شافعیہ نے اور اس حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ مراد اس سے مقدم کرنا روزے کا ہے پس جس جگہ پایا جائے منع ہوگا اور سوائے اس کے نہیں کہ اقتصار کیا ایک یا دو روزے پر اس واسطے کہ وہ غالب ہے اس سے جو اس کا قصد کرے اور کہتے ہیں کہ دراز ہوتی ہے ممانعت سولہویں شعبان سے واسطے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدھا شعبان گزر جائے تو پھر کوئی روزہ نہ رکھو یعنی یہاں تک کہ رمضان داخل ہو اخرجه اصحاب السنه و صححه ابن خزیمه وغیرہ اور شافعیہ میں سے رویانی نے کہا کہ رمضان سے پہلے دو روزے رکھنا حرام ہے واسطے حدیث باب کے اور آدھے شعبان سے پیچھے روزہ رکھنا مکروہ ہے واسطے حدیث دوسری کے اور جمہور کہتے ہیں کہ آدھے شعبان سے پیچھے نفل روزہ رکھنا درست ہے اور کہتے ہیں کہ جو حدیث اس میں وارد ہے وہ ضعیف ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ منکر ہے اور بیہقی نے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث باب کی اوپر ضعیف اس کے کی پس کہا کہ رخصت بیچ اس کے ساتھ اس چیز کے ہے جو زیادہ ترصیح ہے حدیث علا سے اور طحاوی نے بھی اس سے پہلے اسی طرح کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مدد چاہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزہ شعبان کا ہے اور اس نے مدد چاہی ہے ساتھ حدیث عمران بن حصین کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا کہ کیا تو نے شعبان کا کوئی روزہ رکھا ہے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ جب تو رمضان سے افطار کرے تو دو روزے رکھ پھر اس نے دونوں حدیثوں میں تطبیق دی ساتھ اس طور کے کہ علا کی حدیث اس پر محمول ہے جس کو روزہ ضعیف کر ڈالے اور باب کی حدیث مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جو اپنے گمان میں رمضان کے واسطے احتیاطاً روزہ رکھے اور یہ تطبیق اچھی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

باب ہے بیچ بیان سبب نزول اس آیت کے کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں صحبت کرنا اپنی عورت سے وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو ان کی اللہ نے معلوم کیا کہ تم خیانت کرتے ہو سو معاف کر دیا تم کو اور درگزر کیا تم سے پس اب ملو ان سے اور چاہو جو لکھ دیا اللہ نے تم کو۔

فائدہ: اور بعض روایتوں میں ساری آیت مذکور ہے اور مراد ساتھ اس باب کے بیان اس چیز کا ہے جو تھا حال اوپر اس کے پہلے نزول اس آیت کے اور جب کہ تھی یہ آیت اتاری گئی کئی اسباب پر جو روزے کے ساتھ متعلق ہیں تو جلدی کی ساتھ اس کے مصنف نے اور تفسیر میں بھی اس سے تعرض کیا ہے اور پکڑا جاتا ہے خاص ساتھ اس چیز سے کہ قرار پایا اس پر حال نے سبب نزول اس کے سے ابتداء شروع ہونا سحری کا اور یہی مقصود ہے اس مکان میں اس واسطے کہ ٹھہر گیا ہے یہ باب مقدمہ واسطے بابوں کبری کے۔ (فتح)

١٧٨٢۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَآئِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُّفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ صَآئِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ لَهَا أَعِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلٰكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَجَآءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَّكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ

١٧٨٢۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی مرد روزے دار ہوتا اور افطار کا وقت حاضر ہوتا اور روزہ کھولنے سے پہلے سو جاتا تو پھر نہ کھاتا تھا نہ رات کو اور نہ دن کو یہاں تک کہ شام کرتا اور بے شک قیس بن صرمہ انصاری روزے دار تھا سو جب روزہ کھولنے کا وقت ہوا تو اپنی عورت کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ کیا تیرے پاس کچھ کھانا ہے اس نے کہا کہ نہیں لیکن میں جاتی ہوں اور تیرے واسطے کھانا ڈھونڈتی ہوں اور قیس تمام دن مزدوری کا کام کیا کرتا تھا سو نیند اس پر غالب آئی سو اس کی عورت آئی سو جب اس کو سوتے دیکھا تو کہا کہ تجھ کو محرومی ہو کہ جو تو نے مانگا تھا سو نہ پایا سو جب دوپہر ہوئی تو بھوک سے بے ہوش ہو گیا سو کسی نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو اس وقت یہ آیت اتری کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں عورتوں سے بے پردہ ہونا تو اصحاب رضی اللہ عنہم اس سے

إِلَى نِسَآئِكُمْ﴾ فَفَرِحُوْا بِهَا فَرَحًا شَدِيْدًا ﴿وَنَزَلَتْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾.

بہت خوش ہوئے اور یہ آیت اتری کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاگہ سفید سیاہ دھاگے سے مراد سفید دھاگے سے فجر ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تھا تو پھر اس کو تمام رات اور تمام دن کوئی چیز کھانی درست نہ ہوتی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہوتا اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ مسلمانوں کا دستور تھا کہ جب روزہ کھولتے تھے تو کھاتے تھے اور پیتے تھے اور عورتوں سے صحبت کرتے تھے جب تک کہ نہ سوتے اور جب کھانے پینے سے پہلے سو جاتے تو پھر رات تک کوئی چیز کھاتے پیتے نہ تھے پس براء کی حدیث کی سب روایتیں متفق ہیں اس پر کہ ممانعت اس سے سونے کے ساتھ مقید تھی اور یہی مشہور ہے اس کے غیر کی حدیث میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ منع مقید ہے ساتھ نماز عشاء کے کہ جب عشاء کی نماز پڑھ چکتے تھے تو اس کے بعد ان پر کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا اور یہ زیادہ تر خاص ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور احتمال ہے کہ ذکر عشاء کی نماز کا اس واسطے ہو کہ اس کے بعد غالب گمان سونے کا ہوتا ہے اور حقیقت میں یہ قید خاص ہے ساتھ سونے کے جیسا کہ باقی حدیثوں میں ہے اور سدی وغیرہ نے کہا کہ یہ حکم اہل کتاب کے موافق تھا کہ ان کو بھی یہ حکم تھا کہ سونے کے بعد ان کو کھانا پینا درست نہ تھا اور کرمانی نے کہا کہ جب جماع حلال ہوا بعد اس کے کہ حرام تھا تو کھانا پینا بطریق اولی درست ہے اور اسی واسطے خوش ہوئے اور اس سے اجازت سمجھی یہ وجہ مطابقت اس کی ہے واسطے قصے ابی قیس کے اور پھر جب کھانا پینا اس سے بطریق مفہوم حلال ہوا تو اس کے بعد یہ آیت اتری کہ کھاؤ اور پیو تا کہ آیت کے منطوق سے حکم کا آسان ہونا ان کو صریحا معلوم ہو پھر کہا کہ مراد اس سے ساری آیت ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ فِيْهِ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاگہ سفید دھاگے سیاہ سے فجر سے پھر پورا کرو روزے کو رات تک اس باب میں براء کی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے یعنی جو پہلے گزر چکی ہے۔

فائدہ: غرض اس باب سے بیان کرنا انتہا کھانے وغیرہ کا ہے جو مباح ہوا بعد اس کے کہ منع تھا اور استفادہ کیا گیا ہے سہل کی حدیث سے جو اس باب میں ہے کہ ذکر نزول آیت کا اس براء کی حدیث میں مراد اس سے اکثر آیت ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت مِنَ الْفَجْرِ متاخر ہے نزول اس کا باقی آیت سے باوجود یہ کہ براء کی حدیث میں اس کی تصریح موجود نہیں کہ یہ جملہ پہلے اترا تھا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں یہ آیت الْخَيْطُ الْأَسْوَدُ ہے

اور ابو داود کی حدیث میں مِنَ الْفَجْرِ تک ہے پس دوسری روایت محمول ہوگی اس پر کہ لفظ مِنَ الْفَجْرِ کا غایت میں داخل نہیں ۔ (فتح)

۱۷۸۳۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ عَمَدْتُ إِلٰى عِقَالٍ أَسْوَدَ وَإِلٰى عِقَالٍ أَبْيَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِيْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِيْنُ لِيْ فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ.

۱۷۸۳۔ عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ تو قصد کیا میں نے طرف ایک رسی سیاہ کی اور ایک رسی سفید کی سو میں نے اس کو اپنے گدے کے نیچے رکھا سو میں نے ان کو رات میں دیکھنا شروع کیا پس نہ صاف ظاہر ہوا مجھ کو مختلف ہونا دو رنگوں کا سو میں صبح کو حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے یہ حال ذکر کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وہ دونوں دھاگے مگر سیاہی رات کی اور سفیدی صبح صادق کی ۔

فائدہ: اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے اس آیت کے نزول کے وقت عدی حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھا اور یہ مقتضی ہے اس کو کہ وہ پہلے مسلمان ہوا ہو اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ روزے کا فرض ہونا ہجرت کے ابتداء میں نازل ہوا اور عدی نویں یا دسویں سال ہجری میں مسلمان ہوا تھا پس یا تو یہ مراد اس کی نَزَلَتْ سے یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے وقت مجھ پر پڑھی گئی اور یا یہ مراد ہے کہ مجھ کو اس آیت کے اترنے کی خبر پہنچی ۔ (فتح)

۱۷۸۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ح حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أُنْزِلَتْ ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يَنْزِلْ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوْا

۱۷۸۴۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ اور کلمہ مِنَ الْفَجْرِ نہ اترا پس لوگوں کا دستور تھا کہ جب روزے کا ارادہ کرتے تھے تو ان میں سے کوئی دھاگہ سفید اور سیاہ باندھتا تھا اور ہمیشہ کھاتے رہتے تھے یہاں تک کہ وہ دونوں دھاگے ان کو صاف نظر آتے تو اللہ نے اس کے بعد کا کلمہ مِنَ الْفَجْرِ کا اتارا پس معلوم کیا انہوں نے کہ مراد دونوں دھاگوں سے دن اور رات ہیں ۔

الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِيْ رِجْلِهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدُ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوْا أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِيْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ دونوں دھاگوں کو اپنے گدے کے نیچے رکھتے تھے پس دیکھتے تھے کہ کب صاف نظر آئیں اور ان دونوں روایتوں کے درمیان تعارض نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بعض یہ کام کرتے ہوں اور بعض یہ کام نہ کرتے ہوں اور ان کو گدے کے نیچے رکھتے ہوں سحری تک پھر اس وقت ان کو اپنے پاؤں میں باندھتے ہوں تا کہ ان کو دیکھیں اور اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ یہاں تک کہ ظاہر ہو سفیدی دن کی سیاہی رات کی سے اور یہ بیان حاصل ہوتا ہے ساتھ طلوع صبح صادق کے اور اس میں دلالت ہے اس میں کہ صبح صادق کے بعد دن ہوتا ہے اور ابو عبید نے کہا کہ مراد دھاگے سیاہ سے رات ہے اور مراد دھاگے سفید سے دن ہے اور دھاگے کے معنی رنگ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سفید سے وہ چیز ہے جو اول ظاہر ہوتی ہے فجر تعرض سے کنارے آسمان میں مانند دھاگے کھینچے گئے کی اور اسود سے مراد وہ چیز ہے جو دراز ہوتی ہے ساتھ اس کے سیاہی رات سے مانند دھاگے کی یہ بات زمخشری نے کہی ہے اور کہا کہ کلمہ من الفجر سے بیان ہے دھاگے سفید کا اور دھاگے سیاہ کا ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ ایک کا بیان دوسرے کا بیان ہے پھر کہا کہ کس طرح جائز ہے تاخیر بیان کی اور وہ عبث کی مانند ہے اس واسطے کہ من الفجر کے نازل ہونے سے پہلے نہیں سمجھی جاتی اس سے مگر حقیقت یعنی دھاگہ اور یہاں مراد نہیں پھر کہا کہ اکثر فقہاء اور متکلمین تاخیر بیان کے وقت حاجت سے جائز نہیں رکھتے ہیں سو ان کے نزدیک سہل کی یہ حدیث صحیح نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اور وہ کہتے ہیں یہ عبث نہیں اس واسطے کہ مخاطب استفادہ کرتا ہے اس سے وجوب خطاب کا اور قصد کرتا ہے اس کے فعل پر جب کہ اس سے مراد کی وضاحت چاہے لیکن یہ جو زمخشری نے کہا کہ اکثر اس کو جائز نہیں رکھتے سو اس میں نظر ہے کما سیاتی اور یہ جو کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو یہ مردود ہے اور فریقین سے کسی نے یہ بات نہیں کہی کہ یہ حدیث صحیح نہیں اس واسطے کہ اتفاق کیا ہے اس کی صحت پر بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اور قبول کیا ہے اس کو ساری امت نے اور مسئلہ تاخیر بیان کا اصول کتابوں میں مشہور ہے اور اس میں اختلاف ہے درمیان علماء کے متکلمین وغیرہم سے اور اصل اس مسئلہ سے شافعیہ سے چار وجہیں محکی ہیں ایک مطلق جواز ہے یہ قول ابن شریح اور اصطخری اور ابن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے محکی ہے اور ایک یہ کہ مطلق درست نہیں یہ قول ابی اسحاق مروزی اور قاضی ابی حامد اور صیرفی سے محکی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ بیان مجمل کی تاخیر جائز ہے اور عام کی جائز نہیں چوتھا اس سے برعکس ہے اور یہ دونوں قول شافعیہ سے ہیں اور ابن حاجب نے کہا کہ تاخیر بیان

کے وقت حاجت سے منع ہے مگر جو تکلیف مالا یطاق کو درست رکھتا ہے اس کے نزدیک جائز ہے اور وہ اشاعرہ ہیں کہ وہ اس کو جائز رکھتے ہیں اور اکثر ان کے کہتے ہیں کہ یہ واقع نہیں ہوا اور اس کے شارع نے کہا کہ حکم محتاج بیان کا دو قسم ہے ایک وہ کہ اس کے لیے ظاہر ہے دوم یہ اس کے لیے ظاہر نہیں سو کہا ایک گروہ نے حنفیہ اور مالکیہ اور اکثر شافعیہ سے کہ جائز ہے تاخیر اس کی وقت خطاب سے اور اسی کو احتیاط کیا ہے فخر رازی اور ابن حاجب وغیرہم نے اور بعض حنفیہ اور کل حنابلہ کہتے ہیں منع ہے اور کرخی نے کہا کہ منع ہے غیر مجمل میں اور جب یہ قرار پائے تو امام نووی نے کہا کہ خیط ابیض اور اسود ہی کو تو ظاہر معنی پر بعض گنواروں نے حمل کیا تھا جو دین کے احکام کو خوب نہ سمجھتے تھے مانند ان لوگوں کی جن سے سہل نے حکایت کی اور بعض اور لوگوں نے جن کی زبان میں استعمال دھاگے کی صبح میں نہ تھی مانند عدی کی اور طحاوی وغیرہ نے دعوی کیا ہے کہ وہ نسخ کے باب سے ہے اور یہ کہ اول حکم دھاگوں کے ظاہر معنی پر تھا اور استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ اس چیز کے کہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے کہ جائز ہے کھانا اسفار تک یعنی صبح کے خوب روشن ہونے تک پھر یہ حکم منسوخ ہوا ساتھ مِنَ الْفَجْرِ کے میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید کرتی ہے وہ چیز جو عبدالرزاق نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ بلال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سحری کھا رہے تھے سو بلال نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز تیار ہے قسم ہے اللہ کی بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحمت کرے بلال پر اگر بلال نہ ہوتا تو ہم امید رکھتے تھے کہ ہم کو رخصت دی جاتی کھانے پینے میں سورج نکلنے تک اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اور حدیث کے اس پر کہ نہایت کھانے پینے کی طلوع صبح صادق ہے اور اگر فجر نکلے اور وہ کھاتا پیتا ہو پھر باز رہے تو اس کا روزہ تمام ہوا اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اور اگر اس گمان سے کھائے کہ ابھی صبح نہیں نکلی تو اس کا روزہ جمہور کے نزدیک فاسد نہیں ہوتا اس واسطے کہ آیت دلالت کرتی ہے اباحت پر یہاں تک کہ صاف ظاہر ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ نے تجھ کو کھانا پینا حلال کیا کہ جب تک تو شک کرے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مثل اس کی مروی ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سحری کا مسئلہ پوچھا سو ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہم نشینوں سے اس کو کہا کہ کھا یہاں تک کہ تجھ کو شک نہ ہو سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ کچھ بات نہیں کہا جب تک کہ تو شک نہ کرے یہاں تک کہ تو شک کرے اور ابن منذر نے کہا کہ اسی طرف میلان کیا ہے اکثر علماء نے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ قضاء کرے اور ابن بزیزہ نے شرح احکام میں کہا کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ کیا حرام ہوتا ہے کھانا پینا ساتھ طلوع فجر کے یا ساتھ صاف ظاہر ہونے اس کے کے نزدیک دیکھنے والے کے ظاہر آیت کی دلیل سے اور اختلاف ہے کہ کیا جائز ہے امساک خبر کا پہلے طلوع فجر کے یا نہیں واسطے بنا کے اختلاف مشہور پر بیچ مقدمہ واجب کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ

حضرت ﷺ کی اس حدیث کا بیان کہ نہ روکے تم کو بلال کی اذان تمہاری سحری کھانے سے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک لفظ ترجمہ کا صحیح نہیں ہوا سو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے نکالے اور تحقیق روایت کیا ہے لفظ ترجمہ کو وکیع نے حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ روکے تم کو تمہاری سحری کھانے سے اذان بلال کی اور نہ صبح دراز لیکن فجر پھیلنے والے کناروں میں اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور یہ سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مسلم میں بھی ہے لیکن بخاری رحمہ اللہ کی مراد میں متعین نہیں اس واسطے کہ تحقیق بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحیح ہو چکی ہے کہ فرمایا نہ روکے کسی کو اذان بلال رضی اللہ عنہ کی اس کی سحری کھانے سے اس واسطے کہ وہ رات کو اذان دیتا ہے پس ظاہر یہ ہے کہ وہی مراد اس کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو اس باب میں ذکر کیا اور سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مسلم نے روایت کی ہے بیان ہے واسطے اس چیز کے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مبہم ہے اور یہ اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ نہیں فجر یہ کہ کہی اور اپنی انگلیوں کو اوپر کی طرف اٹھایا پھر نیچے لائے یہاں تک کہ اس طرح ہو یعنی دراز ہو اور چوڑی اور ثوبان سے روایت ہے کہ فجر دو قسم ہے سو جو فجر بھیڑیے کی دم کی طرح ہے وہ نہ کسی چیز کو حلال کرتی ہے اور نہ کسی چیز کو حرام کرتی ہے لیکن صبح چوڑی یعنی وہی ہے جو کھانے کو حرام کرتی ہے اور نماز کو حلال کرتی ہے اور یہ موافق ہے واسطے آیت کے جو پہلے باب میں گزر چکی ہے اور ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے کھانا سحری کا یہاں تک کہ ظاہر ہو فجر اور یہی قول ہے اعمش کا تابعین میں سے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ سحری کھائی اور قسم ہے اللہ کی دن تھا صرف یہی فرق تھا کہ سورج نہ نکلا تھا اخرجہ الطحاوی وغیرہ اور ابن منذر نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حکم کیا دروازہ بند کرنے کا تا کہ صبح نہ دیکھی جائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے صبح کی نماز پڑھی پھر نماز کے بعد کہا کہ اب وہ وقت ہے جب کہ صاف ظاہر ہو دھاگہ سفید دھاگے سیاہ سے اور ابن منذر نے کہا کہ بعض کا یہ مذہب ہے کہ مراد ظاہر ہونے سفیدی دن کی سے یہ ہے کہ پھیل جائے سفیدی راہوں میں اور کوچوں میں اور گھروں میں اور پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے حکایت کی اور ابن منذر نے اسناد صحیح کے ساتھ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ باہر نکل اور دیکھ کہ کیا صبح نکلی ہے اس نے کہا کہ سو میں نے نظر کی سو میں نے کہا کہ بے شک سفید ہوگئی اور پھیل گئی پھر فرمایا کہ نکل اور دیکھ کہ کیا صبح نکلی ہے سو میں نکلا اور نظر کی سو میں نے کہا کہ بے شک سفید ہوگئی ہے سو فرمایا کہ اب پہنچا مجھ کو میرا پینا اور اعمش سے روایت ہے کہ اگر مجھ کو خواہش ہوتی تو میں فجر کی نماز پڑھ کر سحری کھاتا اسحاق نے کہا کہ یہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ صبح صادق کے بعد کھانا جائز ہے یہاں تک کہ صاف ظاہر ہو

سفیدی دن کی سیاہی رات کی سے اسحاق نے کہا کہ میں پہلے قول کے ساتھ قائل ہوں یعنی صبح صادق سے پہلے کھانا پینا چاہیے لیکن میں طعن نہیں کرتا اس پر جو تاویل کرے رخصت کی مانند قول ثانی کی اور میں نہ اس پر قضاء دیکھتا ہوں اور نہ کفارہ میں کہتا ہوں کہ اس میں تعاقب ہے موفق وغیرہ پر جو کہتے ہیں کہ اعمش کے خلاف پر اجماع ہو چکا ہے یعنی باوجود مخالف ہونے ایسے ایسے اکابر اصحاب رضی اللہ عنہم کے اجماع کا دعوی کیوں کر ہو سکتا ہے۔ (فتح)

۱۷۸۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَإِنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ أَذَانِهِمَا إِلَّا أَنْ يَرْقٰى ذَا وَيَنْزِلَ ذَا.

۱۷۸۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ رات میں اذان دیا کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ابن مکتوم اذان دے اس واسطے کہ بے شک وہ اذان نہیں دیتا یہاں تک کہ فجر نکلے اور قاسم نے کہا ان دونوں کی اذان کے درمیان کچھ فرق نہ تھا مگر یہ کہ یہ چڑھتا تھا اور یہ اترتا تھا یعنی بس اتنا ہی فرق تھا کہ بلال منبر سے تلے اترتے تھے اور ابن ام مکتوم اوپر چڑھتے تھے۔

بَابُ تَعْجِيْلِ السَّحُوْرِ

سحری کھانے میں جلدی کرنے کا بیان

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سحری طلوع فجر کے نزدیک واقع ہوتی تھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رات کی نماز سے پھرتے تھے پس کھانے کے ساتھ جلدی کرتے تھے واسطے خوف نکلنے صبح کے اور ابن منیر نے کہا کہ شتابی امور نسبیہ سے ہے پس اگر اول وقت کی طرف منسوب کی جائے تو اس کے معنی تقدیم کے ہوں گے اور اگر اخیر وقت کی طرف منسوب کی جائے تو اس کے معنی تاخیر کے ہوں گے اور تعجیل کے لفظ میں اشارہ ہے اس سے اس طرف کہ صحابی سبقت کرتا تھا ساتھ سحری اپنی کے فجر سے وقت خوف طلوع اس کے اور وقت خوف فوت ہونے نماز کے ساتھ مقدار چلنے اس کے کی طرف مسجد کی۔ (فتح)

۱۷۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِيْ أَهْلِيْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَتِيْ أَنْ أُدْرِكَ السُّجُوْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۸۶۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے گھر میں سحری کھایا کرتا تھا پھر مجھ کو جلدی ہوتی تھی کہ میں سحری کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پاؤں۔

فائدہ: مراد سہل کی یہ ہے کہ نہایت جلدی کرنا اس کا یہ کہ اس کی سحری واسطے قریب ہونے اس کے کی طلوع فجر سے اس طرح سے تھا کہ نہ قریب تھا کہ صبح کی نماز کو حضرت ﷺ کے ساتھ پائے اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ فجر کی نماز کو بہت اندھیرے میں پڑھتے تھے۔ (فتح)

بَابُ قَدْرِ كَمْ بَيْنَ السَّحُوْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ

یعنی سحری اور فجر کی نماز کے درمیان کس قدر وقت ہوتا تھا

فائدہ: یعنی سحری کی انتہا اور فجر کی ابتداء میں کس قدر فرق تھا اس واسطے کہ مراد اندازہ کرنا اس زمانے کا ہے جس میں کھانا ترک کیا جاتا ہے اور مراد نماز کے فعل سے ابتداء شروع کرنے اس کے کا ہے۔ (فتح)

۱۷۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسَّحُوْرِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ آيَةً.

۱۷۸۷۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر حضرت ﷺ نماز کی طرف کھڑے ہوئے سو میں نے کہا کہ اذان اور سحری کے درمیان کس قدر فاصلہ تھا اس نے کہا کہ مقدار پڑھنے پچاس آیت کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اندازہ کرنا وقتوں کا ساتھ اعمال بدن کے اور عرب کا دستور یہی تھا اور اس میں اشارہ ہے کہ ان کے اوقات متفرق تھے ساتھ عبادت کے اور اس میں تاخیر کرنا سحری کا ہے اس واسطے کہ وہ ابلغ ہے مقصود میں اس میں تقویت ہے اوپر روزے کے واسطے عام ہونے حاجت کی طرف طعام کی اور اگر سحری نہ کھاتے تو بعضوں پر دشوار ہوتا خاص کر اس شخص پر جس کی مزاج صفروی ہو کہ کبھی وہ بے ہوش ہو جاتا ہے تو رمضان میں روزہ کھولنے کی حاجت پڑتی ہے اور اس حدیث میں الفت دینا فاضل کا ہے اپنے اصحاب کو ساتھ مل کر کھانے کی اور یہ کہ حاجت کے لیے رات کو چلنا درست ہے اس واسطے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس نہیں سوتے تھے اور یہ کہ مستحب ہے جمع ہونا سحری پر اور قرطبی نے کہا کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ طلوع فجر سے پہلے سحری سے فراغت ہو جاتی تھی اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سورج نکلنا باقی رہتا تھا پس یہ تعارض ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ محمول ہے اختلاف حال پر اس واسطے کہ دونوں میں سے کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آپ ﷺ اس کو ہمیشہ کرتے تھے پس حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول قصر پر محمول ہے سابق حال پر۔

بَابُ بَرَكَةِ السَّحُوْرِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے اس بیان میں کہ سحری کھانے میں برکت ہے بغیر واجب کرنے کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے

وَأَصْحَابَهُ وَاصَلُوْا وَلَمْ يُذْكَرِ السَّحُوْرُ.

اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے وصال کیا ہے یعنی پے در پے روزے رکھے بغیر اس کے کہ درمیان میں افطار کریں اور نہیں ذکر کیا گیا کھانا سحری کا۔

فائدہ: مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو آئندہ آئے گی کہ آپ ﷺ نے وصال سے منع فرمایا پھر منع کے بعد آپ ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ وصال کیا پھر ایک دن وصال کیا پھر ایک دن وصال کیا پھر چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ اگر چاند موخر ہوتا تو میں تم کو زیادہ کرتا اس سے معلوم ہوا کہ سحری کھانا واجب نہیں اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو ان کے ساتھ وصال نہ کرتے اس واسطے کہ وصال مستلزم ہے سحری کے ترک کرنے کو برابر ہے کہ ہم کہیں کہ وصال درست ہے یا نہیں وسیاتی الکلام فی حکم الوصال۔ (فتح)

۱۷۸۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَنَهَاهُمْ قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّيْ أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقٰى.

۱۷۸۸۔ عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے وصال کیا اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی وصال کیا سو ان پر دشوار ہوا سو حضرت ﷺ نے ان کو منع فرمایا اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ ﷺ وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو دن میں کھانا پینا ملتا ہے۔

فائدہ: وصال اس کو کہتے ہیں کہ آدمی پے در پے دو یا تین روزے رکھے اور ان کے درمیان رات کو بھی نہ کھائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سحری کھانا واجب نہیں اس واسطے کہ اگر واجب ہوتی تو آپ ﷺ اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ وصال نہ کرتے' وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

۱۷۸۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً.

۱۷۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس واسطے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

فائدہ: مراد برکت سے اجر و ثواب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ برکت یہ ہے کہ اس وقت آدمی جاگتا ہے اور دعا کرتا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ سحری کھانے میں کئی قسم سے برکت حاصل ہوتی ہے اور وہ پیروی کرنی سنت کی ہے اور مخالفت اہل کتاب کی اور قوت حاصل کرنی ہے عبادت پر اور زیادتی ہے نشاط میں اور مدافعت ہے واسطے سوء خلق

کے جس کو بھوک اٹھاتی ہے اور سبب ہے واسطے ذکر اور دعا کے وقت گمان قبول ہونے کے اور تدارک ہے واسطے نیت روزے کے اس کے لیے جو اس سے غافل ہو پہلے سونے سے اور ابن دقیق نے کہا ہے کہ جائز ہے کہ یہ برکت امور اخرویہ کی طرف پھرے اس واسطے کہ سنت کا قائم کرنا اجر کو زیادہ کرتا ہے اور احتمال ہے کہ امور دینویہ کی طرف رجوع کرے مانند قوت بدن کی قوت پر اور حاصل ہونے اس کے کی بغیر ضرر کے اور حکمت روزے کے رکھتی ہیں توڑنا شہوت پیٹ اور فرج کا ہے سو اگر اس مقدار سے کھائے کہ یہ حکمت بالکل معدوم ہو جائے جیسا کہ مالدار لوگ کرتے ہیں تو یہ مستحب نہیں اور حاصل ہوتی ہے سحری ساتھ اقل اس چیز کے کہ کھائے اس کو آدمی کھانے کی چیز سے یا پینے کی چیز سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا نَوٰی بِالنَّهَارِ صَوْمًا — اگر دن کو روزے کی نیت کرے تو یہ درست ہے یا نہیں

فائدہ: علماء کو اس میں اختلاف ہے بعض فرض اور نفل میں فرق کرتے ہیں یعنی اگر روزہ فرض ہو تو اس کی نیت دن سے کرنا درست نہیں بلکہ اس کی نیت رات سے کرے اور اگر نفل ہو تو اس کی نیت دن کو بھی درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نفل روزے کی نیت زوال سے پہلے درست ہے اور پیچھے درست نہیں۔ (فتح)

وَقَالَتْ أُمُّ الدَّرْدَآءِ كَانَ أَبُو الدَّرْدَآءِ يَقُوْلُ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَإِنْ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّيْ صَآئِمٌ يَوْمِيْ هٰذَا وَفَعَلَهٗ أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَحُذَيْفَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

اور ام درداء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کہا کرتا تھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے سو اگر ہم کہتے کہ نہیں تو کہتا کہ میں آج روزے دار ہوں' اور یہ کام ان چار اصحاب نے کیا ہے۔

فائدہ: امام نووی نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس پر کہ نفل روزے کی نیت دن کو بھی جائز ہے پہلے زوال سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس نے رات کو روزے کی نیت کی تھی پھر اس سے عاجز ہوا اور روزہ کھولنے کا ارادہ کیا پس پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے اور یہ تاویل فاسد ہے اور ابن منذر نے کہا اس میں اختلاف ہے اس شخص کے حق میں جو صبح کرے روزہ نہ رکھنے کی نیت سے پھر اس کو ظاہر ہو یعنی چاہے کہ نفل روزہ رکھے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کو روزہ رکھنا جائز ہے جب اس کو چاہے اور یہی مذہب ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا جو مذکور ہوئے اور یہی مذہب ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ وغیرہ کا اور یہی قول ہے امام شافعی اور احمد کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں جائز ہے نفل روزہ رکھنا یہاں تک کہ رات سے نیت کرے یا سحری کھائے اور امام مالک نے کہا نفل روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ رات سے نیت کرے مگر یہ کہ پے در پے روزے رکھتا ہو تو رات سے نیت کرنے کی حاجت نہیں اور اہل رائے یعنی حنفیہ نے کہا کہ جو صبح کرے اس حال میں کہ روزہ نہ رکھا ہو پھر اس کو ظاہر ہو کہ روزہ رکھے اور اس کی نیت زوال سے پہلے کرے تو درست ہے اگر زوال

سے بعد کرے تو درست نہیں میں کہتا ہوں کہ یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور جو ابن منذر نے امام شافعی رحمہ اللہ سے مطلق جواز نقل کیا ہے برابر ہے کہ زوال سے پہلے نیت کرے یا پیچھے یہ ایک قول امام شافعی کا ہے اور مشہور مالک اور لیث وغیرہ سے یہ ہے کہ نہیں جائز ہے روزہ نفل مگر ساتھ نیت کے رات سے۔ (فتح)

۱۷۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِيْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ إِنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ أَوْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ لَّمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ.

۱۷۹۰۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد بھیجا کہ عاشوری کے دن لوگوں میں پکار دے کہ جس نے کھا لیا ہو تو روزہ تمام کرے یا فرمایا چاہیے کہ روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو وہ نہ کھائے۔

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جو رات کو نیت نہ کرے بلکہ دن کو کرے اس کا روزہ صحیح ہے برابر ہے کہ رمضان کا روزہ ہو یا کوئی اور ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کے درمیان روزے رکھنے کا حکم کیا پس معلوم ہوا کہ رات کو نیت کرنی شرط نہیں اور جواب یہ ہے کہ یہ موقوف ہے اس پر کہ عاشوری کا روزہ واجب تھا اور راجح قول علی رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ فرض نہ تھا اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ فرض تھا تو کہا جائے گا کہ بے شک منسوخ ہوا پس منسوخ ہوا حکم اس کا اور شرطیں اس کی ساتھ دلیل اس قول کے کہ جس نے کھا لیا ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جو کہتا ہے کہ رات کو روزے کی نیت کرنی درست نہیں وہ نہیں جائز رکھتا روزہ اس شخص کا جو دن میں کھائے اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ رات کو نیت نہ کرنی خاص ہے ساتھ روزے عاشوری کے اور اگر تسلیم کیا جائے کہ اس کا حکم باقی ہے تو بند رہنے کے ساتھ حکم کرنا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ کفایت کرتا ہے اور واقعی روزہ شمار کیا جاتا ہے پس احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہو ساتھ امساک کے واسطے تعظیم وقت کی جیسا کہ حکم کیا جاتا ہے ساتھ امساک یعنی بند رہنے کے وہ شخص کہ رمضان میں سفر سے آئے اور جیسا کہ حکم کیا جاتا ہے ساتھ امساک یعنی وہ شخص کہ افطار کرے دن شک کے پھر چاند کو دیکھے اور یہ سب منافی نہیں حکم کرنے ان کے کو ساتھ قضاء کے بلکہ وارد ہو چکا ہے یہ صریحا بیچ ایک حدیث کے جو ابوداود اور نسائی نے روایت کی ہے کہ اسلم (ایک قبیلے کا نام ہے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس دن کا روزہ رکھا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں سو فرمایا کہ اپنا باقی دن پورا کرو یعنی کھانے پینے سے بند رہو اور اس کو قضاء کرو اور اگر فرض کیا جائے کہ یہ حدیث ثابت نہیں قضاء کے حکم میں تو نہ متعین ہوگا ترک قضاء کا اس واسطے کہ جو پورا دن نہ پائے اس کو قضاء لازم نہیں مانند اس شخص کی کہ بالغ ہوا یا مسلمان ہوا درمیان دن رمضان کے اور جمہور نے حجت پکڑی ہے واسطے شرط ہونے نیت روزے کے رات سے اس چیز سے کہ روایت کی ہے اصحاب سنن نے حفصہ سے کہ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو رات سے روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جو رات سے روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں لیکن اس کے رفع میں اور وقف میں اختلاف ہے ترمذی وغیرہ نے اس کے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے اور عمل کیا ساتھ ظاہر اسناد کے اماموں کی ایک جماعت نے سو صحیح کہا ہے انہوں نے حدیث مذکور کو انہیں میں سے ہیں ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہ اور دارقطنی نے ایک اور طریق سے روایت کیا ہے اور کہا کہ اس کے راوی معتبر ہیں اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث خاص ہے ساتھ روزے قضاء اور نذر کے لیکن یہ تاویل بہت بعید ہے اور زیادہ تر بعید اس سے فرق کرنا طحاوی کا ہے درمیان روزے فرض کے جب کہ کسی خاص معین دن میں ہو مانند عاشوراء کے پس کفایت کرتی ہے نیت دن میں یا کسی معین دن میں نہ ہوگا مانند رمضان کی پس نہ کفایت کرے گا مگر ساتھ نیت کے رات سے اور درمیان روزے نفل کے پس کفایت کرتا ہے ساتھ نیت کے رات میں اور دن میں اور تعاقب کیا ہے اس کا امام الحرمین نے ساتھ اس طور کے کہ یہ کلام واہیات ہے اس کا کوئی اصل نہیں اور ابن قدامہ نے کہا کہ معتبر ہے نیت رمضان میں واسطے ہر دن کے بیچ قول جمہور کے اور امام احمد سے روایت ہے کہ سارے رمضان کے لیے صرف ایک نیت بھی کافی ہے اور یہی قول ہے مالک اور اسحاق کا اور زفر نے کہا کہ صحیح ہے روزہ رمضان کا بیچ حق مقیم صحیح کے بغیر نیت کے اور یہی قول ہے عطاء اور مجاہد کا اور حجت پکڑی ہے زفر نے ساتھ اس طور کے کہ نہیں صحیح ہے اس میں غیر روزہ رمضان کا واسطے معین ہونے کے اس کے پس نہ محتاج ہوگا طرف نیت کی اس واسطے کہ زمانہ اس کے لیے کسوٹی ہے پس نہ متصور ہوگا ایک دن میں مگر ایک روزہ ابوبکر رازی نے کہا کہ اس کے قائل پر لازم آتا ہے یہ کہ صحیح کہے روزے اس شخص کے کو جس کو رمضان میں بے ہوشی ہو جائے جب کہ نہ کھایا ہو اور نہ پیا ہو واسطے پائے جانے امساک کے بغیر نیت کے اور الحاق کیا گیا ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ رات کو نیت کرنی بھول جائے واسطے برابر ہونے حکم جاہل اور ناسی کے۔ (فتح)

بَابُ الصَّآئِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا

اگر روزے دار صبح کرے اس حال میں کہ اس کو نہانے کی حاجت ہو تو اس کا روزہ درست ہے یا نہیں؟

فائدہ: اور کیا فرق کیا جائے درمیان عامدا ور ناسی کے یا درمیان روزے فرض اور نفل کے اور ان سب مسئلوں میں سلف کو اختلاف ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ مطلق جائز ہے یعنی خواہ عامد ہو یا ناسی یا روزہ فرض ہو یا نفل۔ (فتح)

۱۷۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ

۱۷۹۱۔ سمی مولی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے ابو بکر بن عبدالرحمن سے سنا کہتا تھا کہ میں اور میرا باپ دونوں آئے یہاں تک کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَبِيْ حِيْنَ دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَ مَرْوَانَ أَنَّ عَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ وَقَالَ مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَتُقَرِّعَنَّ بِهَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَرْوَانُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قُدِّرَ لَنَا أَنْ نَّجْتَمِعَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَتْ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ هُنَالِكَ أَرْضٌ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكَ أَمْرًا وَّلَوْلَا مَرْوَانُ أَقْسَمَ عَلَيَّ فِيْهِ لَمْ أَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرَ قَوْلَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ كَذٰلِكَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَهُنَّ أَعْلَمُ وَقَالَ هَمَّامٌ وَّابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْفِطْرِ وَالْأَوَّلُ أَسْنَدُ

انہوں نے ان کو خبر دی کہ حضرت ﷺ کو فجر ہو جاتی کہ آپ ﷺ کو نہانے کی حاجت ہوتی تھی اپنے اہل کے ساتھ صحبت کرنے سے پھر نہاتے اور روزہ رکھتے اور مروان نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ البتہ تو اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کرے یعنی اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جو حالت جنابت میں صبح کرے تو اس کا روزہ درست نہیں اور مروان اس دن مدینہ پر حاکم تھا یعنی معاویہ کی طرف سے ابوبکر راوی نے کہا کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس بات کو برا جانا یعنی اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے دوست تھے پھر اتفاقاً ہم ذوالحلیفہ میں اکٹھے ہوئے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہاں زمین تھی سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھے ایک بات ذکر کرتا ہوں اور اگر مروان نے مجھ کو اس میں قسم نہ دی ہوتی تو میں اس کو تجھ سے بیان نہ کرتا سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول ذکر کیا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس طرح حدیث بیان کی ہے مجھ سے فضل بن عباس نے اور وہ تجھ سے زیادہ تر جاننے والا ہے یعنی جو کچھ کہ میں کہتا ہوں کہ جو صبح کرے حالت جنابت میں اس کا روزہ صحیح نہیں یہ حدیث فضل نے مجھ سے بیان کی ہے اس کا ذمہ اس پر ہے اور حمام اور عبداللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ تھے حضرت ﷺ حکم کرتے ساتھ روزہ کھولنے کے یعنی اس کے لیے جو حالت جنابت میں صبح کرے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث قوی تر ہے از روئے اسناد کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ تھے حضرت ﷺ صبح کرتے اس حال میں کہ مجھ سے جنبی

ہوتے پس روزہ رکھتے اور مجھ کو روزے کا حکم کرتے اور اس حدیث میں دو فائدے ہیں ایک یہ کہ رمضان میں جماع کرتے تھے اور تاخیر کرتے تھے غسل کو اس وقت تک کہ طلوع صبح صادق کے بعد ہے واسطے بیان کرنے ہر بات کے کہ یہ جائز ہے اور دوسرا یہ کہ غسل جماع کے سبب سے تھا نہ احتلام کے سبب سے اس واسطے کہ احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور حضرت ﷺ اس سے معصوم تھے اور ارادہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قید کرنے کے ساتھ جماع کے مبالغہ بیچ رد کرنے اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ جو جان بوجھ کر جماع کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور جب کہ جان بوجھ کر جماع کرنے والے کا روزہ نہیں ٹوٹتا تو جو نہانا بھول جائے یا اس سے سو جائے اس کو روزہ بطریق اولی نہ ٹوٹے گا اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو جنابت کی حالت میں صبح کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو یہ مذہب ان کا ابتداء میں تھا پھر ثابت ہو چکا ہے کہ اخیر عمر میں انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کیا یا تو اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو غیر کی حدیث پر ترجیح ہے کہ وہ جواز میں صریح ہے باوجود یہ کہ غیر کے حدیث میں احتمال ہے اس واسطے کہ ممکن ہے کہ اس کا حکم استحباب پر محمول ہو یعنی غیر فرض میں مستحب ہے کہ اس کو قضاء کرے اور اسی طرح اس دن روزہ رکھنا بھی نہی تنزیہی پر محمول ہے لیکن بعض تابعین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول پر اڑے ہیں جیسا کہ ترمذی نے نقل کیا پھر ان کے بعد یہ اختلاف دور ہوا اور اس کے خلاف پر اجماع قرار پایا یعنی حالت جنابت میں صبح کرنی بالا جماع جائز ہے جیسا یقین کیا ساتھ اس کے نووی نے لیکن جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو لیتے ہیں ان میں سے بعض نے فرق کیا ہے درمیان اس کے جو جان بوجھ کر جماع کرے اور درمیان اس کے جس کو احتلام ہو اور عطاء سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا سو اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے سو میری رائے یہ ہے کہ وہ روزہ پورا کرے اور قضاء کرے اور شاید کہ اس کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا رجوع ثابت نہیں ہوا اور یہ قضاء کے واجب ہونے میں صریح نہیں اور حسن بن صالح سے بھی منقول ہے کہ قضاء واجب ہے اور طحاوی نے اس سے استحباب نقل کیا یعنی اس کی قضاء مستحب ہے اور ابن عبدالبر نے اس سے اور نخعی سے نقل کیا ہے کہ اگر روزہ فرض ہو تو قضاء واجب ہے اور اگر نفل ہو تو جائز ہے اور یہ سب اختلاف جنبی کے حق میں ہے جو جان کر عورت سے صحبت کرے لیکن اگر کسی کو رمضان کی رات میں احتلام ہو جائے تو اجماع ہے سب کا اس پر کہ وہ اس کو کفایت کرتا ہے لیکن دعوی اجماع ٹھیک نہیں اس واسطے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو رمضان کی ایک رات میں احتلام ہوا سو وہ طلوع فجر سے پہلے جاگے پھر نہانے سے پہلے سو گئے نہ جاگے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اس نے کہا سو میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فتوی چاہا تو انہوں نے کہا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پس یہ صریح ہے تفرقہ میں اور جو کہتا ہے کہ جنبی کا روزہ صبح کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور

جمہور کہتے ہیں کہ خاصہ ثابت نہیں ہوتا مگر دلیل سے اور نیز یہ جواب دیتے ہیں کہ وارد ہو چکا ہے صریح جو دلالت کرتا ہے عدم خصوصیت پر جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس فتوی پوچھنے آیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا حجاب کے پیچھے سے سنتی تھیں تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو صبح کی نماز نے پایا اس حال میں کہ میں جنبی تھا کیا پس میں روزہ رکھو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو بھی فجر کی نماز پاتی ہے اس حال میں کہ میں جنبی ہوتا ہوں پس میں روزہ رکھتا ہوں اور ابن خزیمہ نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اس واسطے کہ جب روزہ پہلے فرض ہوا تو روزے کی رات میں سونے سے پہلے کھانا پینا جماع منع تھا پس احتمال ہے کہ فضل کی حدیث میں اس وقت کا ذکر ہو پھر اللہ نے یہ سب چیزیں صبح صادق تک مباح کیں سو جماع کرنے والے کو جائز ہوگا کہ یہ صبح صادق تک جماع کرتا رہے پس اس سے لازم آئے گا کہ اس کا غسل صبح صادق کے بعد واقع ہو پس دلالت کی اس نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث فضل کی حدیث کے واسطے ناسخ ہے اور فضل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا کو ناسخ نہیں پہنچا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ یہی فتوی دیتے رہے پھر جب ان کو یہ حدیث پہنچی تو اس سے رجوع کیا اور یہی قول ہے ابن منذر اور خطابی وغیرہ کا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اور یہی بات قوی ہے اور اولی ہے ترجیح سے یعنی بعض کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ترجیح ہے اس واسطے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس پر اس کی موافقت کی اور دو کی روایت مقدم ہوتی ہے ایک کی روایت پر خاص کر اس وجہ سے کہ وہ دونوں حضرت ﷺ کی بیویاں ہیں اور وہ زیادہ تر جاننے والی ہیں ساتھ اس کے مردوں سے اور نیز اس واسطے کہ ان کی روایت منقول کے موافق ہے کما تقدم من مدلول الآیہ اور نیز موافق ہے معقول کو اور وہ یہ ہے کہ غسل ایک چیز ہے جو انزال کے سبب سے واجب ہوا ہے اور نہانے میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ روزے دار پر حرام ہو اس واسطے کہ کبھی روزے داروں کو بھی احتلام ہو جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے اس پر نہانا اور نہیں حرام ہوتا اس پر بلکہ وہ بالا جماع روزہ پورا کرے اور اسی طرح اگر اس کو روزے کی رات میں احتلام ہو جائے تو وہ بطریق اولی جائز ہوگا اور روزے دار کو تو صرف منع ہے کہ جان بوجھ کر دن کو جماع نہ کرے اور یہ مشابہ ہے ساتھ اس شخص کے جو احرام کی حالت میں خوشبو لگانے سے منع کرتے ہیں لیکن اگر حلال ہونے کی حالت میں خوشبو لگائے پھر احرام باندھے اور اس پر اس کا رنگ یا بو باقی ہو تو وہ اس پر حرام نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث استحباب پر محمول ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان جواز پر محمول ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جائز ہے علماء کو داخل ہونا امیروں پر اور ان کے ساتھ علم کا تذکرہ کرنا اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا ثبوت کا نقل میں اور رجوع کرنا معانی میں طرف اعلم کے اور یہ کہ جس بات میں عورتوں کو اطلاع ہو اس میں ان کی روایت کو ترجیح ہے مردوں کی روایت پر اور یہی حکم ہے مردوں کی روایت کا اور یہ کہ جو امر کا مباشر ہو وہ اعلم ہے ساتھ اس کے مخبر عنہ سے اور یہ کہ اصل حضرت ﷺ کے

تمام افعال میں پیروی کرنی ہے جب تک کہ اس کی خصوصیت پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور یہ کہ اگر مفضول افضل سے اپنے معلوم کے خلاف کوئی چیز سنے تو اس کو جائز ہے کہ اس سے بحث کرے یہاں تک کہ اس کی وجہ پر واقف ہو اور یہ کہ اختلاف کے وقت حجت کتاب اور سنت ہے اور یہ کہ خبر واحد کی حجت ہے اور یہ کہ اس میں عورت مرد کی طرح ہے اور اس میں فضیلت ہے واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے ناحق کا اقرار کیا اور اس کی طرف رجوع کیا اور اس میں استعمال کرنا سلف اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین کا ہے ارسال کا عدول سے بغیر انکار کے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اقرار کیا کہ میں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی باوجود یہ کہ ان کو ممکن تھا کہ وہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ روایت کریں اور یہ کہ علماء کا ادب کیا جائے اور امیروں کے حکم کو بجا لایا جائے جب کہ اطاعت ہو اگرچہ اس میں مامور پر مشقت ہو (تکمیل) حیض اور نفاس والی عورت بھی جنبی کے معنی میں ہے جب کہ اس کا خون رات کو بند ہو پھر نہانے سے پہلے صبح ہو جائے کہ ان کا روزہ بھی صحیح ہے امام نووی نے کہا کہ یہی مذہب ہے سب علماء کا کہ ان کا روزہ صحیح ہے اور بعض سلف سے محکی ہے کہ وہ روزہ ان کا صحیح نہیں یہی محکی ہے اوزاعی اور حسن بن صالح اور عبدالملک سے کہ اگر صبح کے بعد نہائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ

روزے دار کو عورت کے بدن سے بدن لگانا درست ہے

فائدہ: مباشرت سے مراد اس جگہ جماع نہیں بلکہ صرف بدن سے بدن لگانا ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ فَرْجُهَا

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حرام ہے اس پر ستر اس کا

فائدہ: اصل یہ روایت اس طور سے ہے کہ ایک شخص نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ مجھ کو روزے کی حالت میں اپنی عورت سے کیا چیز حلال ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کا فرج حرام ہے یعنی اس کے سوا اور سب چیزیں حلال ہیں۔

۱۷۹۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهٖ.

۱۷۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ لیتے تھے اور بدن سے بدن لگاتے تھے اور وہ اپنی حاجت کے لیے تم سے زیادہ مالک تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ اسود نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا روزے دار روزے کی حالت میں عورت کے بدن سے بدن لگائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہ تو مراد اس سے نہی تنزیہی ہے تا کہ یہ حدیث

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہلے قول کے موافق ہو جائے اور موطا میں بھی ایک روایت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے دار کو مباشرت حرام نہیں اور نہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے رمضان میں اس حال میں کہ روزے دار ہوتے پس اس میں اشارہ ہے کہ روزے فرض اور نفل میں کچھ فرق نہیں دونوں کا ایک حکم ہے اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے کہ کیا روزے دار کو روزے کی حالت میں بوسہ لینا اور مباشرت کرنی جائز ہے یا مکروہ سو ایک قوم کا تو یہ مذہب ہے کہ مطلق مکروہ ہے اور یہی مشہور ہے نزدیک مالکیہ کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بوسہ اور مباشرت کو برا جانتے تھے اور ابن منذر وغیرہ نے ایک گروہ سے نقل کی ہے کہ روزے دار کو قبلہ اور مباشرت حرام ہے اور ان کی دلیل یہ آیت ہے کہ اب ان سے مباشرت کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کو مباشرت کرنی منع ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ آیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے اس کو اللہ کی طرف سے بیان کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کو مباشرت جائز رکھی تو معلوم ہوا کہ مراد اس آیت میں مباشرت سے جماع ہے نہ وہ چیز جو اس سے کم ہے مانند بوسہ وغیرہ کے اور عبداللہ بن شبرمہ ایک فقہاء کوفہ نے فتوی دیا ہے کہ جو روزے کی حالت میں بوسہ لے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور طحاوی نے اس کو ایک سے نقل کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا اور الزام دیا ہے ابن حزم نے اہل قیاس کو یہ کہ لاحق کریں روزے کو ساتھ حج کے بیچ منع ہونے مباشرت کے اور مقدمات نکاح کے واسطے اتفاق کہ اس پر کہ وہ دونوں جماع سے باطل ہو جاتے ہیں اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ قبلہ مطلق درست ہے اور منقول ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یہی قول ہے سعد رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ ایک گروہ کا بلکہ بعض اہل ظاہر نے مبالغہ کیا پس کہا کہ قبلہ مستحب ہے اور دوسرے لوگوں نے جوان اور بوڑھے میں فرق کیا ہے پس کہا کہ بوڑھے کو جائز ہے اور جوان کو مکروہ ہے اور یہ بھی مشہور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ اگر روزے دار اپنے نفس پر قادر ہو تو اس کو بوسہ لینا درست ہے اور نہیں تو نہیں تا کہ اس کا روزہ سلامت رہے اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور شافعی کا اور مسلم میں ایک حدیث ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جوان اور بوڑھے میں کچھ فرق نہیں بلکہ دونوں کو بوسہ لینا جائز ہے اور اگر بوسہ لے یا مباشرت کرے یا نظر کرے اور اس کو انزال ہو جائے یعنی منی نکل آئے یا مذی آئے تو اہل کوفہ کہتے ہیں کہ روزہ قضاء کرے جب کہ اس کو انزال ہو غیر نظر میں اور اگر اس کو مذی آئے تو اس میں قضاء نہیں اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور امام مالک اور اسحاق کہتے ہیں کہ ہر صورت میں قضاء کرے چاہے منی ہو یا مذی اور کفارہ دے مگر مذی میں نہ دے بلکہ اس میں فقط روزہ قضاء کرے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اپنی عورت کی خلقت میں غور کرے اس حال میں کہ روزے دار ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور ابن قدامہ نے کہا کہ اگر روزے کی حالت میں بوسہ لے اور اس کی منی نکل آئے تو اس کا روزہ بلا اختلاف ٹوٹ جاتا ہے اور

اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ابن حزم نے حکایت کی ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا وَسَیَاتِیْ بَیَانُہٗ.

وَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَآرِبُ حَاجَةٌ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ارب کے معنی حاجت کے ہیں

وَقَالَ طَاوٗسٌ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ الْأَحْمَقُ لَا حَاجَةَ لَهٗ فِي النِّسَآءِ

یعنی اور طاوس نے کہا کہ مراد لفظ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ سے جو قرآن میں واقع ہوا ہے احمق ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہ ہو۔

فائدہ: چونکہ اس حدیث میں ارب کا لفظ آیا تھا اس لیے اس کی مناسبت سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس لفظ قرآن کی تفسیر کر دی اور ابن جبیر نے کہا کہ مراد اس سے دیوانہ ہے اور عکرمہ نے کہا کہ مراد اس سے نامرد ہے۔ (فتح)

بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ إِنْ نَظَرَ فَأَمْنٰى يُتِمُّ صَوْمَهٗ

روزے دار کو اپنی عورت کا بوسہ لینا جائز ہے یعنی اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر روزے دار عورت کی طرف نظر کرے اور اس کی منی نکل آئے تو اپنا روزہ تمام کرے یعنی اگر بے اختیار منی نکل آئے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۱۷۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهٖ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ ضَحِكَتْ.

۱۷۹۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لیتے تھے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے دار ہوتے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑی۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہنسنا تو اس واسطے تھا کہ انہوں نے تعجب کیا اس سے کہ جو اس مسئلہ میں مخالف ہے اور یا اپنے نفس سے تعجب کیا جب کہ حدیث بیان کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کی مثل کے ذکر سے مرد حیا کرتے ہیں اور یا تنبیہ کی اس پر کہ وہ خود صاحب اس واقع کی ہیں تا کہ اس کا زیادہ اعتبار ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو روزے کی حالت میں اپنی عورت کا بوسہ لینا جائز ہے اور مازری نے کہا کہ لائق یہ ہے کہ بوسہ لینے والے کے حال

کا اعتبار کیا جائے پس اگر بوسہ اس کی منی نکال ڈالے تو بوسہ لینا اس کو حرام ہے اس واسطے کہ روزے دار کو انزال کرنا درست نہیں پس اس طرح جو اس طرف پہنچائے وہ بھی درست نہ ہوگا اور اگر اس سے مذی نکلے تو جو اس سے قضاء دیکھتا ہے اس کے نزدیک حرام ہے اور جو قضاء نہیں دیکھتا اس کے نزدیک مکروہ ہے اور اگر بوسہ کسی چیز کی طرف نہ پہنچائے تو پھر اس سے منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے مگر بنا بر قول ذریعہ کے اور عجائبات سے ہے یہ حدیث جو حضرت ﷺ سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد بوسہ سے پوچھنے والے کو فرمایا کہ بتلا تو کہ اگر تو کلی کرے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یعنی کلی سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور وہ ابتداء پینے کا ہے اور اس کی کنجی ہے جیسے کہ بوسہ جماع کے اسباب سے ہے اور پینا روزے کا توڑ دیتا ہے جیسا کہ اس کو جماع توڑ دیتا ہے اور جیسا کہ ان کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ بتداء پینے کا روزے کو فاسد نہیں کرتا اسی طرح بوسہ بھی روزے کو فاسد نہیں کرتا اور غرض اس جگہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس قول سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ روزے کی حالت میں اس کا بوسہ لیتے تھے اور امام نووی نے کہا کہ روزے کی حالت میں بوسہ لینا حرام نہیں اس پر جس کی شہوت نہ ہلے لیکن اولی ترک کرنا اس کا ہے اور جب کہ بوسہ سے شہوت آ جائے اس کو بوسہ لینا حرام ہے اصح قول میں اور بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نفل میں درست ہے اور فرض میں درست نہیں اور امام نووی نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ بوسے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس سے منی نکلے۔

تنبیہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ روزے کی حالت میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان چوستے تھے سو یہ محمول ہے اس پر کہ چوس کر وہ تھوک پھینک دیتے تھے۔ (فتح)

١٧٩٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَقَالَ مَا لَكِ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ

١٧٩٤۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں تھی کہ ناگہاں مجھ کو حیض ہوا سو میں سرک گئی اور میں نے اپنے حیض کے کپڑے لیے یعنی جو حیض کے دنوں میں پہنا کرتی تھی سو فرمایا کہ کیا تجھ کو حیض ہوا ہے میں نے کہا کہ ہاں سو میں آپ ﷺ کے ساتھ چادر میں داخل ہوئی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ﷺ دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور روزے کی حالت میں اس کا بوسہ لیتے تھے۔

وَكَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَآئِمٌ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مرد کو روزے کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ اِغْتِسَالِ الصَّآئِمِ. روزے دار کو روزے کی حالت میں نہانا درست ہے۔

فائدہ: نہانا عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مسنون یا مباح اور گویا کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روزے دار کو حمام میں داخل ہونا منع ہے سو وہ ضعیف ہے اور حنفیہ نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہتے ہیں کہ روزے دار کو نہانا مکروہ ہے۔ (فتح)

وَبَلَّ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ثَوْبًا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ وَهُوَ صَآئِمٌ بَابٌ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کپڑا بھگویا پھر اس پر ڈالا اس حال میں کہ وہ روزے دار تھے

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے دار کو روزے کی حالت میں نہانا درست ہے اس واسطے کہ جب کپڑے کی تری بہت دیر تک بدن پر رہے یہاں تک کہ خشک ہو تو یہ مانند غسل کی ہے یا مانند پانی ڈالنے کی ہے بدن پر وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے معارضہ کرنا ہے اس چیز کا جو ابراہیم نخعی سے روایت ہے ساتھ ایسے اثر سے کہ وہ اس سے قوی تر ہے اس واسطے کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ روزے دار کو کپڑے کی تری مکروہ ہے۔ (فتح)

وَدَخَلَ الشَّعْبِيُّ الْحَمَّامَ وَهُوَ صَآئِمٌ اور شعبی حمام میں داخل ہوا اس حال میں کہ وہ روزے دار تھا

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو نہانا درست ہے اس واسطے کہ شعبی روزے کی حالت میں نہانے کے لیے حمام میں گئے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَّتَطَعَّمَ الْقِدْرَ أَوِ الشَّيْءَ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے روزے دار کو یہ کہ ہانڈی کا ذائقہ چکھے یا کوئی اور چیز چکھے

فائدہ: اس اثر سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو نہانا درست ہے اس واسطے کہ جب کھانے کا منہ میں داخل کرنا اور اس کا چکھنا اور نگلنے کے قریب کرنا روزے کے منافی نہیں تو پانی کا ظاہر بدن پر پہنچانا بطریق اولی منافی نہ ہوگا۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالْمَضْمَضَةِ وَالتَّبَرُّدِ لِلصَّآئِمِ اور حسن نے کہا کہ روزے دار کو کلی کرنا اور پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنے کا کچھ ڈر نہیں یعنی ساتھ غسل

وغیرہ کے۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو غسل کرنا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ دَهِيْنًا مُتَرَجِّلًا

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کسی کے روزے کا دن ہو تو چاہیے کہ صبح کرے اس حال میں کہ تیل لگایا ہو اور کنگھی کی ہو۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مناسبت اس اثر کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ رات کو تیل لگانا مقتضی ہے اس بات کو کہ اس کا اثر دن میں باقی رہے اور وہ تر کرتا ہے دماغ کو اور قوی کرتا ہے نفس کو اور یہ غسل سے کئی درجے زیادہ ہے اس واسطے کہ نہانے کی ٹھنڈک ایک ساعت رہتی ہے پھر خشک ہو جاتی ہے بخلاف تیل لگانے کے کہ اس کا اثر بہت دیر تک رہتا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی مناسبت کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ غسل کے مانع کا شاید مذہب یہ ہے کہ مستحب ہے کہ روزے دار پراگندہ حال رہے جیسا کہ حج میں وارد ہوا ہے اور تیل وغیرہ لگانے اس کے مخالف ہونے میں مانند غسل کے ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ روزے دار کو نہانا مکروہ ہے اس واسطے کہ اگر وہ اس وجہ سے مکروہ جانتا ہے کہ مبادہ حلق میں پانی نہ پہنچ جائے تو یہ علت باطل ہے ساتھ کلی کرنے کے اور مسواک کرنے کے اور ہانڈی چکھنے کے اور مانند ان کی کے اور اگر زینت کی وجہ سے مکروہ رکھتا ہے تو بے شک سلف نے روزے دار کو تیل وغیرہ سے زینت حاصل کرنے کو مستحب کہا ہے اس واسطے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان آثار کو اس بیان میں بیان کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ إِنَّ لِيْ أَبْزَنَ أَتَقَحَّمُ فِيْهِ وَأَنَا صَائِمٌ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا ایک چوبچہ ہے کہ میں اس میں داخل ہوتا ہوں اس حال میں کہ میں روزے دار ہوتا ہوں۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو نہانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ اسْتَاكَ وَهُوَ صَائِمٌ

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ نے روزے کی حالت میں مسواک کی

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَاكُ أَوَّلَ النَّهَارِ وَآخِرَهُ وَلَا يَبْلَعُ رِيْقَهُ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما روزے کی حالت میں دن کے اول اور آخر میں مسواک کیا کرتے تھے اور اپنی تھوک کو نگلتے نہیں تھے۔

فائدہ: اور مناسبت اس اثر کی قریب ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر میں بیچ

چکھنے ہانڈی کے۔

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنِ ازْدَرَدَ رِيْقَهُ لَا أَقُوْلُ يُفْطِرُ

اور عطاء نے کہا کہ اگر وہ تھوک نگل لے تو میں یہ نہیں کہتا کہ اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَأْسَ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ قِيْلَ لَهُ طَعْمٌ قَالَ وَالْمَآءُ لَهُ طَعْمٌ وَأَنْتَ تَمَضْمِضُ بِهِ.

اور ابن سیرین نے کہا نہیں ڈر ہے ساتھ مسواک تر کے کسی نے کہا کہ اس کا ذائقہ ہے اس نے کہا کہ پانی کا بھی ذائقہ ہے حالانکہ تو اس سے کلی کرتا ہے۔

وَلَمْ يَرَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ بِالْكُحْلِ لِلصَّآئِمِ بَأْسًا

اور نہیں دیکھا انس رضی اللہ عنہ اور حسن اور ابراہیم نے ساتھ سرمہ کے روزے دار کو کچھ ڈر

١٧٩٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَأَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ.

١٧٩٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاتے آپ کو فجر رمضان میں بغیر احتلام کے پس غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔

١٧٩٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كُنْتُ أَنَا وَأَبِيْ فَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِّنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُوْمُهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ.

١٧٩٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتی ہوں کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تھے اس حال میں کہ جنبی ہوتے تھے جماع کے سبب سے سوائے احتلام کے پھر روزہ رکھتے راوی نے کہا کہ پھر ہم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے سو اس نے بھی اسی طرح کہا ابو جعفر نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ سے پوچھا کہ جب کوئی روزے کو توڑ ڈالے تو کیا جماع کرنے والے کی طرح کفارہ دے اس نے کہا کہ نہیں کیا تو حدیثوں کو نہیں دیکھتا کہ وہ روزہ قضاء نہیں ہوتا اگرچہ ساری عمر روزہ رکھے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو روزے کی حالت میں نہانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا
اگر روزے دار روزے کی حالت میں بھول کر کھا جائے یا پی لے تو کیا اس پر قضاء واجب ہے یا نہیں

فائدہ: اس مسئلے میں اختلاف ہے سو جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ اس پر قضاء واجب نہیں اور امام مالک سے روایت ہے کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء واجب ہوتی ہے اور یہی مشہور ہے قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور اس کے اصحاب کا لیکن وہ فرض اور نفل میں فرق کرتے ہیں اور شاید کہ مالک کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور یا محمول کیا ہے اس کو رفع اثم پر۔

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَآءُ فِيْ حَلْقِهٖ لَا بَأْسَ إِنْ لَّمْ يَمْلِكْ
اور عطاء نے کہا کہ اگر روزے دار ناک میں پانی لے اور پانی اس کے حلق میں داخل ہو تو اس کا کوئی ڈر نہیں اگر اس کے پھیرنے پر قادر نہ ہو۔

فائدہ: اور اگر اس کے پھیرنے پر قادر ہو اور اس کو نہ پھیرے اور وہ حلق میں داخل ہو جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اس واسطے کہ وہ اس پر بھی قادر نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ
اور حسن نے کہا کہ اگر روزے دار کے حلق میں مکھی داخل ہو تو اس پر کچھ نہیں یعنی اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا

فائدہ: اور مناسبت ان دونوں اثروں کی واسطے باب کی اس وجہ سے ہے کہ جو حلق میں پانی یا مکھی داخل ہونے سے مغلوب ہو اس کو اس میں اختیار نہیں مانند ناسی کی یعنی بھولنے والے کی اور ابن منیر نے کہا کہ مغلوب بھی ناسی میں داخل ہے واسطے جمع ہونے ان دونوں کے ترک عمد میں اور سلب اختیار میں یعنی دونوں میں اختیار نہیں اور ابن منذر نے اتفاق بیان کیا ہے اس پر کہ اگر روزے کی حالت میں کسی کے حلق میں مکھی داخل ہو تو اس پر کوئی چیز نہیں لیکن اشہب سے منقول ہے کہ محبوب تر ہے یہ طرف میری یہ کہ قضاء کیا جائے اور ابن منیر نے کہا کہ مکھی کے داخل ہونے میں زیادہ تر مغلوب ہونا ہے پانی کے داخل ہونے سے اس واسطے کہ مکھی خود بخود حلق میں داخل ہوتی ہے بخلاف استنشاق اور مضمضہ کے کہ وہ اس کے سبب سے پیدا ہوتا ہے اور ابراہیم نے کہا کہ اگر اس کو کلی کے وقت روزہ یاد ہو تو اس پر قضاء واجب ہے سوائے بھولنے والے کے اور شعبی سے روایت ہے کہ اگر نماز کے لیے ہو تو قضاء نہ کرے نہیں تو قضاء کرے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَمُجَاهِدٌ إِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ
اور حسن اور مجاہد نے کہا کہ اگر روزے کی حالت میں بھول کر جماع کرے تو اس پر کوئی چیز نہیں

فائدہ: اور حسن سے روایت ہے کہ وہ بمنزلہ اس شخص کے ہے جو بھول کر کھا پی لے اور ظاہر ہوئی ساتھ اس اثر حسن

کے مناسبت ذکر اس اثر کے واسطے باب کے اور نیز ابن جریج سے روایت ہے کہ اس نے عطاء سے پوچھا کہ اگر کوئی رمضان میں بھول کر اپنی عورت سے صحبت کر لے تو اس کا کیا حکم ہے عطاء نے کہا کہ یہ بھولنا نہیں اس پر قضاء ہے اور یہی مذہب ہے اوزاعی اور مالک اور لیث اور احمد کا اور ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور ان سب نے فرق کیا ہے درمیان کھانے اور جماع کے یعنی کھانے میں کفارہ نہیں اور جماع میں کفارہ ہے اور احمد کا مشہور قول یہ ہے کہ اس پر بھی کفارہ واجب ہے اور حجت ان کی یہ ہے کہ بھول کر جماع کرنے والے کی حالت کھانے والے کی حالت سے قاصر ہے اور الحاق کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے اس شخص کو جو بہت کھا لے واسطے نادر ہونے اس بھول کے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ جو بھول کر کھا پی لے اس پر قضاء واجب ہے اور اسی کو قیاس چاہتا ہے اس واسطے کہ روزے کا رکن فوت ہو چکا ہے اور وہ ماموروات کے باب سے ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ نسیان ماموروات میں اثر نہیں کرتا اور عمدہ دلیل اس شخص کی جو قضاء کو واجب نہیں کہتا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کرنے کا حکم کیا اور نام رکھا اس کا جو روزہ تمام کرے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ محمول ہے حقیقت شرعیہ پر پس تمسک کیا جائے گا ساتھ اس کے یہاں تک کہ کوئی دلیل دلالت کرے کہ مراد اس جگہ روزے سے حقیقت لغویہ ہے اور گویا کہ وہ اشارہ کرتا ہے ساتھ اس طرف قول ابن قصار کا کہ اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے یہ ہے کہ وہ شخص اس میں داخل ہوا ہو اور نہیں اس میں نفی قضاء کی اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ہی نے اس کو کھلایا پلایا ہے تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے اس پر کہ روزہ صحیح ہے واسطے اشعار کرنے اس کی کے ساتھ اس بات کی کہ جو معنی اس سے صادر ہوا ہے وہ مسلوب ہے اضافت کرنے سے طرف اس کے یعنی یہ نہیں کہا جاتا کہ اس نے کھایا یا پیا بلکہ اللہ نے اس کو کھلایا سو اگر اس کا روزہ ٹوٹ جاتا تو البتہ اس کی طرف کھانے کا حکم منسوب کیا جاتا اور کہا کہ معلق کرنا حکم کا ساتھ کھانے اور پینے کے باعتبار غالب کے ہے اس واسطے کہ جمع کا نسیان یہ نسبت ان دونوں کے بہت کم ہے اور ذکر غالب کا مفہوم کو تقاضہ نہیں کرتا اور اس میں اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے جو قائل ہیں ساتھ اس کے کہ بھول کر کھانے سے قضاء واجب نہیں ہوتی ہے اور جو لوگ کہ روزے کے فاسد ہونے کے قائل ہیں ان کو اختلاف ہے اس میں کہ کیا قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے یا نہیں باوجود اتفاق ان کے کہ ناسی کا کھانا اس کو واجب نہیں کرتا اور دار و مدار اس سب اختلاف کا اس پر ہے کہ بھول کر جماع کرنے والے کی حالت بھول کر کھانے والے کی حالت سے قاصر ہے اور جو ارادہ کرے الحاق جماع کا ساتھ منصوص علیہ کے یعنی کھانے پینے کے سوائے اس کے نہیں کہ طریق اس کا قیاس ہے کہ اس نے اس کو بھول کر کھانے پینے پر قیاس کیا ہے اور قیاس ساتھ وجود فارق کے مشکل ہے مگر قیاس کرنے والے نے بیان کر دیا کہ وصف فارق لغو ہے اور بعض شافعیہ نے جواب دیا ہے اس طرح کہ بھول کر جماع کرنے والے پر قضاء کا نہ واجب

ہونا ماخوذ ہے اس لفظ کے عموم سے جو اس حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ جو افطار کرے مہینے رمضان میں اس واسطے کہ افطار عام ہے اس سے کھانے پینے سے ہو یا جماع سے اور سوائے اس کے نہیں کہ دوسرے طریق میں جو صرف کھانے پینے کو ذکر کیا ہے تو یہ باعتبار اغلب اور اکثر کے ہے از روئے وقوع کے اور واسطے نہ بے پرواہ ہونے کی ان سے اکثر اوقات میں۔ (فتح)

۱۷۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ.

۱۷۹۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بھول کر روزے کی حالت میں کھا لے یا پی لے تو چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے اس واسطے کہ اللہ ہی نے اس کو کھلایا اور پلایا ہے۔

فائدہ: ابن عربی نے کہا کہ تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کی شہروں کے تمام فقہاء نے اس پر کہ اگر بھول کر روزے کی حالت میں کھا پی لے تو اس پر روزے کی قضاء واجب نہیں تمام فقہاء نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس پر قضاء واجب ہے اس واسطے کہ فطر ضد ہے صوم کی اور امساک رکن ہے روزے کا پس مشابہ ہوا ساتھ اس کے کہ اگر نماز سے ایک رکعت بھول جائے یعنی جیسا کہ اس میں قضاء واجب ہے ویسے ہی روزے میں بھی واجب ہے اور دار قطنی نے اس میں یہ لفظ زیادہ کیا کہ تجھ پر قضاء نہیں سو ہمارے علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ تجھ پر اب قضاء نہیں اور یہ تعصف ہے اور سوائے اس کے کہ ہم کہتے ہیں کاش کہ یہ حدیث صحیح ہوتی پس ہم اس کی پیروی کرتے اور نہیں کہتے ہم یہ مگر مالک کے اصل پر کہ خبر واحد اگر قواعد کے مخالف آئے تو اس کے ساتھ عمل نہ کیا جائے گا پس جب پہلی حدیث موافق قاعدے کے آئی اس پر گناہ نہیں اس پر ہم نے عمل کیا اور چونکہ دوسری حدیث قواعد کے موافق نہیں تو اس پر ہم نے عمل نہ کیا اور قرطبی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس شخص نے جو قضاء کو واجب نہیں کہتا اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں قضاء کا ذکر نہیں پس محمول ہوگی اس پر کہ اس سے مواخذہ ساقط ہے یعنی اس پر اس کا مواخذہ نہ ہوگا اس واسطے کہ مطلوب روزہ دن کا ہے کہ اس میں جزم نہ ہو لیکن دار قطنی نے اس میں سکوت قضاء روایت کی ہے اور وہ نص ہے احتمال کو قبول نہیں کرتی لیکن اس کی صحت میں شک ہے پس اگر صحیح ہو تو اس پر عمل کرنا واجب ہوگا اور قضاء ساقط ہوگی اور بعض مالکیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث نفل روزے پر محمول ہے جیسا کہ محکی ہے ابن شعبان سے اور اسی طرح کہا ہے ابن قصار نے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ حدیث میں تعین رمضان کی واقع نہیں پس محمول ہوگی روزے نفل پر اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ حدیث میں اس بات قضاء کا ذکر نہیں پس محمول ہوگی اس پر کہ اس سے کفارہ ساقط ہے اور اس کا عذر ثابت ہے اور گناہ اس سے دور

ہے اور اس کی رات کی نیت بدستور قائم ہے اور جواب اس سب کا یہ ہے جو کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ساتھ اس لفظ کے من افطر فی شهر رمضان ناسيا فلا قضاء عليه ولا كفارة یعنی جو بھول کر رمضان میں روزہ کھول ڈالے تو نہ اس پر قضاء ہے اور نہ کفارہ پس اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی تعیین کر دی ہے کہ قضاء اس سے ساقط ہے اور یہ حدیث حسن ہے پس صحیح ہے حجت پکڑنی ساتھ اس کے اور نیز مضبوط کی جاتی ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ فتوی دیا ہے ساتھ اس کے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم نے اور کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی انہیں میں سے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما پھر وہ موافق ہے واسطے اس آیت کی کہ لیکن پکڑتا ہے تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تمہارے دلوں نے کمایا پس بولنا دل کی کمائی میں سے نہیں اور موافق ہے واسطے قیاس کے بیچ باطل کرنے نماز کے ساتھ جان کر کھانے کے نہ ساتھ بھول کر کھانے کی پس اسی طرح روزہ بھی ہے اور جو قیاس کہ ابن عربی نے ذکر کیا ہے وہ قبول نہیں اس واسطے کہ وہ نص کے مقابلے میں ہے اور رد کرنا اس کو واسطے حدیث کے باوجود صحیح ہونے اس کے ساتھ ہونے اس کی خبر واحد مخالف قاعدے کے مسلم نہیں اس واسطے کہ وہ قاعدہ مستقل ہے ساتھ روزے کے سو جو معارضہ کرے اس کا ساتھ قیاس کے نماز پر اس نے ایک قاعدے کو دوسرے قاعدے میں داخل کیا اور اگر کھولا جائے دروازہ رد کرنے حدیثوں صحیح کا ساتھ مثل اس کے تو بہت کم حدیثیں باقی رہیں گی اور اس حدیث میں بیان ہے اللہ کی مہربانی کا ساتھ بندوں کے اور آسانی کرنے کا ساتھ ان کے اور دور کرنے حرج کا ان سے۔ (فتح)

بَابُ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّائِمِ

روزے دار کو روزے کی حالت میں مسواک کرنی درست ہے خواہ مسواک خشک ہو یا تر

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے طرف رد کرنے کے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ روزے دار کو تر مسواک کرنی مکروہ ہے مانند مالکیہ اور شعبی کے اور پہلے گزر چکا ہے کہ ابن سیرین نے مسواک تر کو پانی پر قیاس کیا جس کے ساتھ کلی کی جائے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے نقطہ بیچ وارد کرنے حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے جو وضو کے بیان میں ہے اس باب میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ اس نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور کہا کہ جو میری طرح وضو کرے جیسے میں نے یہ وضو کیا اور نہیں فرق کیا روزے دار اور غیر روزے دار کے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَّا لَا أُحْصِيْ أَوْ أَعُدُّ.

اور عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے تھے اس قدر کہ میں نہیں گن سکتا یعنی بہت دفع مسواک

کرتے دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے دار کو مسواک کرنی درست ہے یعنی خواہ مسواک خشک ہو یا تر اور مناسبت اس کی ساتھ باب کے اس طور سے ہے کہ اس میں اشعار ہے ساتھ لازم پکڑنے مسواک کے اور نہیں خاص کیا تر کو خشک سے اور یہ بنابر طریقے امام بخاری رحمہ اللہ کے ہے کہ مطلق عام کے معنی میں ہے اور یہ کہ جو چیز اشخاص میں عام ہے وہ احوال میں بھی عام ہے تو معنی اس کے یہ ہیں کہ ہر شخص کو ہر حال میں مسواک کرنی درست ہے اور تحقیق اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کی اخیر ترجمہ میں کہ نہیں خاص کیا روزے دار کو غیر اس کے سے اور نہیں خاص کیا تر مسواک کو خشک سے اور اس تقریر سے ظاہر ہوگی مناسبت تمام ان حدیثوں کی اور اثروں کی جن کو اس باب میں بیان کیا ساتھ ترجمہ اور جامع واسطے ان سب کے قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ البتہ حکم کرتا ان کو میں مسواک کا ساتھ ہر وضو کے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کرنی جائز ہے ہر وقت میں اور ہر حال میں اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے روزے دار کے لیے مسواک کا جائز ہونا اول دلیل سے نکالا پھر اس کو عام دلیلوں سے نکالا جو شامل ہیں مسواک کرنے والے کے احوال کو اور مسواک کے احوال کو پھر اس کو اس چیز سے نکالا جو مسواک سے عام تر ہے اور وہ کلی کرنی ہے اس واسطے کہ وہ ابلغ ہے مسواک سے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مسواک کرنی ہر شخص کو ہر حال میں ہر قسم کی مسواک کے خواہ آدمی روزے دار ہو یا نہ ہو اور خواہ زوال سے پہلے ہو یا پیچھے اور خواہ مسواک تر ہو یا خشک۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

وَيُرْوٰى نَحْوُهٗ عَنْ جَابِرٍ وَّزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَخُصَّ الصَّآئِمَ مِنْ غَيْرِهٖ وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ.

اور روایت ہے مانند اس کی جابر سے اور زید سے انہوں نے روایت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہیں خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کو اس کے غیر سے، اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ مسواک پاک کرنی والی ہے منہ کو اور سبب ہے واسطے رضا مندی اللہ کے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی عام ہے۔ کما مر۔

وَقَالَ عَطَاءٌ وَّقَتَادَةُ يَبْتَلِعُ رِيقَهُ

اور عطاء اور قتادہ نے کہا کہ روزے دار کو اپنی تھوک کا نگلنا درست ہے

فائدہ: اور مناسبت اس کی ساتھ باب کے اس جہت سے ہے کہ نہایت اس چیز کا کہ خوف کیا جاتا ہے مسواک تر سے یہ ہے کہ اس سے کوئی چیز منہ میں داخل ہو جائے اور یہ چیز کلی کے پانی کی طرح ہے سو جب اس کو اپنے منہ سے پھینک دے تو نہ نقصان پہنچائے گا اس کو بعد اس کے یہ کہ اپنی تھوک نگل جائے۔ (فتح)

۱۷۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ حُمْرَانَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمَرْفِقِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى إِلَى الْمَرْفِقِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا بِشَيْءٍ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۱۷۹۸۔ حمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا سو اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا پھر تین بار کلی کی اور ناک جھاڑا پھر اپنا منہ دھویا تین بار پھر اپنا داہنا ہاتھ کہنی تک دھویا تین بار پھر اپنا بایاں ہاتھ کہنی تک دھویا تین بار پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنا داہنا پاؤں تین بار دھویا پھر اپنا بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر فرمایا کہ جو میری طرح وضو کرے جیسے میں نے یہ وضو کیا ہے پھر دو رکعت خشوع سے نماز پڑھے اس میں نماز کے علاوہ کوئی خیال نہ کرے تو اس کے اگلے گناہ سب معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: وجہ مناسبت اس حدیث کی باب سے پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرِهِ الْمَآءَ وَلَمْ يُمَيِّزْ بَيْنَ الصَّآئِمِ وَغَيْرِهِ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جب کوئی وضو کرے تو چاہیے کہ اپنے ناک کے سوراخ میں پانی ڈالے اور نہیں جدا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کو اس کے غیر سے۔

فائدہ: یہ اخیر قول امام بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت سے ہے اور وہ اسی طرح ہے اصل استنشاق میں لیکن ثابت ہو چکی ہے جدائی روزے دار کی اس کے غیر سے اس میں مبالغہ کرنے میں جیسا کہ اصحاب سنن نے لقیط بن صبرہ سے روایت کی ہے کہ مبالغہ کر استنشاق میں مگر یہ کہ تو روزے دار ہو اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس تفصیل کی ساتھ لا کر اثر حسن کے اُس کے بعد۔

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالسَّعُوْطِ لِلصَّآئِمِ إِنْ لَّمْ يَصِلْ إِلَى حَلْقِهِ وَيَكْتَحِلُ.

اور حسن بصری نے کہا کہ نہیں ڈر ہے روزے دار کو ساتھ نسوار کے اگر اس کے حلق میں نہ پہنچے اور سرمہ ڈالے۔

فائدہ: اور اہل کوفہ اور اوزاعی اور اسحاق نے کہا کہ جو روزے میں نسوار لے اس پر روزے کی قضاء واجب ہے یعنی خواہ اس کے حلق میں پہنچے یا نہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں واجب ہے قضاء مگر پانی اس کے حلق میں جائے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ تَمَضْمَضَ ثُمَّ أَفْرَغَ مَا فِيْ فِيْهِ مِنَ الْمَآءِ لَا يَضِيْرُهُ إِنْ لَّمْ يَزْدَرِدْ رِيْقَهُ وَمَاذَا بَقِيَ فِيْ فِيْهِ وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَإِنِ ازْدَرَدَ رِيْقَ الْعِلْكِ لَا أَقُوْلُ إِنَّهُ يُفْطِرُ وَلٰكِنْ يُنْهٰى عَنْهُ فَإِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَآءُ حَلْقَهُ لَا بَأْسَ لَمْ يَمْلِكْ.

اور عطاء نے کہا کہ اگر روزے دار کلی کرے پھر منہ سے پانی پھینک دے تو نہیں نقصان پہنچاتا اس کو یہ کہ اس کی تھوک نگلے اور کیا چیز باقی ہے اس کے منہ میں یعنی کوئی چیز اس کے منہ میں باقی نہیں رہتی مگر اثر پانی کا اور اس کا نگلنا اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتا اور نہ چبائے روزے دار مصطگی کو اور اگر مصطگی کی تھوک نگل لے تو میں نہیں کہتا ہوں کہ اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس کو اس سے منع کیا جائے۔

فائدہ: اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ نہیں کوئی چیز روزے دار پر اس چیز میں کہ نگلے اس کو اس چیز سے کہ جاری ہوتی ہے ساتھ تھوک کے اس چیز سے کہ اس کے دانتوں میں ہے جس کے نکالنے پر قادر نہیں اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ جب اس کے دانتوں میں گوشت ہو اور اس کو جان بوجھ کر کھا لے تو اس پر قضاء نہیں اور جمہور اس کے مخالف ہیں اس واسطے کہ وہ کھانے میں شمار کیا جاتا ہے اور مصطگی کے چبانے میں اکثر علماء نے رخصت دی ہے اس سے کوئی چیز دھوئی نہ جاتی ہو اور اگر اس سے کوئی چیز دھوئی جاتی ہو تو وہ خشک کرنے والی ہے اور پیاس لگانے والی ہے تو وہ اس وجہ سے مکروہ ہو گی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ

اگر کوئی رمضان میں جماع کرے یعنی جان بوجھ کر اور

جانتا ہو تو واجب ہے اس پر کفارہ۔

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَّلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ وَابْنُ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيْمُ وَقَتَادَةُ وَحَمَّادٌ يَقْضِيْ يَوْمًا مَكَانَهُ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بطور مرفوع کے کہ جو رمضان میں ایک دن روزہ توڑے بغیر عذر کے اور بغیر بیماری کے تو نہیں قضاء ہوتا اس سے روزہ ساری عمر کا اگرچہ ساری عمر روزہ رکھے اور یہی قول ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اور سعید بن مسیب اور شعبی اور ابن جبیر اور ابراہیم اور قتادہ اور حماد نے کہا کہ اس کے بدلے ایک روزہ قضا کرے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اشارہ کیا بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس حدیث کی طرف اس کی جو کھانے پینے کے ساتھ روزہ توڑے اس پر کفارہ واجب ہے واسطے قیاس کرنے کے جماع پر اور جامع ان کے درمیان توڑنا حرمت مہینے کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ عمداً روزے کو توڑے اور ظاہر یہ ہے کہ اشارہ کیا گیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اثار کے جن کو ذکر کیا طرف اس کی کہ قضاء کا واجب ہونا سلف کے درمیان مختلف فیہ ہے اور اگر جماع سے روزہ توڑے تو اس میں کفارہ ضروری ہے اور اشارہ کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت پس ظاہر اس کا قوی کرتا ہے اس شخص کے مذہب کو جو کہتا ہے کہ اگر کھانے سے روزہ توڑے تو اس پر قضاء نہیں بلکہ وہ روزہ اس کے ذمہ رہتا ہے واسطے زیادتی کے اس کی سزا میں اس واسطے کہ قضاء کرنا اس واسطے مشروع ہوا ہے کہ گناہ دور ہو جائے لیکن عدم قضاء سے عدم کفارے کا لازم نہیں آتا اس چیز میں کہ اس کا حکم اس میں آ چکا ہے اور وہ جماع ہے اور فرق درمیان توڑنے حرمت کے ساتھ جماع کے اور کھانے کے ظاہر ہے۔ (فتح)

١٧٩٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ أَخْبَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ احْتَرَقَ قَالَ مَا لَكَ قَالَ أَصَبْتُ أَهْلِيْ فِيْ

١٧٩٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں دوزخ کی آگ میں جلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا سو اس نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی سو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑا تھیلہ لایا جس کو عرق کہتے ہیں یعنی اس میں ساٹھ سیر کھجوریں سماتی ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں ہے جلا ہوا اس نے کہا میں حاضر ہوں فرمایا اس کو خیرات کر۔

رَمَضَانَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِكْتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ قَالَ أَنَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا.

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ میں آگ میں جلا تو یہ اس وجہ سے کہا کہ جب اس نے اعتقاد کیا کہ گناہ کا مرتکب آگ سے عذاب کیا جاتا ہے تو اپنے نفس پر اطلاق کیا کہ وہ جل گیا اور حضرت ﷺ نے بھی اس کے لیے یہ وصف ثابت کی چنانچہ فرمایا کہ کہاں ہے جلا ہوا واسطے اشارت کرنے کے اس طرف کہ اگر اس نے اس پر اصرار کیا تو آگ کا مستحق ہوگا اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ اس نے جماع جان بوجھ کر کیا تھا کما سیاتی اور ایک روایت میں آیا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیرات کر اس نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا سو ایک مرد سامنے آیا اس حال میں کہ گدھے کو ہانکتا تھا اس پر کھانا تھا سو فرمایا کہ کہاں ہے جلا ہوا اب سو وہ شخص کھڑا ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خیرات کر اس نے کہا کہ کیا میں اپنے غیر پر خیرات کروں سو قسم ہے اللہ کی البتہ ہم بھوکے ہیں فرمایا تم ہی اس کو کھاؤ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے امام مالک رحمہ اللہ کے اس واسطے کہ اس نے کہا ہے کہ اگر رمضان میں جماع کرے تو اس کا کفارہ صرف کھانا کھلانا ہے سوائے روزے اور آزاد کرنے غلام کے اور اس میں اس کے لیے دلیل نہیں اس واسطے کہ یہ قصہ ایک ہے اور دوسرے طریق میں روزے اور عتق کا ذکر بھی آچکا ہے اور تحقیق یاد رکھا اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور بیان کیا اس کو پورا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو مختصر بیان کیا اس جواب کی طرف طحاوی نے اشارہ کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اختصار بعض راویوں کی طرف سے ہے اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو عبدالرحمن بن حارث نے محمد بن جعفر سے ساتھ اسی اسناد کے مفسر طور سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ ایک سائے میں بیٹھے تھے سو بنی بیاضہ سے ایک مرد آپ ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں جل گیا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی رمضان میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک غلام آزاد کر اس نے کہا کہ میں غلام نہیں پاتا فرمایا کہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا اس نے کہا کہ یہ بھی میرے پاس نہیں اور ایک روایت امام مالک رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ اگر کھایا ہو تو اختیار ہے کوئی کفارہ دے اور اگر جماع کیا ہو تو صرف کھانا دے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَلْيُكَفِّرْ

اگر کوئی رمضان میں جماع کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو اور اس پر خیرات کی جائے تو چاہیے کہ کفارہ دے

فائدہ: یعنی قصداً جان بوجھ کر جماع کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو یعنی نہ غلام آزاد کر سکے نہ کھانا کھلا سکے اور نہ روزے رکھ سکے اور اس پر خیرات کی جائے یعنی بقدر اس کے کہ اس کو کفایت کرے تو چاہیے اس کے ساتھ کفارہ

دے اس واسطے کہ اب وہ واجد ہوگیا ہے کہ اس کے پاس کھانا موجود ہے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مفلس ہونے سے کفارہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا۔

۱۸۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ وَأَنَا صَآئِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ أَيْنَ السَّآئِلُ فَقَالَ أَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلٰى أَفْقَرَ مِنِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهٗ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

۱۸۰۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اچانک ایک مرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہوا فرمایا کیا حال ہے تیرا اس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر گرا یعنی اس سے صحبت کی اس حال میں کہ میں روزے دار تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو غلام پاتا ہے کہ اس کو آزاد کرے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کیا تو طاقت رکھتا ہے یہ کہ روزے رکھے دو مہینے کے پے در پے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کیا تو مقدور رکھتا ہے ساٹھ مسکینوں کو کھلانے کا اس نے کہا کہ نہیں راوی نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے رہے یعنی انتظار کی کہ کوئی کچھ لائے سو جس حالت میں کہ ہم اس طرح بیٹھے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرا آیا اس میں کچھ کھجوریں تھیں اور عرق تھیلے کو کہتے ہیں جو پتے کا بنا ہوا ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں ہے سائل اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں فرمایا کہ اس کو لے اور اس کو للہ خیرات کر سو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا خیرات کروں میں اس پر جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو پس قسم ہے اللہ کی مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان میرے گھر والوں سے کوئی زیادہ محتاج نہیں اور مراد اس کی دونوں طرف سے دو پہاڑیاں ہیں کہ مدینے سے مشرق اور مغرب میں واقع ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دانت ظاہر ہوئے پھر فرمایا کہ یہ کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلا۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا تو استدلال کیا گیا ہے اس سے کہ اس نے جان کر جماع کیا تھا اس

واسطے کی ہلاک ہونا اور جلنا مجاز ہے گناہ سے جو اس کی طرف پہنچائے اور جب یہ بات قرار پا چکے تو اس میں حجت نہیں کہ بھول کر جماع کرنے والے پر بھی کفارہ واجب ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور یہی مشہور ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بعض مالکیہ سے روایت ہے کہ ناسی پر بھی کفارہ واجب ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جماع سے استفسار نہیں کیا کہ عمداً تھا یا بھول سے اور ترک استفسار فعل میں بجائے قول کے ہوتا ہے جیسا کہ مشہور ہے اور جواب یہ ہے کہ تحقیق ظاہر ہو چکا تھا حال اس کا ساتھ قول اس کے کہ میں ہلاک ہوا اور جل گیا اس سے معلوم ہوا کہ وہ عامد تھا اور حرمت کو جانتا تھا اور نیز پس داخل ہونا بھول کا جماع میں رمضان کے دن میں بہت بعید ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو کسی گناہ کا مرتکب ہو جس میں حد نہیں اور وہ فتوی پوچھنے کو آئے تو اس کو تعزیر نہ دی جائے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تعزیر نہ دی باوجود یہ کہ اس نے گناہ کا اقرار کیا تھا اور نیز اس کو فتوی طلب کرنے کے لیے آنا ندامت اور توبہ کو چاہتا ہے اور تعزیر تو اصلاح چاہنے کے واسطے ہوتی ہے اور نیز اگر اس کو سزا دی جائے تو البتہ ہوگا وہ سبب واسطے ترک فتوی چاہنے کے اور یہ مفسدہ ہے پس معلوم ہوا کہ اس کو تعزیر نہ دی جائے اور شرح سنہ میں ہے کہ جو جان کر رمضان میں جماع کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس پر قضاء اور کفارہ ہے اور اس کو اس کے برے فعل پر تعزیر دی جائے اور یہ محمول ہے اس شخص کے حق میں کہ نہ واقع ہوا اس سے جو کچھ کہ اس واقع کے صاحب سے واقع ہوا ندامت اور توبہ سے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر واقع ہوا تو اس حدیث کی ایک طریق میں اس کے بدلے یہ لفظ آیا ہے کہ ایک مرد نے رمضان میں روزہ توڑا تو حکم کیا اس کو ساتھ غلام آزاد کرنے کے آخر حدیث تک تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو رمضان میں اپنا روزہ توڑے اس پر کفارہ لازم ہے برابر ہے کہ جماع سے روزہ توڑا ہو یا کھانے پینے وغیرہ سے اور یہی قول مالکیہ کا اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ روایت مطلق محمول ہے مقید پر جو دوسری روایت میں آچکا ہے اور وہ اس کا یہ قول ہے کہ میں اپنی عورت پر گرا تو مراد اس حدیث میں بھی فقط جماع ہے مطلق چیز نہیں تو گویا کہ اس نے کہا کہ اس نے جماع سے روزہ توڑا اور یہ اولی ہے قرطبی کے دعوی سے کہ اس نے تعدد قصہ کا دعوی کیا ہے اور جو مطلقاً کفارے کو واجب کہتا ہے اس کی دلیل قیاس کرنا کھانے والے کو جماع کرنے والے پر ساتھ جامع پھاڑنے حرمت روزے کے یعنی دونوں میں روزے کی حرمت کا پھاڑنا لازم آتا ہے اور ساتھ اس طور کے کہ جو کھانے پر مجبور کیا جائے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ ٹوٹ جاتا ہے روزہ اس شخص کا کہ جماع پر مجبور کیا جائے وسیاتی بیانہ اور یہ جو کہا کہ کیا تو غلام پاتا ہے تو اس کے اطلاق سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ کافر غلام بھی آزاد کرنا درست ہے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ جب سبب مختلف ہو اور حکم ایک ہو تو کیا مطلق مقید کیا جاتا ہے یا نہیں اور کیا اس کی تقیید قیاس سے

ہے یا نہیں اور اقرب یہ ہے کہ وہ ساتھ قیاس کے ہے اور تائید کرتی ہے اس کی تقیید اور جگہوں میں اور یہ جو کہا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو روزے رکھے دو مہینے کے پے در پے تو ابن دقیق نے کہا کہ نہیں اشکال ہے اس میں کہ جائز ہے انتقال کرنا روزے سے طرف کھلانے کی لیکن ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ طاقت رکھنا اس کا روزے کے واسطے عدم صبر اس کے کے جماع سے تھا سو شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ شدت شہوت کی عذر ہے یا نہیں اور صحیح ان کے نزدیک یہ ہے کہ یہ عذر اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ غلام پائے لیکن اس کو اس سے بے پرواہی نہ ہو کہ اس کو بھی روزے کی طرف انتقال کرنا درست ہے باوجود موجود ہونے اس کے کی اس لیے کہ وہ غیر واجد کے حکم میں ہے اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ برابر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر مثلاً چھ مسکینوں کو دس دن کھانا کھلائے تو یہ درست نہیں اور مشہور حنفیہ سے یہ ہے کہ یہ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ایک مسکین کو ساٹھ دن کھانا کھلائے تو بھی کفایت کرتا ہے اور مراد کھلانے سے دینا ہے کھانے کا منہ میں رکھنا شرط نہیں بلکہ اس کے آگے رکھ دینا کافی ہے بغیر خلاف کے اور اطعام کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے والا ہو پس جو لڑکا ہو کہ کھانا نہ کھاتا ہو وہ اس سے خارج ہوگا مانند قول حنفیہ کے اور شافعی کہتے ہیں کہ اس کے ولی کو دیا جائے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جماع سے کفارہ واجب ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ واجب نہیں اس دلیل سے کہ اگر واجب ہوتا تو تنگی کے وقت ساقط نہ ہوتا اور جواب یہ ہے کہ تنگی کے وقت واجب نہ ہونا منع ہے یعنی ہم تسلیم نہیں کرتے کہ تنگی کے وقت واجب نہیں کما سیاتی اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا دبر میں جماع کرنا بھی قبل میں جماع کرنے کے برابر ہے یا نہیں اور کیا شرط ہے بیچ واجب ہونے کفارے کے ہر جماع خواہ کسی کے فرج میں ہو (مترجم کہتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ ہر جماع کا یہی حکم ہے خواہ کسی فرج میں ہو) اور نیز اس میں دلیل ہے کہ ان تین چیزوں کا کفارے میں جاری ہونا درست ہے اور امام مالک سے روایت ہے کہ جماع کے کفارے میں سوائے کھانے کے اور کوئی چیز درست نہیں اور یہ قول ان کا مخالف ہے حدیث کے لیکن ان کے بعض اصحاب نے اس لفظ کو حمل کیا ہے اور اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ مستحب ہے کہ کھلانے کو مقدم کرے اور کہتے ہیں کہ کھانے کے مقدم ہونے کو کئی وجہ سے ترجیح ہے جیسا کہ فتح الباری میں وہ وجوہات مذکور ہیں لیکن وہ وجوہات نہیں مقابلہ کر سکتی ہیں اس چیز کا جو حدیث میں وارد ہو چکی ہے کہ پہلے غلام آزاد کرے یہ نہ ہو سکے تو روزے رکھے یہ بھی نہ ہو سکے تو کھانا کھلائے برابر ہے کہ ہم کہیں کہ کفارہ ترتیب سے ہے یا اختیار ہے اس واسطے کہ یہ شروع کرنا اگر وجوب ترتیب کو تقاضا نہیں کرے گا تو اس سے کم نہیں کہ استحباب کو تقاضا کرے اور نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نہیں داخل ہے واسطے غیر ان تین چیزوں میں کفارے میں اور بعض متقدمین سے آیا ہے کہ اگر غلام نہ پائے تو اس کے بدلے اونٹ قربانی کرے اور نیز

اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ کفارہ ساتھ ان تین چیزوں کے ترتیب مذکور سے دے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ایک چیز کے نہ ہونے کے بعد دوسرے کی طرف نقل کرنے کا حکم فرمایا اور عیاض نے کہا کہ اس میں وجوب ترتیب مذکور پر دلالت نہیں بلکہ یہی سوال کبھی تخییر میں استعمال کیا جاتا ہے اور جمہور کے نزدیک ترتیب کو ترجیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ترتیب افضلیت پر محمول ہے اور تخییر جواز پر محمول ہے یعنی افضل یہ ہے کہ ترتیب سے کفارہ ادا کرے اور اگر مقدم موخر کرے تو بھی جائز ہے اور بعض اس کے برعکس کہتے ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک عرق آیا تو عرق ایک ٹوکرا ہوتا ہے پٹھے کا بنا ہوا اور دارقطنی کی ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا ہر مسکین کو ایک مد سو لایا گیا وہ ساتھ پندرہ صاع کے سو فرمایا کہ یہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا اور اس میں رد ہے کوفیوں پر کہ کہتے ہیں کہ اگر گیہوں ہو تو تیس صاع واجب ہیں اور اگر اس کے سوا اور کوئی چیز ہو تو ساٹھ صاع دے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو خیرات کر تو ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ تو اس کو اپنے نفس سے خیرات کر یعنی صرف اپنی جان کی طرف سے کفارہ دے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ کفارہ صرف مرد پر واجب ہے عورت پر واجب نہیں جس سے اس نے صحبت کی اور یہی اصح قول ہے شافعیہ کا اور یہی قول ہے اوزاعی کا اور جمہور کہتے ہیں کہ عورت پر بھی کفارہ واجب ہے اور یہی قول ہے ابوثور اور ابن منذر کا لیکن ان کو اختلاف ہے آزاد عورت میں اور لونڈی میں اور جو رضامندی سے جماع کرائے اور جو مجبور ہو کر جماع کرائے اس کا کفارہ خود اسی پر ہے یا مراد اس کی طرف سے ادا کرے اور حدیث میں کوئی چیز نہیں کہ ان چیزوں سے کسی چیز پر دلالت کرے عورت کا حکم اور دلیل سے لیا جائے گا باوجود یہ کہ احتمال ہے کہ وہ روزے دار تھا اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ ہنسے تو یہ ہنسنا آپ ﷺ کا اس شخص کے حال کے اختلاف سے تھا کہ پہلے ڈرتا ہوا آیا اس حال میں کہ راغب تھا کہ یہاں تک کہ ممکن ہو اپنی جان کو فدا کر دے پھر جب اس نے رخصت پائی تو طمع کیا کہ جو اس کو کفارے سے دیا گیا تھا اس سے کھائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کفارہ اپنے گھر والوں کو کھلا تو اس میں اختلاف ہے کئی اقوال پر سو بعض کہتے ہیں کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ کفارہ تنگی سے معاف ہو جاتا ہے جو مقارن ہو ساتھ سبب وجوب اس کے کے اس واسطے کہ کفارہ نہیں خرچ کیا جاتا طرف جان اپنی کی اور نہ طرف عیال اپنے کی اور یہ بھی حضرت ﷺ نے بیان نہیں فرمایا کہ یہ کفارہ اس کے ذمہ میں برقرار ہے جب میسر ہو ادا کرے اور یہ ایک قول شافعیہ کا ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے عیسیٰ بن دینار مالکی نے اور اوزاعی نے کہا کہ استغفار کرے اور پھر یہ کام نہ کرے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھ صدقہ فطر کے اس واسطے کہ ساقط ہوتا ہے وہ ساتھ تنگی کے جو مقارن ہو ساتھ سبب وجوب اس کے کے اور وہ چاند فطر کا ہے لیکن فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ صدقہ فطر کی ایک انتہاء ہے اور کفارے جماع کی کوئی انتہاء نہیں سو قائم رہے گا ذمہ میں اور نہیں حدیث میں وہ

چیز کہ دلالت کرے کہ کفارہ ساقط ہو جاتا ہے بلکہ اس میں وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر ہمیشہ رہنے اس کے کی عاجز پر اور جمہور کہتے ہیں کہ تنگی سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا اور جس میں حضرت ﷺ نے اس کو تصرف کی اجازت دی وہ کفارہ نہیں تھا پھر ان کو اختلاف ہے زہری نے کہا کہ یہ فقط اسی مرد کے ساتھ خاص تھا اور کسی کو جائز نہیں اور اسی طرف میلان کی ہے امام الحرمین نے اور جواب اس کا یہ ہے کہ اصل عدم خصوصیت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ منسوخ ہے یہ حکم پہلے تھا اب نہیں اور قائل نسخ نے ناسخ کو بیان نہیں کیا پس دعوی نسخ بھی ٹھیک نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس کے اہل سے وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ ان پر لازم نہیں قرابتوں اس کے سے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ کا لیکن ایک روایت میں صریح آ چکا ہے کہ آپ ﷺ نے خود اس کو بھی اس سے کھانے کی اجازت دی اور بعض کہتے ہیں کہ جب اپنے اہل کے نفقہ سے عاجز تھا تو اس کو جائز ہوا کہ کفارے کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر حدیث سے اور شیخ تقی الدین نے کہا کہ اقوی یہ ہے کہ ٹھہرایا جائے دینا کھجوروں کا بطور خیرات کے اس پر اور اس کے اہل پر ساتھ اس صدقہ کے جب کہ ان کی حاجت ظاہر ہوئی اور اس پر کفارہ نہیں ساقط ہوا ساتھ اس کے لیکن کفارے کا اس کے ذمہ پر برقرار رہنا اس حدیث سے ماخوذ نہیں اور اس طرح کہ وہ چیز کہ علت بیان کرتے ہیں ساتھ اس کے تاخیر بیان کے سو اس میں دلالت نہیں اس واسطے کہ علم بالوجوب مقدم ہو چکا ہے اور نہیں وارد ہوئی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر ساقط ہونے کفارے کے اس واسطے کہ جب اس نے حضرت ﷺ کو اپنے عاجز ہونے کی خبر دی پھر اس کو عرق کے نکالنے کا حکم کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ کفارہ عاجز سے ساقط نہیں ہوتا اور شاید کہ موخر کیا بیان کو وقت حاجت تک اور وہ قدرت ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ اس سے ساقط ہو گیا لیکن وہ روایت ضعیف ہے اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی اور حق یہ بات ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اس کو لے اور خیرات کر تو اس نے اس کو قبض نہ کیا بلکہ عذر کیا کہ میں اس کی طرف غیر سے زیادہ محتاج ہوں سو حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کھانے کا اذن دیا سو اگر وہ اس کو قبض کرتا تو مالک ہوتا اس کا ساتھ صفت مشروط کے اور وہ نکالنا اس کا ہے اپنی طرف سے کفارے میں لیکن جب کہ اس نے اس کو قبض نہ کیا تو اس کا مالک نہ ہوا تو جب حضرت ﷺ نے اس کو اذن دیا کہ خود بھی اس سے کھائے اور اپنے اہل کو بھی اس سے کھلائے تملیک مطلق ساتھ نسبت کی طرف اس کی اور اہل اس کے کی اور ہوگا لینا ان کا اس کو ساتھ صفت فقر مذکور کے اور احتمال ہے کہ یہ تملیک شرط اول سے ہو پس نہ لازم آئے گا اس سے ساقط ہونا کفارے کا اور نہ کھانا مرد کا اپنے کفارے سے اور نہ حرج کرنا اس کا ان پر جن کا نفقہ اس پر لازم ہے کفارہ نفس اپنے سے اور آئندہ باب میں تصریح نہیں ساتھ اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو حکم ترجمہ کا اور سوائے اس کے نہیں کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف دونوں احتمال مذکورہ کی ساتھ لانے

صیغہ استفہام کے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک سوال کرنا ہے حکم اس چیز سے کہ کرے اس کو مرد مخالف شرع کے اور اس کے ساتھ بات کرنی اور کرنا استعمال کنایہ کا اس میں جس کا ذکر قبیح ہو جیسا کہ اس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر گرا اور ایک یہ کہ طالب علم کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے اور گناہ پر نادم ہونا چاہیے اور یہ کہ جائز ہے بیٹھنا بیچ مسجد کے واسطے غیر نماز کے مصالح دینیہ سے مانند پھیلانے علم کی اور یہ کہ جائز ہے ہنسنا وقت وجوب سبب اس کے کے اور خبر دینا مرد کو ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس سے ساتھ اہل اپنے کے واسطے حاجت کی اور یہ کہ جائز ہے قسم کھانی واسطے تاکید کلام کے اور قبول کرنا قول مکلف کا اس چیز میں کہ نہیں اطلاع پائی جاتی اس پر مگر اس کی طرف سے اور اس میں مدد کرنی ہے عبادت پر اور سعی کرنی مسلمان کے خلاص کرنے میں اور دینا ایک کو زیادہ حاجت سے اور دینا کفارے کا ایک اہل بیت کو اور جو خود مضطر ہو اس کو دوسرے مضطر کو دینا واجب نہیں (فتح) اور بعض علماء نے اس حدیث سے ہزار مسئلہ نکالا ہے۔

بَابُ الْمُجَامِعِ فِیْ رَمَضَانَ هَلْ یُطْعِمُ أَهْلَهُ مِنَ الْكَفَّارَةِ إِذَا كَانُوْا مَحَاوِیْجَ

جو رمضان میں جماع کرے کیا وہ اپنے اہل کو کفارے سے کھلائے جب کہ محتاج ہوں

فائدہ: اس باب اور پہلے باب میں منافات نہیں اس واسطے کہ پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ تنگی کے ساتھ کفارہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس میں ہے کہ چاہیے کہ کفارہ دے اور اس باب میں تردد ہے اس میں کہ جس میں اس کو تصرف کا اذن ہے کیا وہ نفس کفارہ ہے یا نہیں اور اسی پر محمول ہو گا لفظ ترجمہ کا۔ (فتح)

۱۸۰۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْاٰخِرَ وَقَعَ عَلٰی امْرَأَتِهٖ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِیْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا قَالَ أَفَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهٖ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا قَالَ لَا قَالَ فَأُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیْهِ تَمْرٌ وَّهُوَ الزَّبِیْلُ قَالَ أَطْعِمْ هٰذَا عَنْكَ

۱۸۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ نیکی سے دور یعنی میں رمضان میں اپنی عورت پر واقع ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو پاتا ہے وہ چیز کہ غلام آزاد کرے اس نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو روزے رکھے دو مہینے کے پے در پے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کیا تو مقدور رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس نے کہا کہ نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرق آیا اس میں کھجوریں تھی اور وہ زنبیل ہے فرمایا کہ اس کو اپنی طرف سے کھلا اس نے کہا کہ کیا ہم اپنے سے زیادہ محتاج کو کھلائیں اور نہیں مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان کوئی زیادہ تر محتاج ہم سے فرمایا کہ

قَالَ عَلٰی اَحْوَجَ مِنَّا مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا اَهْلُ بَیْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا قَالَ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ.

یہ اپنے بال بچوں کو کھلا۔

بَابُ الْحِجَامَةِ وَالْقَیْءِ لِلصَّائِمِ

روزے دار کو سینگی لگوانی اور قے کرنا جائز ہے یا نہیں

فائدہ: یعنی کیا وہ دونوں روزے کو فاسد کر دیتے ہیں یا ایک فاسد کرتا ہے یا نہیں اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے قے اور حجامت کو جمع کیا باوجود یہ کہ وہ ایک دوسرے کے غیر ہیں اور عادت اس کی تفریق تراجم کی ہے جب کہ اس حدیث میں پائے جائیں چہ جائیکہ دو حدیثوں میں پائے جائیں اور سوائے اس کے نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کام اس واسطے کیا کہ ان دونوں کا ماخذ ایک ہے اس واسطے کہ وہ اخراج ہے اور اخراج افطار کو تقاضا نہیں کرتا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا حکم بیان نہیں کیا لیکن باب کی حدیثوں اور اثروں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور سلف کو دو مسئلوں میں اختلاف ہے ایک قے میں اس طرح قے پس جمہور کا مذہب ہے کہ جس کو خود بخود بے اختیار قے آ جائے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور جو جان بوجھ کر قے کرے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ جان بوجھ کر قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مطلق نہیں ٹوٹتا اور یہی ہے ایک روایت امام مالک سے اور استدلال کیا ہے ابہری نے ساتھ ساقط کرنے قضاء اس شخص کے کہ جان بوجھ کر قے کرے بایں طور کہ اس پر کفارہ نہیں اصح قول پر سو اگر قضاء واجب ہوتی تو کفارہ بھی واجب ہوتا اور بعض نے اس کا عکس کیا ہے پس کہا کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ کفارہ خاص ہے ساتھ جماع کے اس کے غیر میں نہیں یعنی اور روزے توڑنے والی چیزوں میں اور عطاء اور اوزاعی اور ابوثور نے کہا کہ قضاء کرے اور کفارہ دے اور نیز ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ جس کو بے اختیار قے آئے اس پر قضاء نہیں مگر حسن کی ایک روایت میں اور دوسرا مسئلہ حجامت کا ہے سو اس میں جمہور کا مذہب یہی ہے کہ سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اس کو روزہ پورا کرنا چاہیے اور یہی مذہب ہے انس اور ابوسعید اور حسن بن علی وغیرہ اصحاب اور تابعین اور علی اور عطاء اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابوثور کا یہ مذہب ہے کہ دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے سینگی لگوانے والے کا بھی اور لگانے والے کا بھی اور کہتے ہیں کہ اس پر قضاء واجب ہے اور خلاف کیا ہے عطاء نے سو کہا کہ کفارہ بھی واجب ہے اور قائل ہیں ساتھ قول احمد کے ابن خزیمہ اور ابن منذر نے اور ابو ولید اور ابن حبان اور ترمذی نے کہا کہ شافعی نے کہا کہ اگر حدیث صحیح ہو تو میں اس کے ساتھ قائل ہونگا اور یہی قول ہے داودی مالکی کا اور فریقین کی حجت کو بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ لِیْ یَحْیَی بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب روزے دار

بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا قَآءَ فَلَا يُفْطِرُ إِنَّمَا يُخْرِجُ وَلَا يُوْلِجُ.

قے کرے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا کہ وہ تو صرف ایک چیز پیٹ سے نکلتی ہے اور اس میں داخل نہیں ہوتی۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ اس حدیث سے نکالا جاتا ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم ظاہر حدیثوں کو من حیث الجملہ قیاسوں کے ساتھ تاویل کیا کرتے تھے اور دوسرے نے اس حصر کو منی سے توڑ دیا ہے اس واسطے کہ وہ بھی پیٹ سے نکلتی ہے اور وہ موجب ہے قضاء کو اور کفارے کو۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ يُفْطِرُ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعِكْرِمَةُ الصَّوْمُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ وَاحْتَجَمَ أَبُوْ مُوْسٰى لَيْلًا وَيُذْكَرُ عَنْ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأُمِّ سَلَمَةَ احْتَجَمُوْا صِيَامًا وَقَالَ بُكَيْرٌ عَنْ أُمِّ عَلْقَمَةَ كُنَّا نَحْتَجِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَا تَنْهٰى وَيُرْوٰى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوْعًا فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ وَقَالَ لِيْ عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهُ قِيْلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ.

اور نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور پہلی روایت یعنی روزہ ٹوٹنے کی زیادہ ترصیح ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ روزہ اس چیز سے ہے کہ داخل ہو نہ اس چیز سے کہ باہر نکلے' اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ سینگی کھچواتے روزے کی حالت میں پھر اس کو چھوڑ دیا سو تھے سینگی لگواتے رات کو' اور سینگی لگوائی ابو موسیٰ نے رات کو' اور ذکر کیا جاتا ہے سعد سے اور زید بن ارقم سے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے کہ انہوں نے روزے کی حالت میں سینگی کھچوائی' اور بکیر نے ام علقمہ سے روایت کی کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک سینگی لگواتے تھے سو ہم منع نہ کیے جاتے تھے' اور حسن نے کئی اصحاب رضی اللہ عنہم سے مرفوعا روایت کی ہے کہ سینگی لگوانے والے اور لگانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے' اور حسن رضی اللہ عنہ سے اس اسناد کے ساتھ جس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا حسن سے ایسے ہی مروی ہے عیاش سے کہا گیا کیا یہ حدیث مرفوع ہے انہوں نے کہا ہاں پھر فرمایا اللہ خوب جانتا ہے۔

فائدہ: اور یہی مذہب ہے امام احمد کا اور تینوں امام کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا نہ سینگی لگانے والے کا نہ لگوانے والے

کا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان دونوں نے روزے کے توڑنے کے ساتھ تعرض کیا لگانے والے نے تو اس کے واسطے وہ بے خوف نہیں اس سے کہ کوئی چیز خون سے اس کے پیٹ میں پہنچے اور اسی طرح محجوم پس اس وجہ سے کہ وہ امن میں نہیں اس سے کہ اپنی قوت سے ضعیف ہو جائے اور روزہ توڑنے تک نوبت پہنچے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ان دونوں نے مکروہ فعل کیا اور وہ حجامت ہے سو گویا کہ وہ عبادت کے ساتھ ملتبس نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی اسناد زیادہ تر صحیح ہے پس اگر حجامت سے بچے تو وہ محبوب تر ہے طرف میری از روئے احتیاط کے اور قیاس ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہے اور جو چیز کہ یاد رکھتا ہوں میں اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین اور عام اہل علم سے وہ یہ ہے کہ سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتح)

۱۸۰۲۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

۱۸۰۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی کھچوائی احرام کی حالت میں اور سینگی کھچوائی روزے کی حالت میں۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ حدیث اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ منسوخ ہے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر عمر میں واقع ہوا اور اسی طرح کہا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں سینگی لگوانی درست ہے۔ (فتح)

۱۸۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

۱۸۰۳۔ ترجمہ اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۱۸۰٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَكُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ وَزَادَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۸۰۴۔ ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم روزے دار کو روزے کی حالت میں سینگی کھچوانی مکروہ جانتے تھے اس نے کہا کہ نہیں مگر ضعف کے سبب سے کہ مبادا ضعف لائے اور اس کو روزے سے باز رکھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ضعف کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ (فتح) وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِفْطَارِ
یعنی سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی مباح ہے اور مکلّف کو اختیار ہے کہ خواہ رکھے یا نہ رکھے برابر ہے کہ رمضان کا روزہ ہو یا کوئی اور۔ (فتح)

۱۸۰۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمٰى بِيَدِهٖ هَا هُنَا ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ تَابَعَهٗ جَرِيْرٌ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ۔

۱۸۰۵۔ ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی آفتاب باقی ہے یعنی اس کی روشنی باقی ہے اور ابھی افطار کا وقت نہیں ہوا فرمایا اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو وہ اترا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ستو گھولے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو پیئے پھر اپنے ہاتھ سے اس جگہ اشارہ کیا یعنی پچھم کی طرف پھر فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ اس طرف آئے اور ادھر سے یعنی پورب کی طرف سے سیاہی نمود ہو تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول وقت بہت جلد روزہ کھولتے تھے کہ بعض لوگوں کو شبہ رہتا تھا کہ شاید ابھی دن باقی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب آفتاب غروب ہو اور پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو وہی وقت ہے روزہ کھولنے کا۔

۱۸۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَسْرُدُ الصَّوْمَ۔

۱۸۰۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمر اسلمی نے کہا کہ یا حضرت! میں پے در پے روزے رکھتا ہوں۔

۱۸۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ

۱۸۰۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمر اسلمی نے کہا کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میں سفر میں روزے

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَأَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ.

رکھتا ہوں اور وہ بہت روزے رکھا کرتا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو روزہ رکھ اور چاہے تو نہ رکھ یعنی سفر میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں پے در پے روزے رکھتا ہوں تو استدلال کیا گیا ہے اس سے اس پر کہ ہمیشہ کا روزہ رکھنا درست ہے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ تتابع بدون صوم دہر کے بھی صادق آتا ہے پس اگر ثابت ہو کہ ہمیشہ روزہ رکھنا منع ہے تو یہ پے در پے روزہ رکھنے کا اذن اس کے معارض نہیں ہو سکتا بلکہ تطبیق ان کے درمیان واضح ہے اور یہ جو کہا کہ میں سفر میں روزہ رکھتا ہوں تو اس میں تصریح نہیں کہ وہ رمضان کا روزہ تھا پس نہ ہوگی اس میں حجت اس شخص پر جو سفر میں رمضان کا روزہ منع کرتا ہے کذا قال ابن دقیق میں کہتا ہوں کہ باب کی حدیث کی نسبت تو یہ خیال ٹھیک ہے کہ وہ مانع صَوْمٌ فِيْ سَفَرٍ پر حجت نہیں لیکن مسلم میں ہے کہ اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو سفر میں روزہ رکھنے کی قوت ہے تو کیا پس مجھ پر گناہ ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا اللہ کی طرف سے رخصت ہے سو جس نے اللہ کی رخصت کو لیا اس نے خوب کیا اور جو روزہ رکھنا چاہے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور یہ مشعر ہے کہ اس نے فرض روزے کا حکم پوچھا تھا اور یہ اس واسطے ہے کہ رخصت کا لفظ واجب کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا صَامَ أَيَّامًا مِّنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ

جب کوئی رمضان کے کچھ روزے رکھے پھر سفر کرے اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: یعنی کیا اس کو سفر میں روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ جو اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے وہ ضعیف ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ جو اپنے وطن میں رمضان کا چاند دیکھے پھر اس کے بعد سفر کرے تو نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ روزہ نہ رکھے واسطے دلیل اس آیت کے کہ جو کوئی تم میں سے یہ مہینہ پائے تو چاہیے کہ اس کا روزہ رکھے اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ نہیں فرق ہے درمیان اس کے اور درمیان اس شخص کے جو سفر میں رمضان کا چاند دیکھے پھر بیان کیا ابن منذر نے ساتھ اسناد صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کہ یہ آیت (کہ جو تم میں سے یہ مہینہ پائے تو چاہیے کہ اس کے روزے رکھے) منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ الآیۃ یعنی اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو لازم ہے اس پر گنتی اور دنوں سے پھر کہا کہ جمہور کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو اس باب میں مذکور ہے۔ (فتح)

١٨٠٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْكَدِيْدُ مَآءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ.

١٨٠٨۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں کے کی طرف نکلے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب قدید میں (ایک جگہ کا نام ہے درمیان کے اور مدینے کی دو منزل کے سے) پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھول ڈالا اور لوگوں نے بھی روزہ کھولا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ قدید ایک پانی کا نام ہے درمیان عسفان اور قدید کے۔

فائدہ: اور ایک روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدید میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ لوگوں پر روزہ مشکل ہوا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دودھ کا پیالہ منگوایا اور اس کو ہاتھ میں پکڑا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ پیا اور روزہ کھولا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ ایک آدمی کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھا دیا اس نے بھی پیا سو اس کے بعد کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بعض لوگوں نے روزہ نہیں کھولا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہیں نافرمان لوگ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اس پر کہ سفر میں روزہ کھولنا ضروری ہے اور نہیں دلالت ہے اس میں اس پر کہ کما سیاتی اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مسافر کو جائز ہے کہ دن کے درمیان روزہ کھولے اگرچہ اس نے رمضان کا چاند وطن میں دیکھا ہو اور یہ حدیث ہے جواز میں اس واسطے کہ نہیں خلاف ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال رمضان میں چاند دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تھے پھر رمضان کے درمیان سفر کیا دسویں رمضان کو مدینے سے چلے اور انیسویں کو کے میں پہنچے اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے مرد کو یہ کہ افطار کرے اگرچہ رات سے روزے کی نیت کی ہو اور روزے کی حالت میں صبح کی ہو پس جائز ہے اس کو یہ کہ افطار کرے بیچ دن کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اسی کے ساتھ یقین کیا ہے اکثر شافعیہ نے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو روزہ کھولنا درست نہیں اور گویا کہ سند اس قول کی وہ ہے جو کتاب بویطی میں واقع ہوا ہے متعلق کرنے قول سے ساتھ اس سے اوپر صحیح ہونے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اور یہ سبب اس کا حکم ہے کہ سفر میں روزے کی نیت کرے اور اگر اقامت کی حالت میں روزے کی نیت کرے پھر دن کے درمیان سفر کرے تو کیا اس کو جائز ہے یہ کہ دن کے درمیان روزہ رکھ لے جمہور کہتے ہیں کہ اس کو روزہ کھولنا جائز نہیں اور امام احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ جائز ہے اور اختیار کیا ہے اس کو مزنی نے اس حدیث کی دلیل سے اس نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس دن مدینے سے چلے تھے اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولا تھا حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ مدینے اور قدید کے درمیان کئی دن کا فاصلہ ہے

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ روزے کی حالت میں سفر کا ارادہ کرتے تھے تو روزہ کھولتے تھے پہلے اس سے کہ سوار نہ ہوتے پھر نہیں فرق ہے نزدیک ان کی جو روزہ کھولنے کو جائز رکھتے ہیں جس چیز سے چاہے افطار کرے یعنی خواہ کھانے پینے سے ہو یا جماع وغیرہ سے اور امام احمد کا مشہور قول ہے کہ کھانے پینے اور جماع کے درمیان فرق ہے جماع سے روزہ کھولنا درست نہیں اور اس کے سوا اور چیزوں سے درست ہے اور اگر جماع سے روزہ کھولے تو اس پر کفارہ ہے مگر یہ کہ جماع سے پہلے کسی اور چیز کے ساتھ روزہ کھولے اور اعتراض کیا ہے بعض مانعین نے اصل مسئلے میں سو کہا کہ نہیں دلالت ہے حدیث میں اس پر کہ جس دن حضرت ﷺ نے روزہ کھولا تھا اس رات کو آپ ﷺ نے روزے کی نیت کی تھی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے اس رات کو روزے کی نیت نہ کی ہو بلکہ روزہ نہ رکھنے کی نیت کی ہو پھر افطار کو لوگوں کے سامنے ظاہر کیا تا کہ لوگ بھی روزہ کھولیں لیکن سیاق حدیث کا اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے روزے کی حالت میں صبح کی پھر روزہ کھولا۔ (فتح)

بَابٌ
یہ باب ترجمہ سے خالی ہے

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور ضروری ہے کہ ابو درداء کی حدیث کو پہلے باب سے تعلق ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے رمضان کے اندر حضرت ﷺ کے روبرو روزہ کھولا اور حضرت ﷺ نے ان پر انکار نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کھولنا جائز ہے اور اس سے رد ہوا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں سفر کرے اس کو روزہ کھولنا درست نہیں۔ (فتح)

۱۸۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ إِسْمَاعِيْلَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ حَتّٰى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِيْنَا صَائِمٌ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ رَوَاحَةَ.

۱۸۰۹۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے بعض سفر دن میں نکلے بیچ دن گرم کے یہاں تک کہ آدمی شدید گرمی کے سبب سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتا تھا اور نہ تھا ہم میں کوئی روزے دار مگر حضرت ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ۔

فائدہ: اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ رمضان میں نکلے سخت گرمی میں اور اس زیادت کے ساتھ تمام ہوگی مراد استدلال سے اور اس سے رد ہوگا قول ابن حزم کا کہ اس حدیث میں حجت نہیں اس

واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ روزہ نفل ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو طاقت رکھتا ہے اور اس کو سخت تکلیف نہ ہو تو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مکروہ نہیں بلکہ درست ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ.

باب ہے بیچ بیان فرمان حضرت ﷺ کے واسطے اس شخص کے کہ اس پر سایہ کیا گیا تھا اور اس کو سخت گرمی پہنچی تھی کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ نیک کام نہیں۔

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت ﷺ نے جو اس کے حق میں یہ حدیث فرمائی تو اپنی سخت تکلیف کے سبب سے فرمائی اور ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی شدت مشقت سے جمع کیا جائے گا درمیان حدیث باب کی اور جو اس سے پہلے ہے پس حاصل یہ ہے کہ جو طاقت رکھتا ہو اس کے واسطے روزہ رکھنا افضل ہے نہ رکھنے سے اور جو مشقت کی تحقیق نہ کر سکتا ہو اس کو اختیار ہے خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اور سلف کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا فرض سے کفایت نہیں کرتا مگر سفر میں روزہ رکھے حضر میں اس کی قضاء اس پر واجب ہے واسطے ظاہر اس آیت کی فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اور واسطے اس حدیث کے اور یہ قول بعض اہل ظاہر کا ہے اور یہی محکی ہے عمر اور ابی عمر اور ابو ہریرہ اور زہری اور ابراہیم نخعی وغیرہ سے کہتے ہیں کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ لازم ہے اس پر گنتی اور دنوں سے اور جمہور اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ افطار کرو اور دنوں سے گنتی پوری کرو اور مقابل اس قول کے قول اس شخص کا ہے جو کہتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا درست نہیں مگر اس شخص کو جو اپنی جان پر ہلاک یا شدت تکلیف کا خوف رکھتا ہو یہی محکی ہے ایک قوم سے اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو قادر ہو اور اس پر روزہ رکھنا دشوار نہ ہو اس کو سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور ان میں سے بہت علماء کہتے ہیں کہ روزہ رکھنا افضل ہے واسطے عمل کرنے رخصت پر اور یہی قول ہے اوزاعی اور احمد اور اسحاق کا اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ اس کو مطلق اختیار ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جو آسان ہو وہ افضل ہے واسطے اس آیت کے کہ ارادہ کرتا ہے اللہ ساتھ تمہاری آسانی کا اور یہی قول ہے عمر بن عبدالعزیز کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور ترجیح جمہور کے قول کو ہے لیکن کبھی افطار کرنا افضل ہوتا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس پر روزہ دشوار ہو اور اس کے ساتھ تکلیف پائے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو کہا کہ جو سفر میں روزہ رکھے اس پر پہاڑ کے برابر گناہ ہے سو یہ روایت محمول ہے اس شخص کے حق میں جو رخصت سے اعراض کرے اور منہ پھیرے اور اس کے ساتھ اعتقاد نہ رکھے اور اسی طرح جو کوئی اپنی جان پر خوف کرے کہ اگر میں سفر میں روزہ رکھوں گا تو ریا اور خود پسندی لازم آئے گی تو اس کو بھی افطار کرنا افضل ہے اشارہ کیا ہے طرف اس کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور جو سفر میں روزہ رکھنے

کو منع کرتے ہیں ان کی دلیل ایک یہ بھی ہے جو اس حدیث کی ایک طریق میں واقع ہوا ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا آخری امر ہے پس سفر میں روزہ رکھنا منسوخ ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ لفظ حدیث میں مدرج ہے اور نیز دلیل ان کی یہ ہے پہلے آپ ﷺ نے روزہ رکھا پھر افطار کیا اور روزہ رکھنے والے کو گناہ کی طرف منسوب کیا لیکن اس میں اس کے منسوخ ہونے کی دلیل نہیں اس واسطے کہ مسلم میں ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت ﷺ کے ساتھ اس کے بعد سفر میں روزے رکھتے تھے اور یہ حدیث نص ہے مسئلے میں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اس باب میں مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس کے سبب پر نکلی سو اس پر بند کی جائے گی یعنی یہ حدیث آپ ﷺ نے تکلیف کے سبب سے فرمائی ہے سو جس کو ایسی سخت تکلیف ہو جیسا کہ اس شخص کو ہوئی تھی اس کو روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اسی طرف میلان ہے بخاری رحمہ اللہ کا اس باب میں اور جس کو سفر میں تکلیف نہ ہو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مکروہ نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نفی نیکی کی محمول ہے اس شخص پر جو قبول رخصت سے انکار کرے اور روزے میں اس حالت کو پہنچے خواہ فرض ہو یا نفل اور احتمال ہے کہ معنی اس کے یہ ہوں کہ نہیں نیکی مفروض سے کہ جو اس کی مخالفت کرے گنہگار ہوگا۔ (فتح)

١٨١٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَرَاٰى زِحَامًا وَّرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا صَآئِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ.

١٨١٠۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک سفر میں تھے سو لوگوں کا ہجوم دیکھا اور ایک شخص کو دیکھا (کہ غش میں پڑا ہے) اور لوگوں نے اس پر سایہ کیا ہے فرمایا کہ یہ ہجوم کیسا ہے لوگوں نے کہا کہ روزے دار ہے سو فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ نیک کام نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجت کے وقت رخصت کر لینا مستحب ہے اور اس کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ لَّمْ يَعِبْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الصَّوْمِ وَالْإِفْطَارِ.

حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے بعض نے بعض پر روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں عیب نہ کیا۔

فائدہ: یعنی سفر میں اور اشارہ ہے اس میں طرف تاکید اس چیز کی کہ اعتماد کیا اس پر تا دیل حدیث سے جو پہلے ہے اور یہ کہ وہ محمول ہے اس شخص پر جس کو روزہ رکھنا بہت دشوار ہو اور اس میں بہت تکلیف ہو اور جس کو تکلیف نہ ہو نہ

عیب کیا جائے اس پر روزہ رکھنے کو اور نہ رکھنے کو یعنی خواہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اس پر عیب نہ کیا جائے۔

۱۸۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّآئِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّآئِمِ.

۱۸۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے سو نہ کوئی روزے دار بے روزہ پر عیب کرتا تھا اور نہ بے روزہ روزے دار پر عیب کرتا تھا۔

بَابُ مَنْ أَفْطَرَ فِي السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ

جو سفر میں روزہ کھولے تا کہ اس کو لوگ دیکھیں اور اس کی پیروی کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی جب کہ وہ شخص مقتدا ہو اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ افطار روزے کا افضل ہونا نہیں خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ اس کو روزہ تکلیف دے یا ریا اور خود پسندی سے ڈرے یا گمان کرے ساتھ اس کے اعتراض کا رخصت سے بلکہ ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ اقتدا کی جائے ساتھ اس کے تا کہ تابعداری کرے اس کی وہ شخص کہ واقع ہو اس کے لیے کوئی چیز تینوں امروں سے اور اس وقت اس کے حق میں روزہ افطار کرنا افضل ہوگا واسطے فضیلت بیان کے۔ (فتح)

۱۸۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى يَدَيْهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

۱۸۱۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے سے مدینے کی طرف نکلے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان میں پہنچے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا تا کہ وہ لوگوں کو دکھا دیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولا یہاں تک کہ مکے میں آئے اور یہ رمضان کے مہینے میں تھا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور افطار کیا یعنی کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہ رکھا سو جو چاہے روزہ رکھے اور چاہے نہ رکھے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جن کو طاقت ہے روزہ رکھنے کی تو بدلہ چاہیے ایک فقیر کا کھانا

فائدہ: یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا احد الواجبین من تخییر تھی یعنی روزہ رکھنے اور بدلہ دینے میں اختیار تھا جو چاہتا تھا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا لیکن جو روزہ نہ رکھتا تھا اس کو حکم تھا کہ ہر روز کے بدلے ایک فقیر کو کھانا کھلاتا تھا اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کلمہ لا کا یہاں محذوف ہے اور یہ آیت شیخ فانی یعنی بڑے بوڑھے اور بیمار کے حق میں ہے کہ اس کو تندرستی کی امید نہ ہو۔

قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ نَسَخَتْهَا ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ منسوخ کیا اس آیت کو اس آیت نے مہینہ رمضان کا جس میں نازل ہوا ہے قرآن ہدایت واسطے لوگوں کے اور کھلی نشانیاں راہ کی اور فرقان پھر جو کوئی پائے تم میں سے یہ مہینہ تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو گنتی پوری کرے اور دنوں سے تشکرون تک۔

فائدہ: اور مراد اس سے یہاں یہ آیت ہے کہ جو کوئی پائے تم میں سے یہ مہینہ تو چاہیے کہ اس کے روزے رکھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کا روزہ رکھنا فرض ہے اس واسطے کہ یہ امر ہے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے پس آیت ناسخ ہے واسطے پہلی آیت کے جس میں روزے اور فدیہ کا اختیار تھا۔

وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ رَمَضَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَكَانَ مَنْ أَطْعَمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَّنْ يُطِيْقُهُ وَرُخِصَ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ فَنَسَخَتْهَا ﴿وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ فَأُمِرُوْا بِالصَّوْمِ.

اور ابن نمیر نے ابن ابی لیلی سے روایت کی ہے کہ حدیث بیان کی ہے ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہ رمضان کے روزے کا حکم اترا سو ان پر دشوار ہوا سو طاقت والوں میں سے جو ایک فقیر کو کھانا کھلاتا تھا وہ روزہ رکھتا تھا اور ان کو اس میں رخصت دی گئی تھی سو منسوخ کیا اس کو اس آیت نے کہ روزہ رکھنا تمہارے واسطے بہتر ہے تو ان کے روزے کا حکم ہوا۔

فائدہ: یہاں یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ بہتر ہونا فرضیت کو تقاضا نہیں کرتا بلکہ مشارکت کو اصل خیریت میں اور

کرمانی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ روزہ تطوع بالفدیہ سے بہتر ہے اور تطوع ساتھ فدیہ کے سنت ہے اور بہتر سنت سے نہیں ہوتا مگر واجب اور یہ جواب ٹھیک نہیں اور خاص کر روزے کی فرضیت اس آیت سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ واجب مخیّر ہے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ روزہ افضل ہے اور بعض واجب مخیّر کا واجب سے افضل ہونا جائز ہے اس میں کوئی اشکال نہیں اور یہ سب حدیثیں متعلق ہیں اس پر کہ آیت وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ منسوخ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ وہ محکم ہے اور مخصوص ہے ساتھ شیخ فانی کے۔ (فتح)

۱۸۱۳۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَرَأَ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ قَالَ هِيَ مَنْسُوْخَةٌ.

۱۸۱۳۔ نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آیت فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ پڑھی اور کہا کہ یہ منسوخ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ فدیہ کی آیت منسوخ ہے۔

بَابٌ مَتٰى يُقْضٰى قَضَآءُ رَمَضَانَ

رمضان کا قضاء شدہ روزہ کب قضاء کیا جائے

فائدہ: یعنی اگر رمضان کے روزے کسی عذر سے فوت ہو جائیں تو کب رکھیں جائیں اور نہیں مراد ہے قضاء کرنا قضاء رمضان کا جیسا کہ ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہے اور مراد استفہام سے یہ ہے کہ کیا ان کی قضاء پے در پے متعین ہے یا جائز ہے رکھنا ان کا جدا جدا اور کیا متعین ہے یہ بات کہ فی الفور رکھے جائیں یا جائز ہے دیر کرنی ان میں اور ظاہر بخاری رضی اللہ عنہ کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دیر سے رکھنا بھی درست ہے اور ان کو جدا جدا کر کے بھی چنانچہ مثلا دس ایک مہینے میں رکھے اور دس دوسرے میں واسطے اس کے کہ بیان کیا ہے اس کو ترجمہ میں آثار سے موافق عادت اپنی کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابن منذر وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ واجب ہے پے در پے رکھنا اور یہی قول ہے بعض اہل ظاہر کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پے در پے قضاء کرے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ مُتَتَابِعَاتٍ سو متتابعات کا لفظ ساقط ہو اور موطا میں ہے کہ یہ قرات ابی بن کعب کی ہے اور یہ اگر صحیح ہو تو مشعر ہے ساتھ اس کے کہ تتابع واجب نہیں گویا کہ پہلے واجب تھا پھر منسوخ ہوا اور جو لوگ جائز رکھتے ہیں ان کو اس میں اختلاف نہیں کہ پے در پے رکھنے اولی ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يُّفَرَّقَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِيْ صَوْمِ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ نہیں ڈر ہے اس میں کہ جدا جدا رکھے جائیں واسطے دلیل اس آیت کی کہ گنتی چاہیے اور دنوں سے یعنی اس واسطے کہ آیت عام

الْعَشْرِ لَا يَصْلُحُ حَتّٰى يَبْدَأَ بِرَمَضَانَ.

ہے تابع اور تفاریق دونوں کو شامل ہے پس جدا جدا روزے رکھنے بھی جائز ہوں گے' اور سعید رضی اللہ عنہ نے ذوالحجہ کے دس روزوں کے باب میں کہا کہ لائق نہیں یہاں تک کہ ابتداء کیا جائے ساتھ قضاء رمضان کے اور تمام کیا جائے ان کو۔

فائدہ: اصل یہ قول اس طرح سے ہے کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ قضاء کیے جائیں روزے رمضان کے عشرہ ذوالحجہ میں اور ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے نفل روزہ رکھنا اس کو جس پر رمضان کا قضاء روزہ باقی ہو مگر اولی اور افضل یہ ہے کہ اول رمضان کا روزہ ادا کرے واسطے قول اس کے کہ لائق نہیں اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے ارشاد میں طرف ابتداء بلا حکم کہ اس سے معلوم ہوا کہ تراخی درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (فتح) اور قسطلانی میں ہے کہ نہیں لائق ہے یہاں تک کہ ابتداء کیا جائے ساتھ رمضان کے یعنی اول اس کا روزہ قضاء کیا جائے اور یہ منع پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اولویت پر اور قیاس چاہتا ہے کہ پے در پے رکھے جائیں تاکہ ملحق ہو یعنی مواق ہو صفت قضاء کی ساتھ صفت ادا کی جیسے کہ رمضان کے روزے رمضان میں پے در پے رکھے جاتے ہیں ویسے قضاء بھی پے در پے رکھے جائیں تاکہ قضاء ادا کے موافق ہو اور نیز اس میں جلدی ہے واسطے پاک ہونے ذمہ سے اور واجب نہیں واسطے مطلق ہونے آیت کی۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِذَا فَرَّطَ حَتّٰى جَآءَ رَمَضَانُ آخَرُ يَصُوْمُهُمَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ طَعَامًا.

اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جب قصور کرے یعنی جو روزہ اس پر قضاء ہوا اور اس کو قضاء نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آئے تو دونوں کے روزے رکھے یعنی اس کو قضاء سابق پر موقوف نہ رکھے اور نہیں دیکھا ابراہیم نے اس میں کھانا کھلانا۔

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص رمضان میں بیمار ہوا سو اس سے رمضان کے کل روزے یا بعض روزے قضاء ہوئے پھر اس کو قضاء نہ کیا یہاں تک کہ دوسرا رمضان آیا اور وہ بھی قضاء ہوا تو دونوں رمضان کے روزے جدا جدا رکھے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قضاء میں تراخی یعنی دیر کرنی درست ہے فی الفور واجب نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مُرْسَلًا وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ يُطْعِمُ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ الْإِطْعَامَ إِنَّمَا قَالَ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرسل اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ کہ کھانا دے تاخیر قضاء پر یعنی روزہ قضاء کرے اور تاخیر کے بدلے کھانا دے اور امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں ذکر کیا اللہ نے کھانا صرف یہ فرمایا کہ گنتی چاہیے اور دونوں سے یعنی یہ قول ان کا آیت کے مخالف ہے۔

فائدہ: اصل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول اس طور سے ہے کہ اگر آدمی رمضان میں بیمار ہو پھر تندرست ہو قضاء روزے نہ رکھے یہاں تک پائے اس کو دوسرا رمضان تو چاہیے کہ حاضر رمضان کا روزہ رکھے پھر اس کے بعد پہلے رمضان کو قضاء کرے اور ہر دن کے بدلے ایک فقیر کو کھانا دے بدلے قصور تاخیر کے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور یہی ہے قول طحاوی کا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور نافع کہتے ہیں کہ کھانا نہ دے صرف روزے قضاء کرے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قضاء رمضان کی تاخیر درست ہے گو فدیہ دینا آیا ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ یا مناسب اعتبار مخالفت کے ہے۔ (فتح)

١٨١٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقْضِيَ إِلَّا فِيْ شَعْبَانَ قَالَ يَحْيٰى الشُّغْلُ مِنَ النَّبِيِّ أَوْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۸۱۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شان یہ تھا کہ رمضان کے قضاء روزے مجھ پر ہوتے تھے سو میں طاقت نہ رکھتی تھی یہ کہ قضاء کروں مگر شعبان میں اور یحییٰ راوی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قضاء سے مانع مشغول ہونا تھا ساتھ خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

فائدہ: یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ جو رمضان کے قضاء روزے ہوتے تھے بہ سبب عذر حیض کے تو ان کو ان کے رکھنے کی فرصت نہ ملتی تھی سوائے شعبان کے اس واسطے کہ اور دنوں میں مستعد رہتی تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں کہ جب صحبت کے لیے بلائیں تو حاضر ہوں اور شعبان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر روزے سے ہوتے تھے پس یہ فرصت پاتی تھی اور روزے قضاء کرتی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کے روزوں کی قضاء میں دیر کرنی درست ہے برابر ہے کہ عذر سے ہو یا بدون عذر وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں جائز ہے تاخیر قضاء کی یہاں تک کہ داخل ہو رمضان دوسرا۔ (فتح)

بَابُ الْحَائِضِ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ

حیض والی عورت حیض کی حالت میں روزے اور نماز کو چھوڑ دے

فائدہ: باب میں قضاء کا حکم بیان نہیں ہوا تا کہ ترجمہ باب حدیث کے مطابق ہو جائے اس واسطے کہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں اور لفظ ترک اس واسطے بولا کہ اس میں اشارت ہے کہ یہ ممکن ہے اور اس کو چھوڑنا اس واسطے ہے

کہ اس کی مباشرت کو شرع نے منع کیا ہے (فتح)

وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ إِنَّ السُّنَنَ وَوُجُوهَ الْحَقِّ لَتَأْتِي كَثِيرًا عَلٰى خِلَافِ الرَّأْيِ فَمَا يَجِدُ الْمُسْلِمُوْنَ بُدًّا مِّنِ اتِّبَاعِهَا مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ.

یعنی ابوزناد نے کہا کہ سنتیں اور حق کی وجہیں اکثر عقل کے مخالف ہوتی ہیں یعنی شرع کے بہت احکام عقل کے مخالف ہیں پس نہیں پاتے مسلمان کوئی چارہ ان کی تابعداری سے از انجملہ یہ ہے کہ حائضہ روزہ قضاء کرے اور نماز قضاء نہ کرے کہ وہ اس کو معاف ہے۔

فائدہ: یعنی عقل چاہتی ہے کہ دونوں فرضوں کو قضاء کیا جائے نماز کو بھی اور روزے کو بھی لیکن عقل ایمانی جو کچھ اس کے برخلاف ہے اس کی وجہ نہیں چاہتی بلکہ جانتی ہے کہ اس میں کوئی حکمت بالغہ ہوگی اور فقہاء نے اس فرق مذکور میں کلام کی ہے اور بہت نے ان میں اعتماد کیا ہے اس پر کہ نماز بار بار آتی ہے پس اس کی قضاء مشکل ہے بخلاف روزے کے کہ وہ ہر سال ایک بار آتا ہے اور ایک فرق یہ ہے کہ اگر حائضہ فجر سے پہلے پاک ہو جائے اور روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے نزدیک جمہور کے اور نہیں موقوف ہے غسل پر بخلاف نماز کے کہ وہ غسل پر موقوف ہے۔ (فتح)

۱۸۱۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ عِيَاضٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذٰلِكَ نُقْصَانُ دِيْنِهَا

۱۸۱۵۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی عورتوں کے جواب میں جب کہ انہوں نے کہا کہ کیا ہے نقصان دین ہمارے کا کہ کیا نہیں جب اس کو حیض ہوتا ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے پس یہ اس کے دین کا نقصان ہے۔

بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ

اگر کوئی مر گیا اور اس پر روزے کی قضاء ہو تو کیا اس کی طرف سے روزے کی قضاء درست ہے یا نہیں اور جب جائز ہوا تو کیا خاص ہے ساتھ ایک روزے کے سوائے دوسرے کے یا سب روزوں کا یہی حکم ہے اور کیا روزہ متعین ہے یا کھانا بھی کافی ہے اور کیا خاص ہے ساتھ اس کے ولی میت کا یا صحیح ہے اس سے بھی اور غیر سے بھی اور اس میں علماء کو اختلاف ہے کما سیاتی۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُوْنَ

اور حسن نے کہا کہ اگر میت کی طرف سے تیس آدمی

رَجُلًا يَوْمًا وَّاحِدًا جَاز. ایک دن روزہ رکھیں تو درست ہے۔

فائدہ: لیکن یہ جواز مقید ہے ساتھ اس روزے کے جس میں پے در پے رکھنا واجب نہیں واسطے مقصود ہونے تتابع کے صورت مذکور میں۔ (فتح)

۱۸۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى بْنِ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ تَابَعَهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ.

۱۸۱۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مر گیا اور اس پر روزے ہوں کہ قضاء نہ کر سکا تو اس کی طرف سے اس کا وارث روزے رکھے۔

فائدہ: یہ امر جمہور کے نزدیک وجوب کے واسطے نہیں اور بعض اہل ظاہر نے اس کو واجب کہا ہے اور علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو اصحاب حدیث کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے روزے رکھنا درست ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ایک جماعت محدثین شافعیہ کا اور بیہقی نے خلافیات میں کہا کہ میں اس کی صحت میں اہل حدیث کے درمیان اختلاف نہیں دیکھتا پس واجب ہے عمل کرنا اور امام شافعی نے قدیم قول میں کہا کہ اگر حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں گا اور امام شافعی نے کہا کہ اگر میں کوئی بات کہوں اور وہ حدیث کی مخالف ہو تو حدیث کو لو اور میری تقلید نہ کرو اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور مالک نے کہا کہ میت کی طرف سے روزہ نہ رکھا جائے اور یہی جدید قول ہے امام شافعی اور لیث اور اسحاق اور احمد اور ابو عبید نے کہا کہ نہ روزہ رکھا جائے میت کی طرف سے مگر نذر کا اور وہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث عموم مقید ہے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور ان دونوں کے درمیان تعارض نہیں تا کہ ان کے درمیان تطبیق دی جائے پس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک صورت مستقل ہے سوال کیا اس سے اس شخص نے جس کو وہ پیش آئی اور اس پر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی پس یہ تقریر ہے قاعدے عام کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بھی اس عموم کی مانند کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے اس واسطے کہ اس کے اخیر میں فرمایا کہ اللہ کا حق زیادہ تر لائق ہے ساتھ قضاء کرنے کے اور اس پر روزہ رمضان کا پس کھانا دیا جائے اس کی طرف سے اور اس پر مالکیہ نے پس جواب دیا ہے باب کی حدیث سے ساتھ دعوی عمل اہل مدینہ کے موافق عادت اپنی کے اور قرطبی نے کہا کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ دعوی مسلم نہیں اور قرطبی نے کہا کہ واجب نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس

کے کہ اکثر جائز رکھنے والے اس کو واجب نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں کہ ولی کو اختیار ہے درمیان کھلانے اور روزے کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد روزے سے کھانا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ پھیرنا لفظ کا ہے اپنے ظاہر سے بغیر دلیل کے اور اس پر حنفیہ نے پس دلیل پکڑی ہے انہوں نے واسطے نہ قائل ہونے کے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے ساتھ اس چیز کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ پوچھی گئیں ایک عورت سے کہ مر گئی تھی اور اس پر روزہ قضاء تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کی طرف سے کھانا کھلایا جائے اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا کہ اپنے مردوں کی طرف سے روزہ نہ رکھو بلکہ کھانا کھلاؤ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی مروی کے برخلاف فتویٰ دیا تو معلوم ہوا کہ عمل ان کی حدیثوں کے برخلاف ہے لیکن ان دونوں اثروں میں کلام ہے اور ان میں وہ چیز ہے کہ منع کرے روزے کو مگر اثر عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور وہ نہایت ضعیف ہے اور راجح یہ بات ہے کہ معتبر وہ چیز ہے جو انہوں نے روایت کی نہ وہ چیز جو انہوں نے اپنے اجتہاد سے کہی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ اجتہاد مخالف ہو اور اس کی سند ثابت نہیں اور اس سے حدیث کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا اور جب حدیث کی صحت ثابت ہو چکی تو محقق چیز ظن سے نہ چھوڑی جائے اور مراد ولی سے ہر قریب ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا یہ ولی کے ساتھ خاص ہے یا کسی اور کو بھی جائز ہے اور راجح یہ بات ہے اس واسطے کہ اصل عدم نیابت ہے عبادت بدنیہ میں اور زندگی میں عبادات میں نیابت داخل نہیں ہوتی پس اسی طرح موت میں بھی مگر جس میں دلیل وارد ہو چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر وارث کسی غیر کو حکم کرے کہ میت کی طرف سے روزے رکھے تو درست ہے جیسا کہ حج میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے مستقل ہونا غیر کا ساتھ اس کے اور ذکر وارث کا واسطے رغبت کے ہے اور ظاہر صنیع بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک بھی یہی اخیر معنی مراد ہیں اور اسی کے ساتھ جزم کیا ہے ابوطیب طبری نے۔ (فتح)

۱۸۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيْهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يُّقْضٰى قَالَ سُلَيْمَانُ

۱۸۱۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مر گئی اور اس پر ایک مہینے کے قضاء روزے ہیں کیا میں ان کو اس کی طرف سے قضاء کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں قرض اللہ کا زیادہ تر لائق ہے ساتھ ادا کرنے کے اور سلیمان نے کہا کہ حکم اور سلمہ نے کہا اور ہم سب بیٹھے تھے جب کہ مسلم نے یہ حدیث بیان کی یعنی اعمش نے یہ حدیث ایک مجلس میں تین آدمیوں سے سنی اول مسلم سے اس نے سعید

فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ وَنَحْنُ جَمِيعًا جُلُوسٌ حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَا سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ وَمُسْلِمٍ الْبَطِينِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُخْتِيْ مَاتَتْ وَقَالَ يَحْيٰى وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ وَقَالَ أَبُوْ حَرِيزٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا صَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا.

بن جبیر سے پھر حکم اور سلمہ نے انہوں نے سعید بن جبیر اور عطاء سے اور مجاہد سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میری بہن مر گئی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور اس پر پندرہ روزے کی قضاء ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے روزے رکھنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ دو واقعہ ہیں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ سائل روزہ نذر سے خثعمیہ ہے اور سائل نذر حج سے جہنیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے روزے اور حج دونوں کا حکم پوچھا ایس پر مختلف ہونا سائل کا کہ مرد تھا یا عورت اور مسئول عنہ کا یہ کہ بہن تھی یا ماں سو یہ اختلاف موضع استدلال میں قادح نہیں اس واسطے کہ غرض اس سے جائز ہونا روزے یا حج کا ہے میت کی طرف

سے اور اس میں کچھ اضطراب نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَتٰی یَحِلُّ فِطْرُ الصَّآئِمِ
روزے دار کو روزہ افطار کرنا کس وقت درست ہے؟

فائدہ: غرض اس باب سے اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ کیا واجب ہے امساک کرنا کسی خبر کا رات سے واسطے ثابت ہونے گزرنے دن کے یا نہیں اور ظاہر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ ثانی احتمال کو ترجیح ہے واسطے ذکر کرنے اس کے کہ ابو سعید کے اثر کو ترجمہ میں لیکن اس کا محل وہ ہے جب کہ حاصل ہو تحقیق غروب آفتاب کا۔ (فتح)

وَاَفْطَرَ اَبُوْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیُّ حِیْنَ غَابَ قُرْصُ الشَّمْسِ
اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روزہ افطار کیا جب سورج غروب ہوا

فائدہ: اس سے روایت ہے کہ ہم ابو سعید کے پاس آئے سو انہوں نے روزہ کھولا اور ہم دیکھتے تھے کہ آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ تحقیق ابو سعید نے جب غروب آفتاب کا متحقق ہو تو اس پر اور کوئی زیادتی طلب نہ کی اور نہ التفات کی طرف موافقت پاس والوں کی اس پر پس اگر اس کے نزدیک رات کی کوئی خبر بند رہنا واجب ہوتا تو اس کی معرفت میں سب مشترک ہوتے۔ (فتح الباری)

۱۸۱۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ هَا هُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ.

۱۸۱۸۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات ادھر سے آئے یعنی پورب کی طرف سے سیاہی نمودار ہو اور پیٹھ دے دن ادھر سے یعنی پچھم کی طرف سے اور آفتاب ڈوب جائے تو روزے دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا۔

فائدہ: اس حدیث میں تین امروں کا ذکر ہے اس واسطے کہ اگرچہ اصل میں آپس میں لازم ہیں لیکن کبھی ظاہر میں لازم نہیں ہوتے کسی امر کے کہ آفتاب کی روشنی کو ڈھانک لے اور اسی طرح جانا دن کا پس اسی واسطے قید کیا ساتھ قول اپنے کے کہ آفتاب ڈوب جائے واسطے اشارت کرنے طرف شرط ہونے تحقق اقبال اور ادبار کے اور یہ کہ وہ دونوں ساتھ واسطہ غروب شمس کے ہیں نہ کسی اور سبب سے اور یہ دوسری حدیث میں مذکور نہیں پس احتمال ہے کہ یہ حدیث حالت بادل پر محمول ہو اور دوسری حدیث حالت صاف ہونے آسمان پر محمول ہو اور احتمال ہے کہ دونوں ایک حالت میں ہوں لیکن ایک راوی نے اس کو یاد رکھا اور دوسرے نے نہ رکھا اور اقبال اور ادبار دونوں کو اکٹھے

اس واسطے ذکر کیا کہ ممکن ہے وجود ایک کا ساتھ عدم تحقق غروب آفتاب کے۔ (فتح)

۱۸۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ يَا فُلَانُ قُمْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّآئِمُ.

۱۸۱۹۔ عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے سو جب آفتاب غروب ہوا تو آپ ﷺ نے بعض قوم کو فرمایا یعنی بلال کو کہ اے فلانے اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ شام کرتے تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ شام کرتے تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا کہ آپ پر تو دن ہے یعنی ابھی دن باقی ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اور آپ ﷺ کے واسطے ستو گھولے سو آپ ﷺ نے ستو پیئے پھر فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ آئے اوپر سے تو روزے دار کا روزے کھولنے کا وقت ہوا یعنی پس چاہیے کہ روزے دار روزہ کھولے۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ آپ پر تو دن ہے تو احتمال ہے کہ وہ مرد نہایت صاف ہونے کی وجہ سے روشنی بہت دیکھتا تھا پس گمان کرتا تھا کہ ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا اور کہتا تھا کہ شاید اس کو کسی چیز پہاڑ وغیرہ سے ڈھانکا ہو یا اس جگہ ابر تھا سو نہ ثابت ہوا غروب آفتاب کا نہیں تو اگر صحابی کو ثابت ہو کہ آفتاب ڈوب گیا ہے تو یہ توقف نہ کرتا اس واسطے کہ وہ اس وقت معاند ہوگا اور سوائے اس کے نہیں کہ اس نے توقف کیا واسطے احتیاط کے اور طلب کشف حکم مسئلہ کے اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہے جلدی افطار کرنا روزے کا اور یہ کہ نہیں واجب امساک جزء کا رات سے مطلق بلکہ جب آفتاب کا غروب ثابت ہو تو روزہ کھولنا حلال ہوتا ہے اور نیز اس میں یاد دلانا عالم کا ہے اس چیز میں کہ خوف بھولنے کا ہو اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں بیان وقت روزے کا اور یہ کہ جب غروب ثابت ہو تو کافی ہے اور اس میں زجر ہے اہل کتاب کی متابعت سے اس واسطے کہ وہ غروب آفتاب کے بعد بہت دیر سے روزہ کھولتے تھے اور یہ کہ امر شرعی ابلغ ہے حسی سے اور یہ کہ عقل شرع پر حکم نہیں کرتی۔ (فتح)

بَابٌ يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ مِنَ الْمَآءِ أَوْ غَيْرِهٖ

روزہ کھولے اس چیز سے کہ میسر ہو پانی وغیرہ سے

فائدہ: یعنی خواہ تنہا ہو یا کسی چیز کو ساتھ ملایا ہو اور ایک روایت میں صرف پانی کا لفظ آیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ

نے اس باب میں عبداللہ بن ابی اوفی کی حدیث بیان کی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ حدیث مَنْ وَجَدَ تَمْرًا فَلْيُفْطِرْ عَلَيْهِ وَمَنْ لَا فَلْيُفْطِرْ عَلَى الْمَاءِ میں امر وجوب کے واسطے نہیں۔ (فتح)

۱۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ.

۱۸۲۰۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے دار تھے سو جب سورج غروب ہوا تو فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ شام کریں تو خوب ہو فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر دن ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ آئے ادھر سے تو روزے دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا اور اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جو چیز میسر ہو اس سے روزہ کھولے فقط۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ ترجمہ پارہ ہفتم بخاری کا تمام ہوا وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

ابواب العمرۃ

فضائل مدینہ

كتاب الصوم

❀......❀......❀